افضل البشر بعد الانبیاءؑ بالتحقیق

ثانی اثنین

سیّدنا ابو بکر الصدیقؓ

سکندر نقشبندی

افضل البشر بعد الانبیاءؑ بالتحقیق

ثانی اثنین

سیّدنا ابو بکر الصدیقؓ

سیّد سبط سکندر نقوی حنفی نقشبندی مجدّدی

نام کتاب: ثانی اثنین سیّدنا ابوبکر الصدیقؓ

تالیف: سکندر نقشبندی

ٹیلیفون: (001) 647 890 1317

sikander.naqshbandi@gmail.com

www.eislamicbooks.com

سرورق: سید حماد الرحمان - ٹورنٹو کینیڈا

پروف ریڈنگ: نیّر واسطی ۔ کینیڈا

تعداد: ایک ہزار

سنِ طباعت: 2016ء

قیمت:

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندھی فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کی جا سکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان) 0300-2380285

نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان) 0300-3512712

عبدالرشید خان (ورجینیا امریکہ) (001) 703-785-4737

منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا) 0614-2490-4151

قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا) (001) 647-898-4640

سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا) (001)403-926-5171

انمول موتی

اگر میرا ایك پائوں
جنت میں ھو اور دوسرا
اس سے باھر تو بھی
میں اپنے آپ کو اللّٰه
کے غضب سے محفوظ
تصور نہیں کرتا۔

(صدیق اکبرؓ)

﴿ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ﴾

ثانی اثنین سیّدنا ابو بکر صدیقؓ

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
9.0	مرتدین	267
9.1	پس منظر	267
9.2	مرتدین کی اقسام اور اسباب	268
9.3	مرتدین کی مدینہ منورہ میں ناکامی	273
9.4	ابوبکر صدیقؓ کی دفاعی حکمت عملی	274
9.4.1	ابوبکر صدیقؓ کے لشکر	278
9.4.2	ابوبکر صدیقؓ کی لشکر کو نصیحتیں	279
9.5	اطراف مکہ کے مرتدین	283
9.6	طائف کے مرتد	284
9.7	اہل نجران کے مرتد	284
9.8	بحرین کے مرتد	286
9.9	علاء بن حضرمی کی کرامت	288
9.10	عمان کے مرتد	289
9.11	لشکر عدامہ	291
9.12	کندہ کے مرتدین	292
9.13	علقمہ بن علاثہ کے خلاف جنگ	294
9.14	ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ کا ارتداد اور قبول اسلام	295
10.0	جامع القرآن	296
10.1	قرآن جمع کرنے کا پس منظر	296
10.2	قرآن کریم کی ترتیب	300

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار		عنوانات	صفحہ نمبر

بکھرے موتی

زبان کو شکوہ و شکایت سے روکو، خوشی کی زندگانی عطا ہو گی

(سیدنا ابو بکر صدیقؓ)

تقریظ

سیدی مرشدی ومولائی شیخِ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حضرت

حافظ منیر احمد خان نقشبندی مدظلہ' عالی

سندھ یونیورسٹی ۔ جام شورو ۔ پاکستان

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلّیاً

افضل البشر بعد الانبیاء صدیق اکبر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ مقام ومرتبہ سے متعلق خود افضل البشر' خیر الخلائق' سرور کائنات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ اہل علم حضرات سے مخفی نہیں ہیں۔

کتب احادیث میں آپؓ کے مناقب و فضائل سے متعلق متعدد مستند روایات موجود ہیں۔ قرآن پاک میں کئی جگہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں آیات نازل ہوئیں ہیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے مقام ومرتبہ سے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ کون ہے جس کی صفت میں اس طرح کے تین کلمے نازل ہوئے ہوں:

''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَار اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لاَ تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ''

آپؓ جیسی عظیم المرتبت ہستی کے فضائل و مناقب، کردار و کارنامے سوانح اور حالات زندگی پر مختلف انداز میں لکھا جاتا رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک لکھا جاتا رہے گا۔

عزیزم سکندر نقشبندی صاحب اس سے قبل بھی کئی مفید کتابیں تحریر فرما چکے ہیں لیکن یہ کتاب اپنے عنوان، تحقیق اور اسلوب کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے۔ جس میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکمل سوانح حیات، فضائل و مناقب اور کردار و کارناموں کو قرآن و احادیث کی روشنی میں تحقیق و ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ آپؓ کی حیات طیبہ کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں مکمل حوالوں کے ساتھ پیش نہ کیا گیا ہو۔ تمام روایات اور مستند تواریخ کو ابواب و عنوانات کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی سے متعلق یہ کتاب ایک جامع اور منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنا نہایت مفید اور باعث رحمت و برکت بھی ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ عزیزم سکندر نقشبندی صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(احقر) منیر احمد خان

تقریظ

افضل البشر بعد الانبیاء صدیق اکبر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ مقام و مرتبہ سے متعلق خود افضل البشر، خیر الخلائق، سرور کائنات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ اہل علم حضرات سے مخفی نہیں ہیں۔

کتب احادیث میں آپؓ کے مناقب و فضائل سے متعلق متعدد مستند روایات موجود ہیں۔ قرآن پاک میں کئی جگہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں آیات نازل ہوئیں ہیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے مقام و مرتبہ سے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ کون ہے جس کی صفت میں اس طرح کے تین کلمے نازل ہوئے ہوں:

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

آپؓ جیسی عظیم المرتبت ہستی کے فضائل و مناقب، کردار و کارنامے، سوانح اور حالات زندگی پر مختلف انداز میں لکھا جاتا رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک لکھا جاتا رہے گا۔

عزیزم سکندر نقشبندی صاحب اس سے قبل بھی کئی مفید کتابیں تحریر فرما چکے ہیں لیکن یہ کتاب اپنے عنوان تحقیق اور اسلوب کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے۔ جس میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکمل سوانح حیات، فضائل و مناقب اور کردار و کارناموں کو قرآن و احادیث کی روشنی میں تحقیق و ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ آپؓ کی حیات طیبہ کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں مکمل حوالوں کے ساتھ پیش نہ کیا گیا ہو۔ تمام روایات اور مستند تواریخ کو ابواب و عنوانات کے ساتھ یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی سے متعلق یہ کتاب ایک جامع اور منفرد کتاب ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنا نہایت مفید اور باعث رحمت و برکت بھی ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ عزیزم سکندر نقشبندی صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

احقر۔ منیر احمد خان

ارشادِ سیّدنا صدیق اکبرؓ

جس قوم میں فحاشی عام ھو جاتی ھے تو اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ھے

تعارف

محترم سکندر نقشبندی صاحب حضور پاک ﷺ کے ان خوش نصیب امتیوں میں سے ہیں جنہیں پہلے حضورِ انور ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پر پھر حضورِ اکرم ﷺ کے داماد اور اہل بیت جناب علی مرتضیٰ ؓ کی سیرت پر مختصر لیکن جامع کتاب لکھنے کا شرف حاصل کیا۔ کہاں فن انجینیر نگ میں سکندر صاحب نے اپنی زندگی کا آغاز کیا اور کہاں فنِ سیرت نگاری جس میں ایک کے بعد ایک تین مستند کتابیں، ایک حضورِ اکرم ﷺ اور دو آپ کے انتہائی مقربین پر سپردِ قلم کر دیں۔

زیر نظر کتاب " ثانی اثنین " در حقیقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے زیادہ حضورِ انور ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا پرتو ہے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ فنا فی الرسول کے عظیم مقام پر فائز تھے اور حضور ﷺ کی محبت آپ ؓ میں اس طرح سرایت کر گئی تھی جس طرح جسم میں روح اور ایک ایسے عاشق تھے کہ جس کی پوری تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اقبال فرماتے ہیں!

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق ؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یہی کچھ حال جناب علی مرتضیٰ ؓ کا ہے جن پر کتاب لکھ کر سکندر صاحب گویا ان تین والوں میں شامل ہو گئے جن کی مغفرت کا قرآن مجید میں اعلان فرمایا گیا ہے۔

سکندر بھائی نے مجھے اپنے اس خوش انجام اور عظیم کام میں اس طرح حصہ ڈالنے کا شرف عنایت فرمایا کہ ان تین مسودوں کا تعارفی جائزہ (Review) کرنے کا حکم اس طرح فرمایا کہ ان کو ہر طرح سے بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ اسے میں اپنی خوش بختی تصور کرتا ہوں اور یہ آیتِ شریفہ ہم دونوں کے حسبِ حال ہے ان کے لئے زیادہ اور میرے لئے کم

ذَٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَن یَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ O

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

(سورۃ الجمعہ ۔ ۴)

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ سیرتِ ابوبکر صدیقؓ میں حضورِ انور ﷺ کی سیرتِ پاک جھلکتی ہے چنانچہ ان کی سیرتِ پاک میں وہ واقعات آتے ہیں جن میں حضور پاک ﷺ بھی موجود ہیں یا پھر وہ واقعات ہیں جن میں وہ حضور پاک ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ جن میں صدیقؓ خود حضور ﷺ کے احکامات اور منشا مبارک کو پورا کرنے میں نظر آتے ہیں۔ یا پھر وہ حضور ﷺ کے مشن اور پیغام کو مدینہ منورہ اور اطرافِ عالم میں پھیلانے اور ان کو جاری و ساری کرتے ہوئے اپنے جان اللہ کے سپرد کر کے سرخرو ہو جاتے ہیں۔

ہمارے سکندر بھائی نے اپنی کتاب " ثانی اثنین " میں سیرتِ صدیق اکبرؓ کے یہ تمام پہلو کسی قدر تفصیل اور کچھ مختصراً لکھ دئے ہیں اور زبان اور بیان اس طرح

ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا مجھ جیسا عام امتی بھی پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

کتاب **ثانی اثنین** (سیّدنا ابوبکر صدیقؓ) کو بیس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب آپؓ کے ابتدائی اور خاندانی حالات سے شروع ہوتی ہے اور آپؓ کی زندگی کے سفر کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی آپؓ کے وصال مبارک اور وصیت تک پہنچتی ہے۔ آخر میں صدیق اکبرؓ کے فضائل اور اقوالِ زرین کے ساتھ آپؓ کی " پاکیزہ زندگی تاریخ کے آئینہ میں " پر ختم ہوتی ہے۔ اس گلدستہ کو سجانے کے لئے مولف نے ہر جگہ سے پھول چنے ہیں جہاں بھی پائے جاتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ، سیرتِ نبی پاک ﷺ، تاریخی حوالہ جات اور امت کے عظیم محدثین، اہل اللہ کے اقوال اور تحریریں سب شامل ہیں۔ اس میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو اردو زبان میں نہیں لکھی گئیں، ان کے تراجم اردو زبان میں موجود ہیں۔ ان کی تفصیل طویل ہے جو زیرِ نظر کتاب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک اور مقام ہے کہ وہ تصوف کے مشہور سلسلہ نقشبندیہ کے امام مانے جاتے ہیں ان کے ساتھ حضرت سلمان فارسیؓ بھی شامل ہیں۔ باقی تین مشہور سلاسل چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کے امام حضرت علیؓ ہیں۔ آجکل امریکہ، کینیڈا اور عرب ممالک سے تصّوف کے خلاف ایک زبردست مہم جاری ہے اس لئے مولف نے ابوبکر صدیقؓ بحیثیت امام نقشبندی کا

باب لکھ کر وقت کی ایک ضرورت کو پورا کر دیا۔ مناسب ہوگا یا ہوتا اگر سکندر بھائی تصوف پر ایک مختصر لیکن جامع تحریر قم فرماتے اور پھر یہ بات بتائی جاتی کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کس طرح سے اس سلسلہ کے امام ہیں۔ (مولف نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی خواہش کے مطابق تصوف پر ایک کتاب تحریر کر دی ہے)

زیرِ نظر کتاب میں خلفاء ثلاثہ اور حضرت علی ؓ کے واقعات پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے ان کی آپس میں کتنی قرابت داریاں اور محبتیں تھیں۔ میں جب اہل تشیع ہوتا تھا تو میری والدہ صاحبہ مجھے قصے سناتیں تھیں کہ حضرت عمر ؓ نے کس طرح اہلِ بیت پر مظالم کئے۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق ؓ حضرت علی ؓ کے داماد تھے اور سیّدہ فاطمہ الزہراء ؓ کی صاحبزادی حضرت عمر ؓ کے عقد میں تھیں۔ اس قسم کے اور بھی واقعات کتاب میں درج ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان بزرگوں میں کتنی محبت اور تعلق تھا۔ اور کیوں نہ ہو یہ سب حضرات اس شمع رسالت کے پروانے تھے جو خود رحمت اللعالمین تھے اور جنہوں نے دنیا کو محبت، رواداری، صلہ رحمی، برداشت کا درس دیا اور اپنے صحابہ کی اس میں خوب خوب تربیت فرمائی۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سے سکندر بھائی کی اس کاوش کو مقبول فرما کر ان کو، اس کے پڑھنے والوں کو اور ہر اس شخص کو جس نے اس نیک کام میں حصہ لیا ہے دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور اس کو شرفِ مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ایں سعادت بزورِ بازو نیست گر نہ بخشند خدائے بخشندہ

اور شارم از زندگی خویش کہ کارے کردم

والسلام

ڈاکٹر اقبال علی

۲۲ رمئی ۲۰۱۶ء

سینٹا کلارا ۔ کیلی فورنیا ۔ امریکہ

سابق پروفیسر: این۔ای۔ڈی یونیورسٹی آف انجینیر نگ کراچی ۔ پاکستان

شاہ فہد جامعہ البپڑول المعادن۔ الزھران۔ سعودی عرب

یونیورسٹی آف انجینیر نگ اینڈ ٹیکنالوجی۔ لاہور۔ پاکستان

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مِنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَ نَا وَسَنَدَ نَا وَ نَبِيَّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ☆ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج ﴾

وہ دوسرا تھا دو میں سے، جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(سورۃ التوبہ ۔ 40)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِ نَا

مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

خلیفۃ الرسول سیّدنا صدیق اکبرؓ پر اردو، عربی، فارسی اور انگریزی میں اور ان کے علاوہ دنیا کی دوسری اور زبانوں میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر اپنا کرم ہے کہ جس شہ کی بھی نسبت رسول کریم ﷺ ہو گئی تو وہ قیامت تک کے لئے زندہ ہو جاتی ہے۔ آج ڈیڑھ ہزار سال گزرنے کے باوجود وہ تمام باتیں، واقعات اور قصے لوگوں کو ایسے یاد ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ ابھی کی کوئی بات ہو۔ اس کتاب کے لکھنے کا مقصد اس نیک کام میں اپنا حصہ ڈالنا ہے تا کہ بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کر سکوں کہ میں بھی مداح کرنے والوں میں شریک ہوں اور اس نسبت کی برکت سے باری تعالیٰ تو مجھ پر رحم اور کرم فرما اور میرا انجام بھی ان لوگوں کے ساتھ فرما جو تجھے پیارے ہیں اور مجھے بھی پیارے ہیں۔ اس کتاب میں کوئی نئی بات نہیں ہے تمام لکھنے والوں نے جو لکھا وہی میں نے بھی لکھا ہے بس وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر زبان میں کچھ تبدیلی آتی ہے کچھ لفظ متروک ہو جاتے ہیں اور کچھ نئے لفظ شامل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے نئی نسل کو پڑھنے میں کچھ دقت ہوتی ہے اس لئے ان مقدس ہستیوں کے حالات اور واقعات محفوظ رکھنے

کے لئے ہر دور میں ان پر تسلسل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ ہر کتاب اپنے لکھنے والے کے ذہن کی عکاسی کرتی ہے اس لئے ایک ہی ہستی پر لکھی گئی کتابیں ایک دوسرے سے کچھ مختلف ہوتیں ہیں کیونکہ ہر لکھنے والا اپنے ذہن کے مطابق وہ پہلو زیادہ اجاگر کرتا ہے جس کو وہ زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ بس کسی بھی شخصیت کے بارے میں لکھنے کے لئے ایک احتیاط ضروری ہے کہ کتاب موضوع پر ہی رہے۔ کسی واقعہ کی اتنے تفصیل نہ بیان کی جائے کہ اصل موضوع سے ہی ہٹ جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں اور پھر بعد میں انہوں نے خود اپنے کردار و عمل سے ان کو سچ ثابت کر کے دکھایا کہ وہ انبیاء علیہ السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں۔

صحابہ کرام ؓ دین کی بنیاد ہیں اور دین کو پھلانے والے سب سے پہلے لوگ ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے بلا کسی واسطے کے دین حاصل کیا اور لوگوں تک پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کی مصاحبت کے لئے ان کو چنا اور ان کو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے نمونہ بنایا۔ ان مقدس ہستیوں کے بارے میں لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہم ان کی زندگی سے سبق حاصل کریں۔ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿ اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُومِ فَبِاَیِّهِمُ اقۡتَدَیۡتُمۡ اِهۡتَدَیۡتُمۡ ﴾

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب الصحابہ، حدیث: ۶۰۱۸ ج ۲ ص ۴۱۴)

بزرگان دین اور اسلاف کے حالات و واقعات انسانی زندگی میں ایک انقلاب لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو بعض اوقات لمبے چوڑے مطالعہ اور مسلسل وعظ و نصیحت سے بھی حاصل نہیں ہوتے۔ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بہت سی ایسی شخصیات ملتی ہیں جن کی زندگیوں میں اپنے اسلاف کے واقعات سن کر انقلاب آ گیا۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کی محفلوں میں انبیاء کرام علیہ سلام اور سابقہ امتوں کے نیک لوگوں کے حالات بیان فرماتے تھے، ان کے زُہد وعبادات کا ذکر فرماتے تھے۔ صحابہ کرامؓ میں خاص طور پر وہ ہستیاں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کی قیادت، سیاست، اور نظام حکومت چلانے کی ذمہ داری سنبھالی۔ ان کے اجتہاد اور فیصلوں کو اسلامی شریعت میں ایک قانونی دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔ ان با برکت شخصیات میں سے خلیفۃ اول سیّدنا ابوبکر صدیقؓ سب سے اعلیٰ مرتبے اور بلند منصب پر فائز تھے۔ آپؓ ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مثالی نمونہ تھے۔ آپؓ نے فتنۂ ارتداد، مانعین زکوٰۃ اور جھوٹے مدعیان نبوت جیسے عظیم فتنوں کا قلع قمع کیا۔ آپؓ کی فہم و فراست اور بصیرت وحکمت پر مبنی فیصلوں نے ابھرتی ہوئی اسلامی ریاست کو مضبوط بنیادیں مہیا کیں۔ ان کا نظام حکومت اور دورِ خلافت دنیا کے لئے مشعل راہ ہے۔

ان شخصیات کے حالاتِ زندگی پڑھنے سے ہمیں معلوم ہوتا کہ مشکل اور اچھے حالات میں ایک مومن کا کیا کردار وعمل ہونا چاہئے۔ کن کن چیزوں سے ہمیں بچنا چاہئے اور کیا کیا عمل ہمیں کرنے چاہئے کہ ہم ایک اچھے مسلمان بن کر

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں سرخرو ہوسکیں۔ ان کے کیا کردار و عمل تھے جن کی وجہ سے وہ حیرت انگیز طور پر مختصر ترین وقت میں ساری دنیا پر چھا گئے اور ہمارے پاس بھی وہی تمام چیزیں و تعلیمات ہیں لیکن ہم پستی میں گرتے جا رہے ہیں۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا، اس کے محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت اور میرے شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان دامت برکاتہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں میری کوتاہیوں کا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں صحابہ کرامؓ خصوصاً صدیق اکبرؓ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنادے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کو کو خود بھی پڑھنے اور دوسروں کو ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ وما توفیقی الّا باللّٰہ علیہ توکلت و الیہ اُنیب ﴾

طالب دعا
سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)
2/رجب المرجب 1437ھ بروز اتوار
بمطابق 10/اپریل 2016ء
ٹورنٹو ۔ کینیڈا
Tel: (001) 647 890 1317
Email: sikander.naqshbandi@gmail.com
Web: www.eislamicbooks.com

صدیق اکبرؓ

آں امن الناس بر مولائے ما

آں کلیم اوّل سینائے ما

ہمّت او کشتِ ملت را چو ابر

ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر

(اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابوبکر الصدیقؓ

1.0۔ نجی حالات

1.1۔ شجرہ نسب

عبداللہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) بن (ابی قحافہ) عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القریشی التیمی بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

1.2 ۔ قبیلہ: بنوتیم (بن مرّہ بن کعب)

مکہ مکرمہ میں مختلف قبیلوں کے پاس مختلف ذمہ داریاں تھیں۔ بنو ہاشم کے پاس سقّائیت یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کا کام تھا۔ بنونوفل کے ذمہ حاجیوں کے لئے زادراہ مہیا کرنا تھا۔ بنوعبدالدار کے پاس خانہ کعبہ کی کنجی اور دربانی تھی۔ بنواسد کے پاس دارالندوہ کا انتظام تھا۔ بنوعدی سفارت اورقومی مفاخرت کا کام سنبھالتے تھے۔ بنوتمع کے پاس شگون کے تیر ہوتے تھے۔ موسموں کے حساب سے بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔

بنوتیم کی ذمہ داری خون بہا کا فیصلہ کرنا اور دیت کی رقم جمع کر کے ادا کروانا تھی۔ جس کی وجہ سے ان میں جرأت، شجاعت، سخاوت، مروت اور ہمدردی،

جفاکشی، ہمسایہ قبائل کی حمایت وحفاظت، معاہدے کی پابندی جیسے صفات پائے جاتے تھے۔ یہ جو فیصلہ کرتے تھے اس پر عملدرآمد کرانے کی طاقت بھی رکھتے تھے۔

آپ کا سلسلہ نسب مرہ بن کعب پر رسول اللہ ﷺ کے نسب سے جا ملتا ہے۔

1.3 ۔ حضرت ابوقحافہ ؓ کی اولاد

حضرت ابوقحافہ ؓ کے چھ بچے تھے۔

۱) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ (عتیق)

۲) معتیق

۳) معتق

۴) حضرت ام فروہ ؓ

۵) حضرت قریبہ ؓ

۶) حضرت ام عامر بنت ابی قحافہ ؓ

حضرت ام فروہ ؓ کی والدہ کا نام ہند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قصیٰ تھا۔ حضرت ام فروہ ؓ کا پہلا نکاح قبیلہ ازد کے ایک شخص سے ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ ان کا دوسرا نکاح اشعث بن قیس سے ہوا۔ جو کندہ کا رئیس تھا۔ اشعث اسی (۸۰) لوگوں کے ساتھ بڑی شان وشوکت کے ساتھ ۱۰ھ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر مسلمان ہوا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد یہ بھی مرتد ہوگیا تھا۔ اسلامی لشکر نے اس کے قبیلہ کو شکست دی اور اسے گرفتار کر

کے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں پیش کیا اور وہاں اس نے سچے دل سے توبہ کر لی اور اپنے کیئے پر ندامت کا اظہار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسے معاف کر دیا۔ بعد میں اشعث بن قیس ؓ نے عراق اور شام کے کئی معرکوں میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ ان سے اسحاق، اسمٰعیل، حبابہ اور قریبہ پیدا ہوئے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ام فروہ ؓ کی ماں ہند بنت عتیک تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پہلے شوہر کے انتقال کے بعد ان کا نکاح تمیم داری ؓ سے ہوا جو پہلے عیسائی تھے اور ۹ھ میں اپنے وطن شام سے مدینہ منورہ آکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ ان کی بعد آپس میں اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے طلاق ہو گئی تھی۔

ایک روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ام فروہ ؓ کو درہ مارا جب انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے انتقال پر نوحہ شروع کیا تھا۔

حضرت قریبہ ؓ کی والدہ بھی ہند بنت نقید بن بجیر بن عبد بن قصیؒ تھیں۔ حضرت قریبہ ؓ کا نکاح حضرت قیس بن عبادہ ؓ بن ولیم الساعدی سے ہوا اور آپ ؓ ام فروہ ؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی ایک بہن ام عامر بنت ابی قحافہ تھیں۔ یہ ام فروہ اور قرینہ کی سگی بہن تھیں۔ ان کا نکاح حضرت عامر بن ابی وقاص ؓ سے ہوا جن سے آپ کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام ضعیفہ تھا۔

(الطبقات الکبریٰ تسمیۃ النساء المسلمات المبایعات من قریش ج۸ ص۱۹۶)

1.4۔ والدہ حضرت ام الخیرؓ

والدہ کی طرف سے آپؓ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ امّ الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ آپؓ کی والدہ آپؓ کے والد کے چچا کی بیٹی تھیں۔ (طبقات ابن سعد ۱۲۶/۳ ۔ سفینۃ الاولیاء)

حضرت امّ الخیر سلمیٰ آغاز اسلام میں دار الارقم میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ آپؓ کا انتقال حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد اپنے شوہر سے پہلے ہوا۔ (تاریخ مدینہ دمشق ۱۴/۳۰)

1.5 ۔ ولادت باسعادت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ولادت 573ء میں ہوئی آپؓ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں ڈھائی سال چھوٹے تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دو سال دو ماہ چھوٹے تھے۔ آپؓ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ زمانہ جاہلیت میں آپؓ کا نام عبدالکعبہ رکھا گیا جو اسلام لانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔

1.6 ۔ اسم مبارک، کنیت اور القاب

اسم مبارک: عبداللہ (زمانہ جاہلیت میں آپؓ کا نام عبدالکعبہ تھا جس کو تبدیل کر کے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھ دیا تھا۔

کنیت: ابوبکرؓ

عربی زبان میں بکر جوان اونٹ کو کہتے ہیں (اس کے علاوہ پہل کرنے والے اور کنوارے کو بھی کہتے ہیں) ، اس کی جمع " اَبْکُرٌ " اور " بِکَار " بھی ہے۔ جس کے پاس اونٹوں کی کثرت ہوتی یا جس کا قبیلہ بہت بڑا ہوتا یا اونٹوں کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات میں بہت ماہر ہوتا تو لوگ اسے ابوبکر کہتے تھے۔ آپؓ میں یہ تمام خصوصیات موجود تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کنیت کے بارے میں منقول ہے کہ کیونکہ آپؓ اعلیٰ خصلتوں کے مالک تھے اس لئے آپ ابوبکرؓ مشہور ہوگئے بعد میں یہی آپؓ کی کنیت بن گئی۔

لقب

صدیق، عتیق، افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفۃ الرسولؐ، ثانی اثنین، صاحب، امیر الشاکرین، الاواہ

صدیق:

یہ وہ شخص ہے جس کا ظاہر و باطن میں سچ اس درجہ سرایت کر گیا ہو کہ ذرہ برابر اس میں جھوٹ کی گنجائش نہ ہو اور بلا کسی تردد اور تامل اور بغیر کسی کرامت کے طلب کئے اور بغیر صحبت و ہم نشینی کے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہے۔ آپؓ معراج کی تصدیق کرنے پر بھی صدیق ٹھہرے۔

حضرت نبعہ حبشیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!"

'' یا ابا بکر ان اللّٰہ قد سماک الصدیق ''

یعنی اے ابوبکرؓ! بے شک اللہ رب العزت نے تمہارا نام " صدیق " رکھا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ حرف النون ج۸ص۳۳۲)

حضرت ابو یحییٰ حکیم بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ کو اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہوئے سنا کہ

" انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق"

یعنی سیّدنا ابوبکرؓ کا لقب صدیق آسمان سے اتارا گیا۔

(معجم الکبیر نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ حدیث۱۴ ج۱ص۵۵)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لقب صدیق کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپؓ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کی تصدیق کرنے میں سب سے سبقت لے جاتے تھے اس لئے آپؓ کو صدیق کے لقب سے پکارا گیا۔ سیرت ابن ہشام اور دوسری سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپؓ نے واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو صدیق کے لقب سے نوازا۔

ثانی اثنین

حضرت سعید بن مسیّب کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کریم

ﷺ کے بمنزلہ وزیر کے تھے۔ آپ ﷺ تمام امور میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لانے میں ثانی تھے، غار میں بھی ثانی تھے، بدر کے دن عریش میں بھی ثانی تھے، قبر میں بھی حضور انور ﷺ کے ثانی ہیں، اس عالم میں تو ثانی تھے ہی عالم آخرت میں بھی ثانی اور رفیق ہیں، اور حضور پرنور ﷺ اپنی زندگی میں کسی کو ابوبکرؓ سے مقدم نہیں رکھتے تھے۔ (ازالۃ الخفاء۔ ۲۳۵)

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں!

اللہ عزوجل نے آپؓ کا نام ثانی اثنین رکھا۔ جب دونوں غار میں تھے تو آپؓ کو نبی کریم ﷺ کا ثانی بنایا۔ علماء نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اکثر مناصب دینیہ میں رسول کریم ﷺ کے ثانی رہے۔ جب رسول کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پر اسلام پیش کیا تو آپؓ فوراً ایمان لے آئے اور واپس جا کر حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، اور دوسرے جید صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اسلام کی ترغیب دی اور سب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اتنا معتبر جانتے تھے کہ سب نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور ایمان لے آئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ثانی اثنین بن گئے۔

اسی طرح جب رسول کریم ﷺ غزوۃ میں تشریف لے جاتے اور قیام فرماتے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہوتے اور جدا نہ ہوتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی مجلس کے اعتبار سے بھی ثانی اثنین تھے۔ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو نبی کریم نے نماز کی امامت کے لئے آپؓ کو اپنا نائب

بنایا اس طرح امامت کے لئے بھی آپ ؓ ثانی اثنین ہوئے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ بھی بعد از وفات آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے، یہاں بھی آپ ؓ ثانی اثنین ٹھہرے۔

ابوجعفر محمد بن جریر ؒ فرماتے ہیں کہ " ثانی اثنین " سے مراد نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ اس لئے کہ دونوں قریش کے خوف سے نکلے تھے۔ جب قریش نے نبی کریم ﷺ کے قتل کا مذموم ارادہ کیا تو دونوں ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے صدیق اکبر ؓ سے فرمایا! غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ صدیق اکبر ؓ کو خوف تھا کہ کہیں مشرکین ہمارے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہو جائیں تو ان کی اس گھبراہٹ کو دور کرنے کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا! کیونکہ اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اس کی نصرت ہماری رفیق ہے لہٰذا ہمیں نقصان پہنچانا مشرکین کے لئے ممکن نہیں۔

عتیق

رسول اللہ ﷺ نے یہ لقب عطا فرمایا تھا۔ " **انت عتیق اللّٰہ من النار** " تم جہنم سے اللہ کے عتیق (آزاد کردہ) ہو۔ اس کے بعد آپ ؓ کا نام عتیق پڑ گیا۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبار عن مناقب الصحابۃ ج۹ص۶)

حضرت لیث بن سعد، حضرت امام احمد بن حنبل، علامہ ابن معین اور دیگر علماء کرام ؒ فرماتے ہیں کہ " **انما سمّی عتیقاً لحسن و جھۃ** " یعنی آپ ؓ

کے چہرے کے حسن و جمال کے سبب عتیق کہا جاتا تھا۔

امام طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپؓ کو چہرے کے حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کہا جاتا تھا۔

(معجم الکبیر، نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمۃؓ، حدیث۴ ج۱ ص۵۲، اسد الغابۃ باب عین عبداللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق ج۳ ص۳۱۶، تاریخ الخلفاء ص۲۲)

علامہ ابونعیم بن دکینؒ فرماتے ہیں! " **سمّی بذٰلک لانہ قدیم فی الخیر** " یعنی خیر وخوبی میں سب سے پہلے اور دیگر افراد سے مقدم ہونے کی وجہ سے آپؓ کو عتیق کہا جاتا تھا۔ (الریاض النضرۃ ج۱ ص۷۸، تاریخ الخلفاء ص۲۲)

حضرت زبیر بن بکارؒ نے فرمایا! " **انما سمّی عتیقاً لم نہ لم یکن فی نسبہٖ شیءٌ یعاب بہ** " یعنی حسب ونسب میں کوئی ایسی کمزوری نہیں تھی جس کی وجہ سے آپ کی عیب جوئی کی جاتی۔

(تاریخ الخلفاء ص۲۲، اسد الغابۃ باب عین عبداللہ بن عثمان ابوبکر الصدیق ج۳ ص۳۱۶)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لقب عتیق کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ نے تمہیں آگ سے آزاد فرما دیا۔ اس طرح آپؓ اسی دن سے عتیق کے نام سے مشہور ہوگئے۔ (ترمذی ۔ حاکم)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور اکرم ﷺ کے گھر میں تھی ۔ دالان میں پردہ پڑا ہوتھا اور آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میرے والد تشریف لائے ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو چاہتا ہے کہ آگ سے آزاد شدہ شخص کو دیکھے تو وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔ (ابویعلیٰ ابن سعد۔ حاکم)

بعض مورخین کا خیال ہے کہ آپؓ کو عتیق کا لقب آپؓ کے صاف اور بے داغ کردار اور آپؓ کی سرخ وسفید رنگت کی وجہ سے ملا تھا۔

صاحب:

قاموس، صحاح للجوھری، لسان العرب، المنجد، اور صراح وغیرہ میں صاحب کی جمع صَحْبٌ و أصْحَابٌ و صَحَبةٌ و صِحَابٌ و صُحْبَانٌ و صِحَابَةٌ و صَحَابَةٌ ہے۔ اور اصحاب کی جمع اصاحیب ہے۔

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۰)

جب وہ اپنے صاحب (حضرت ابوبکر صدیقؓ) سے کہہ رہا تھا غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

" یہ ایسی معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ شیخ اجل حضرت مظہر جان جاناں حبیب اللہ شہیدؒ فرماتے ہیں! رسول اکرم ﷺ نے اللہ عزوجل

کی معیت کو جہاں اپنے لئے ثابت رکھا وہاں اپنے ساتھی ابوبکر صدیقؓ کے لئے بھی بلاتفریق اس معیت کو ثابت کیا۔ یہ صدیق اکبرؓ کی فضیلت پر روشن دلیل ہے۔

امام فخرالدین رازیؒ نے اس بات کی تشریح اس طرح کی ہے کہ!
نبی کریمؐ کفار سے چھپ کر ان کے قتل کرنے کے خوف سے غار کی طرف تشریف لے گئے۔ اگر رسول کریم ﷺ کو ابوبکر صدیقؓ کے باطن پر یقین نہ ہوتا کہ وہ مومن صادق اور مخلص ہیں تو کبھی بھی اپنی جان کے لئے ان کو رفیق نہ بناتے۔ اگر آپؓ باطنی طور پر مخلص نہ ہوتے تو رسول کریم ﷺ آپؓ کو یہ مرتبہ کبھی نہ دیتے۔ کیونکہ ایسی صورت میں صدیق اکبرؓ کی جانب سے رسول کریم ﷺ کو خطرہ ہوتا کہ کہیں دشمن کو آگاہ نہ کر دیں اور اقدام قتل کی کوشش کریں۔ مگر رسول کریم ﷺ نے آپؓ کو مخلص اور صادق پایا تبھی تو ایسے حالات میں اپنا رفیق بنایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؓ کا باطن، ظاہر کے موافق تھا۔ اور آپ کی صداقت یقینی اور قطعی تھی۔

امیرالشاکرین

امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک لقب امیرالشاکرین یعنی شکر کرنے والوں کا سردار۔
(خلافت صدیق اکبرؓ ۔ مولانا محمد ابراہیم چشتی)

خلیفۃ الرسول ﷺ

رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی آپ ؓ کو اپنا نائب منتخب کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد تمام لوگ آپ ؓ کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

حضرت ابوملیکہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو " خلیفۃ اللہ " (اللہ کا خلیفہ) کہہ کر پکارا۔ آپ ؓ نے فرمایا! میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ نہیں ہوں۔ میں تو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں اور آپ ؓ کا خلیفہ ہونے پر راضی ہوں۔ (الاستیعاب ج٦ ص٢٥٢)

یہ رسول اللہ ﷺ سے آپ ؓ کی محبت اور تابعداری ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے آپ کو ان کا خلیفہ کہلوانا پسند فرمایا۔

الاواہ

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ایک لقب " الاواہ " بھی تھا۔ یہ لقب آپ ؓ کی خشیت الٰہی پر دلالت کرتا ہے۔ امام ابراہیم نخعی ؒ فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر ؓ رحیم القلب اور طبیعت کی نرمی کی وجہ سے " الاواہ " کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

(طبقات الکبریٰ: ٣/١٧١)

1.7 ۔ حلیہ مبارک

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپؓ کی رنگت سفید، بدن دبلا تھا۔ دونوں رخسار اندر کو دبے ہوئے تھے۔ چہرے پر گوشت زیادہ نہیں تھا۔ پیشانی ہمیشہ عرق آلود رہتی تھی، پیشانی بلند اور کشادہ تھی۔ انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ ہتھیلیوں کی پچھلی رگیں بھی صاف نظر آتی تھیں۔ حنا اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ پیٹ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ آپؓ کا ازار بند نیچے کھسک جاتا تھا۔

(طبقات ابن سعد)(الریاض النظرۃ ج ا ص ۸۲، تاریخ الخلفاء ص ۲۵)

حضرت ابوبکر صدیقؓ زمانہ جاہلیت سے ہی بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپؓ نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں شراب کا قطرہ نہیں چکھا تھا جبکہ مکہ میں اس دور میں لوگ شراب کے بہت شوقین اور عادی تھے۔ آپؓ نرم دل اور شریفانہ طبیعت کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو قلبِ سلیم کی دولت سے نوازا تھا جس کی وجہ سے آپؓ اپنی قوم کے اکثر گمراہ کن اعتقادات اور عادات ورسومات سے اپنے آپؓ کو دور رکھتے تھے۔

ابن ہشام تحریر فرماتے ہیں کہ اپنی قوم میں بہت تعلقات رکھنے والے محبوب، نرم اخلاق، قریش میں بہترین نسب والے تھے۔ قریش کے انساب کا انہیں تمام قریش سے زیادہ علم تھا اور ان کی اچھائیاں اور برائیاں سب سے زیادہ جانتے تھے۔ تجارت کرتے تھے انتہائی خوش مزاج تھے۔ حسنِ معاملات کی وجہ

سے قوم کے تمام افراد آپ ؓ کے پاس آتے اور آپ سے تعلقات رکھنے کے خواہش مند ہوتے۔ (سیرت ابن ہشام)

1.8۔ ابتدائی حالات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا شمار ایک خوش اخلاق، نیک سیرت اور ایماندار تاجروں میں ہوتا تھا۔ قریش کے لوگ بھی آپؓ کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپؓ صاحبِ علم تھے یہی وجہ تھی کہ قریش کے سرداروں نے کئی اہم موقعوں پر آپؓ کو اپنا سفیر اور مشیر بنا کر بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبیلہ خون بہا اور تاوان کے امور کا فیصلہ کرتا تھا۔ آپؓ اپنی ابتدائی زندگی میں ہی اسی منصب پر فائز ہو گئے تھے۔ اور اس منصب کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھا رہے تھے۔ آپؓ بچپن سے ہی نہایت اصول پسند تھے اور اصولوں پر کسی قسم کا سمجھوتا نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دورِ جہالیت میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ آپؓ اس دور کی تمام جاہلانہ رسوم ورواج سے باغی تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا کہ میں نے کبھی بھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ جب میں سن بلوغت کو پہنچا تو میرے والد مجھے اس کوٹھری میں لے گئے جہاں بت موجود تھے۔ انہوں نے مجھے اس کوٹھری میں بند کر دیا۔ جب مجھے بھوک لگی تو میں نے ایک بت سے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے مجھے کھانا دو تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے ایک بت سے کہا کہ میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے دو تو اس نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے

ان بتوں کو پتھر مار کر توڑ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے دورِ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا گزر ایک مدہوش شخص کے پاس سے ہوا جو غلاظت میں اپنا ہاتھ ڈالتا پھر اسے اپنے منہ کے پاس لے جاتا۔ جب اس کو اس کی بدبو محسوس ہوتی تو منہ میں ڈالنے سے رک جاتا اس کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو شراب سے نفرت ہوگئی اور اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ دور جاہلیت کی تمام معاشرتی برائیوں سے پاک تھے یہی وجہ تھی کہ قریش کے تمام قبائل آپ ؓ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ ؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کی ضمانت تسلیم کی جاتی تھی۔ اسی زمانے سے ہی آپ ؓ کی رسول اللہ ﷺ سے دوستی تھی۔ اکثر و بیشتر آپ ؓ ساتھ رہتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر ایمان لے کر آئے تو آپ ؓ کا اپنا سرمایہ چالیس ہزار درہم تھا وہ سب کا سب آپ ؓ نے راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔

1.9 ۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا کاروبار

حضرت ابو بکر صدیق ؓ دور جاہلیت سے ہی مکہ مکرمہ میں کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ تجارت کے لئے آپ ملک شام، بصریٰ کا سفر کرتے تھے۔ بڑی سخاوت سے اپنا مال خرچ کرتے۔ آپ ؓ کا تجارتی مال چالیس ہزار درہم تک کا ہوتا تھا جو کہ ایک بڑی رقم مانی جاتی تھی۔ آپ مہمان نوازی میں بھی مشہور تھے۔ چنانچہ

مدینہ منورہ میں بھی آپ ؓ نے یہی پیشہ اختیار کیا اور اپنے انصاری بھائی حضرت خارجہ بن زید ؓ کے ساتھ مل کے کپڑے کی تجارت کا آغاز کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مدینہ منورہ میں فروغ اسلام اور دین کی ترقی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

1.10 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیویاں

1۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن اسعد بن جوبر بن مالک

آپ کا تعلق قبیلہ بنو عامر سے تھا۔ ان سے آپ ؓ کے صاحبزادے عبداللہ ؓ اور بیٹی اسماء ؓ پیدا ہوئیں۔ دور جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں میری والدہ مجھ سے ملنے آئیں وہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں سے اچھا سلوک کرسکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں

ابن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لَا یَنۡھَاکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوکُمۡ فِیۡ الدِّیۡنِ
وَلَمۡ یُخۡرِجُوکُم مِّنۡ دِیَارِکُمۡ أَن تَبَرُّوھُمۡ وَتُقۡسِطُوا
اِلَیۡھِمۡ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ O
(سورۃ الممتحنہ ۔ 8)

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں

کرتا اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
(صحیح البخاری کتاب الادب باب صلۃ الوالد المشرک حدیث ۵۹۷۸،
صحیح المسلم: ۱۰۰۳)

آپؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان کی وفات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ ان کی اولاد میں اسمٰعیل پیدا ہوئے جو بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت اسماءؓ کی شادی حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی انہی کے بطن سے مشہور صحابی عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماءؓ کا لقب ذات النطاقین رکھا تھا۔ آپؓ کا انتقال 100 سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔

2 ۔ زینب ام رومانؓ بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس

ان کے بطن سے آپؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ اور صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت ام رومانؓ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہو گئیں تھیں۔ آپؓ کا تعلق بنو کنانہ بن خزیمہ سے تھا۔ آپؓ کے پہلے شوہر حارث بن سخبرہ کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو ان کے بعد آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شادی کر لی۔ حضرت ام رومانؓ بہت نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ آپؓ کا شمار سابقون اولون میں ہوتا ہے۔ حضرت ام رومان کا انتقال ہجرت کے چھٹے سال میں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو لحد میں اتارنے کے بعد دعا

فرماتے ہوئے کہا! اے اللہ! ام رومانؓ نے تیرے لئے اور تیرے رسول (ﷺ) کے لئے جو تکلیفیں برداشت کی ہیں وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں۔

(طبقات ابن سعد:۶/۲۱۱،۲۱۲)

ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رسول کریم ﷺ کی رفاقت کا عظیم الشان شرف حاصل ہوا۔ مکہ سے چلتے وقت انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال کو اللہ کے بھروسے پر دشمنوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ جب مدینہ پہنچ کے کچھ اطمینان ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابورافعؓ کو اپنے اہل وعیال لانے کے لئے مکہ بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے ہمراہ عبد اللہ بن اریقط کو اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کے نام خط دے کر بھیجا کہ وہ بھی حضرت ام رومانؓ، حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کو لے کر مدینہ منورہ آجائیں۔ چنانچہ حضرت ام رومانؓ، حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں! امام ابن سعدؒ کی یہ بات کہ ام رومانؓ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں وفات پاگئی تھیں صحیح نہیں ہے کیونکہ سیّدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب آیت تخییر (سورۃ التحریم:۲۔۱) نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے ابتدا کی تھی اور کہا تھا کہ اس مسئلہ میں جلدی نہ کرنا اپنے والدین ابوبکرؓ اور ام رومانؓ پر معاملہ پیش کرنا اور ان کی رائے سے فیصلہ کرنا۔

(مسند احمد: ۲۱۲،۲۱۱/۶ ضدیث۲۵۸۶۴ واسناد حسن لذاتہ)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ واقعہ تخییر 9ھ میں پیش آیا تھا۔

(الاصابۃ: ۲۶۹۴/۴)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام رومانؓ کے بارے میں فرمایا! جس کو حوروں میں سے کسی عورت کو دیکھنا ہے وہ ام رومانؓ کو دیکھ لے۔

3۔ حبیبہؓ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیرہ الخزرجی

ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ ان کے بطن سے حضرت ابوبکرؓ کی تیسری بیٹی ام کلثوم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ آپؓ عوالی مدینہ میں مقام "سخ" میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ رہتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد آپؓ نے حضرت حبیب بن اسافؓ سے نکاح کرلیا۔ (طبقات ابن سعد: ۲۶۹/۸، ۱۳۸/۳۔ الاستیعاب: ۴۹۸/۲)

4۔ اسماء بنت عمیسؓ بن معبد بن حارث

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیسؓ کی ذوالہجرتین کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ خثعم سے ہے۔ آپؓ کا شمار ان جلیل القدر خواتین میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں اسلام قبول کیا اور اسلام کی خاطر سخت تکالیف برداشت کیں۔ آپ کی والدہ کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا۔

ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ کی والدہ بھی یہی تھیں اس طرح سے آپ دونوں ماں کی طرف سے سگی بہنیں تھیں۔ جس وقت حضرت اسماء ؓ مسلمان ہوئیں اس وقت مسلمانوں کی تعداد تیس تھی اور ابھی رسول اللہ ﷺ دارالارقم میں مقیم نہیں ہوئے تھے اس لئے آپ ؓ کا شمار سابقون اولون میں ہوتا ہے۔

ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر طیار ؓ سے ہوا۔ انہوں نے حضرت جعفر ؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور چودہ سال وہاں گزارے اس دوران رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ محرم ۷ھ میں جب خیبر فتح ہوا تو سارے مسلمان جو حبشہ میں تھے وہ مدینہ منورہ واپس آ گئے ان میں حضرت اسماء بنت عمیس ؓ اور ان کے شوہر حضرت جعفر طیار ؓ بھی شامل تھے۔ خیبر کی فتح سے مسلمان بہت ہی خوش تھے اپنے ان بھائیوں کے آنے سے ان کی خوشی دگنی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کو گلے لگایا اور فرمایا! میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفر ؓ کے آنے کی زیادہ خوشی ہے یا خیبر کی فتح کی۔ آپ ؓ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ حضرت جعفر طیار ؓ جنگ موتہ میں شہید ہوگئے۔ ان کے بعد حضرت اسماء ؓ سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے غزوۂ حنین کے موقع پر نکاح کرلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح پڑھا۔ ان سے حضرت ابوبکر کے بیٹے محمد ؓ پیدا ہوئے۔ آپ ؓ کے بیٹے حجۃ الوداع کے موقعہ پر احرام کی حالت میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت اسماء ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں کیا کروں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لو۔ حضرت

ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کے بعد ان سے حضرت علیؓ نے شادی کرلی اور یحییٰ اور زید پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کے بعد حضرت اسماءؓ نے ہی ان کو غسل دیا تھا۔ آپؓ کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور ام الفضل زوجہ عباسؓ نے احادیث بیان کی ہیں۔

سیّدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراءؓ کے انتقال پر حضرت اسماءؓ زوجہ صدیق اکبرؓ نے ان کو غسل دیا تھا اور پردہ کے ساتھ جنازہ قبرستان لے جانے کا سارا انتظام کیا تھا۔ (اسدالغابہ)

حضرت اسماء بنت عمیسؓ زوجہ صدیق اکبر کا انتقال ۴۰ھ میں ہوا۔

1.11 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد

1۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی بکر

یہ سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کا شمار ذہین ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ ہجرت کے وقت آپؓ ہی رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مکہ مکرمہ کی خبریں پہنچایا کرتے تھے۔ آپؓ ہی بعد میں تمام اہل وعیال کو لے کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے۔ فتح مکہ کے وقت آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ طائف کی جنگ میں آپؓ کو ایک تیر لگا تھا جسے ابومحجن ثقفی نے چلایا تھا جس کا زخم ٹھیک نہ ہوسکا۔ آپؓ کا انتقال شوال 11ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہی آپؓ کی نماز جنازہ

پڑھائی۔ آپؓ نے ترکہ میں صرف سات درہم چھوڑے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ کا نکاح حضرت عاتکہؓ سے ہوا جن کے بطن سے اسمٰعیل پیدا ہوئے جو کم سنی ہی میں انتقال کر گئے اور ان کی نسل آگے نہ چل سکی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب باب عبداللہ بن ابی بکرؓ ج۳ ص۱۱)

(الاصابہ فی الصحابۃ عبداللہ بن ابی بکرؓ ج۴ ص۲۴)

2۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر

ان کی کنیت عبداللہ تھی۔ آپؓ جنگ بدر اور احد میں مشرکین کے ہمراہ تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا، آپؓ ماہر تیر انداز تھے اور زمانہ جاہلیت اور اسلام قبول کرنے کے بعد بے شمار معرکوں میں شجاعت کے جوہر دکھائے۔ آپؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔ عراق کے شہر بصریٰ کی فتح میں شریک تھے۔ 60ھ میں آپؓ کا مکہ میں انتقال ہوا اور مکہ ہی میں مدفون ہوئے۔ آپؓ کی تین اولادیں محمد، عبداللہ، اور حفصہ پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ سے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نسل چلی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ ہی وہ مسواک لائے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر ان سے لے کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے منہ میں لے کر دانتوں سے چبا کر نرم کر کے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی پھر آپ ﷺ نے اس سے مسواک فرمائی تھی۔

(سیرۃ سید الانبیاء ص۶۰۲، مدارج النبوۃ ض۲ ص۴۲۶)

3۔ حضرت محمدؓ بن ابوبکر

آپ 10ھ میں پیدا ہوئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ میں ان کی ولادت ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد آپؓ کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے حضرت علی المرتضیٰؓ نے نکاح کرلیا تھا تو حضرت محمد بن ابوبکرؓ ان کی کفالت میں چلے گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں آپؓ کو مصر کا گورنر بنایا گیا تھا۔ حضرت محمد بن ابوبکرؓ کو 37ھ میں 7 سال کی عمر میں شہید کردیا گیا تھا۔ حضرت محمد بن ابوبکرؓ کے ایک صاحبزادے حضرت قاسمؒ بہت بڑے فقیہ تھے ان کا شمار تصوف کے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؒ حضرت جعفر صادقؒ کے نانا اور مرشدو شیخ تھے۔

(تاریخ الکبیر لابن ابی خیثمۃ: ۱۴/۲)

4۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر

آپؓ بعثتِ رسول اللہ ﷺ سے چودہ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ آپؓ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوگئیں تھیں آپؓ کا شمار سابقون اولون میں ہوتا ہے۔ اسلام لانے والوں میں آپؓ کا نمبر (۱۷) ہے۔ شروع میں مسلمان ہونے کی وجہ سے آپؓ کا بھی شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے بے انتہا مظالم برداشت کیے۔ آپؓ کا نکاح حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوا۔ جن سے حضرت عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو ان کو پیدائش کے

بعد رسول اللہ ﷺ کی گود میں لا کر دے دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجور منگوا کر اسے اپنے منہ میں چبا کر اس بچہ کے منہ میں ڈال دی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مدینہ میں ہجرت کے بعد دین اسلام میں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔ ہجرت کے وقت حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ ﷺ کے توشہ کو اپنے ازار سے باندھا تھا جس کی وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین ہو گیا تھا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کا انتقال آپؓ کے بیٹے کی شہادت کے بیس روز بعد 73ھ میں مکہ میں سو سال کی عمر میں ہوا۔ انتقال کے وقت آپؓ کے تمام دانت اور عقل بالکل صحیح سالم تھی۔ آپؓ سے (56) احادیث مروی ہیں۔ حضرت اسماءؓ کی اولاد کے نام حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عروہؓ، حضرت منذرؓ، حضرت عاصمؓ، حضرت مہاجرؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت ام الحسنؓ، اور حضرت عائشہؓ ہیں۔

5۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

آپؓ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپؓ کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی یعنی کم وبیش پانچ سو درہم تھا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیۃً پیش کئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ دودھ سے صحابہ کرامؓ کو دعوت ولیمہ دی۔ آپؓ نے اپنے بھانجے کی نسبت سے اپنی کنیت ام عبداللہ رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا

آخری سفر آپ ؓ کے ہجرے سے کیا اور آپ ؓ کا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی گود میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ آپ ؓ ہی کے حجرے میں مدفون ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ ؓ کے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔ حضرت عائشہ ؓ کے علاوہ کسی صحابی یا صحابیہ کے دونوں والدین مہاجر نہیں تھے۔ آپ ؓ کا وصال 17 ر رمضان المبارک 59ھ یا 57ھ میں ہوا اور آپ ؓ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ آپ ؓ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ ؓ سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے ان میں سے تقریباً 1174 احادیث بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہیں۔ ان کے علاوہ 54 احادیث امام بخاری نے بیان فرمائی ہیں اور 169 امام مسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

6۔ حضرت ام کلثوم ؓ بنت ابوبکر

آپ ؓ کی پیدائش حضرت محمد بن ابوبکر ؓ کے وصال کے بعد ہوئی۔ آپ ؓ کی پرورش حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ ؓ کی شادی حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ سے ہوئی جو جنگ جمل میں شہید ہوگئے۔ ان کی شہادت کے بعد آپ ؓ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ؓ سے نکاح کیا۔

7۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا منفرد اعزاز

امام المغازی موسیٰ بن عقبہ ؒ فرماتے ہیں! حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے

علاوہ تمام صحابہ کرام ؓ میں کوئی ایسا نہیں جس کی مسلسل چار پشتیں صحابی ہونے کا درجہ رکھتی ہوں۔ یہ شرف صرف اور صرف آلِ صدیق اکبر ؓ کو حاصل ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اور ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد حضرت ابی قحافہ ؓ سب صحابی تھے۔ ان کے پوتے محمد ؓ اور ان کے والد عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ سب صحابی تھے۔

(طبرانی کبیر: ۵۴/۱ حدیث ۱۱ واسنادہ حسن لذاتہ۔
مستدرک حاکم: ۴۷۵/۳ حدیث ۶۰۰۸، ۶۰۲۴)

1.12۔ اہل بیت رسول سے رشتہ داریاں

۱) حضرت ابوبکر صدیق ؓ رشتہ میں رسول اللہ ﷺ کے خسر بھی تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ ؓ کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ ؓ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے نکاح کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے عائشہ ؓ! مجھے خواب میں تم دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص (فرشتہ) نے تمہیں ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا ہوا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں۔ میں نے جو اس کپڑے کو کھولا تو دیکھا کہ وہ تم تھیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب النکاح الابکار: ۵۰۷۸)

۲) رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ والدہ کی طرف سے سگی بہنیں تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور انہیں خولہ بنت عوف بھی کہتے تھے۔ اس رشتہ سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہم زلف تھے۔

(طبقات الکبریٰ لابن سعد ج۸ ص۱۰۴، ۲۲۳)

۳) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ رسول اللہ ﷺ کے بھتیجے ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی دادی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

۴) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ جن کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر ؓ ہیں۔ حضرت امام حسن کے داماد ہیں کیونکہ حضرت امام حسن ؓ کی بیٹی حضرت ام الحسن ؓ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی زوجہ تھیں۔

۵) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ایک بیٹے محمد بن ابی بکر ؓ جن کی والدہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے انتقال کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے نکاح کرلیا تھا۔ اس طرح سے حضرت محمد بن ابی بکر ؓ حضرت علیؓ کے سوتیلے بیٹے تھے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسین ؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ حضرت علی ؓ کے دو بیٹے حضرت عون اور حضرت یحییٰ ماں کی طرف سے حضرت محمد بن ابوبکر ؓ کے سگے بھائی تھے۔ آپ ؓ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت علی ؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو مصر کا گورنر بنایا تھا۔

۶)   حضرت علی مرتضیٰؓ کے صاحبزادے حضرت امام حسینؓ کی زوجہ محترمہ شہر بانوؒ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے حضرت محمد بن ابوبکرؓ کی زوجہ دونوں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ یعنی حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی بہوئیں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں حضرت حریث بن جابر جعفیؓ نے شاہ ایران یزدگرد بن شہریار کی دو بیٹیاں آپؓ کی خدمت میں بھیجیں تو آپؓ نے ان میں سے بڑی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے حضرت امام حسینؓ سے کر دیا اور چھوٹی بیٹی کا نکاح حضرت محمد بن ابوبکرؓ سے کر دیا۔ ان سے امام حسینؓ سے حضرت زین العابدینؒ پیدا ہوئے اور حضرت محمد بن ابوبکرؓ کے بیٹے قاسم پیدا ہوئے جو حضرت جعفر صادقؒ کے نانا ہیں۔ اس رشتہ کی وجہ سے حضرت امام حسینؓ اور حضرت محمد بن ابوبکرؓ ہم زلف ہوئے۔

(الباب الانساب والالقاب ابناء علی العلویۃ الجعفریۃ والعقیلیۃ ج ۱ ص ۲۲)

۷)   حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پوتی یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی بیٹی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰنؒ حضرت امام حسینؓ کی زوجہ تھیں۔ اس طرح حضرت امام حسینؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے کے داماد تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد تسمیۃ نساء اللواتی۔ج ۸ ص ۳۴۲)

1.13۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر

۱) مکہ مکرمہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک گھر محلّہ مسفلہ میں واقع ہے جس میں دو وہ مبارک پتھر لگے ہوئے ہیں جنہوں نے سرور کائنات نبی کریم ﷺ کو نبوت سے پہلے سلام کیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مکی زندگی اسی مکان میں گزری تھی۔

۲) مدینہ منورہ میں دو گھر تھے۔ ایک گھر مسجد نبوی سے متصل تھا جس کی کھڑکی مسجد نبوی میں کھلتی تھی۔ اس کھڑکی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکرؓ کی کھڑکی کے علاوہ باقی تمام کھڑکیاں بند کردی جائیں۔

۳) دوسرا گھر مقام " سخ " میں واقع تھا۔ اللہ کے محبوب ﷺ کے وصال کے وقت آپؓ اسی گھر میں قیام پذیر تھے۔

(مراۃ المناجیح ج۸ص ۳۴۷، فتح الباری حدیث ۳۶۵۴ ج ۸ص ۱۲)

2.0 ۔ قبول اسلام

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
امام شعبی ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے۔

ابن اسحاق بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد الرحمٰن ؒ نے عبداللہ بن حصین تمیمی ؓ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس نے کچھ نہ کچھ تردد اور ہچکچاہٹ کا اظہار کیا سوائے ابوبکر بن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے۔ جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر کسی تامل کے فوراً اسلام قبول کرلیا۔

دور جاہلیت میں بھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا شمار قریش کے اشراف ومعزز لوگوں میں ہوتا تھا اور ظہور اسلام کے بعد بھی یہی مقام ومرتبہ قائم رہا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

﴿ تجد ون الناس معادن خیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا ﴾

" آپ لوگوں کو بھلائی اور بُرائی کے معاملہ میں معادن (کانوں) کی طرح پائیں گے۔ جو ان میں سے زمانہ جاہلیت میں اچھے تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی اچھے ہوں گے۔ جب وہ دین کا فہم حاصل کریں۔"

(بخاری کتاب المناقب باب قول اللہ تعالیٰ: [یایھا الناس انا خلقنکم ۔۔۔۔الخ]

حدیث ۳۴۹۳، صحیح المسلم : ۲۵۲۶)

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملک شام تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ اس وقت آپ ؓ کی عمر تقریباً اٹھارا سال اور رسول اللہ ﷺ کی عمر بیس سال تھی۔ راستہ میں شام کی سرحد کے پاس رسول اللہ ﷺ ایک بیری کے درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تھوڑا آگے چلے گئے۔ ان کی ملاقات ایک عیسائی راہب سے ہوئی اس راہب نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے پوچھا کہ یہ درخت کے نیچے جو بیٹھا ہے یہ کون ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا کہ یہ ایک قریشی ہے ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ راہب نے کہا کہ یہ شخص عرب کا نبی بنے گا۔ یہ بات حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دل میں بیٹھ گئی۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کے حق ہونے کا یقین ہو گیا۔ اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا یہ یقین راسخ تر ہو گیا۔ (کنز العمال ۶/ ۳۴۷، ۳۴۸)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں! بعثت نبوی سے پہلے میں تجارت کے سلسلہ میں یمن کے سفر پر گیا تھا وہاں میں قبیلہ ازد کے ایک انتہائی بوڑھے شخص سے ملا جس نے آسمانی کتاب پڑھی ہوئی تھی۔ اس بوڑھے شخص نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگا میرے خیال میں تمہارا تعلق حرم کعبہ سے ہے۔ میں نے جواب دیا۔ ہاں۔ اس نے پوچھا کہ آپ ؓ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے۔ میں نے کہا کہ بنی تیم سے تعلق رکھتا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ ایک نشانی باقی رہ گئی ہے۔ میں نے پوچھا کون سی نشانی؟ بوڑھا شخص کہنے لگا آپ اپنے پیٹ سے کپڑا

ہٹائیں۔ میں نے کہا کہ جب تک آپ وجہ نہیں بیان کریں گے میں پیٹ سے کپڑا نہیں ہٹاؤں گا۔ اس پر بوڑھے نے کہنا شروع کیا کہ میں نے آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ حرم پاک میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ اس کے دو دوست ہوں گے ایک جوان اور دوسرا ادھیڑ عمر۔ جوان مستقبل میں بہت سی پریشانیوں اور دشواریوں کو رفع کرے گا جبکہ ادھیڑ عمر لاغر جسم اور سفید چہرے والا ہوگا اس کے پیٹ پر سیاہ داغ اور ران پر نشانی ہے۔ میرے خیال میں آپ ہی وہ شخص ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس نشانی کو دیکھوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیٹ پر سے کپڑا ہٹا دیا۔ میں نے دیکھا کہ میری ناف کے اوپر ایک سیاہ تل ہے۔ بوڑھے نے جب دیکھا تو فوراً پکار اٹھا۔ ربِ کعبہ کی قسم! وہ شخص آپ ہیں۔

اس کے بعد جب میں تجارت سے فارغ ہوا تو اس بوڑھے شخص کو الوداعی ملاقات کے لئے گیا تو اس بوڑھے نے کہا کہ میرے پاس اس نبی برحق کی شان میں چند اشعار ہیں۔ آپ ان اشعار کو نبی برحق (ﷺ) کی خدمت میں پہنچا دیں۔ میں نے کہا کہ میں ضرور ان اشعار کو بارگاہِ نبوی میں پہنچا دوں گا۔ اس بوڑھے سے اشعار سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یاد کر لئے اور مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے۔ جب آپ اپنے گھر پہنچ گئے تو ابوالبختری، شیبہ، عتبہ بن ابی مغیظ اور چند دوسرے قریشی آپ سے ملنے کے لئے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کوئی نئی چیز تم لوگوں کے درمیان پیدا ہوگئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ نئی چیز کیا ہوسکتی ہے کہ ابوطالب کے یتیم بھتیجے نے اٹھ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ تم باطل ہو اور تمہارے آباؤ اجداد بھی باطل

تھے۔ اگر آپ کی مدد اور حمایت اُسے حاصل نہ ہوتی تو ہم خود اس سے نپٹ لیتے۔ چونکہ آپ اس کے دوست ہیں اس لئے آپ خود اس سے مل کر معاملہ کو ختم کر دیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی باتوں کو تسلی اور اطمینان سے سنا اور ان کو سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے گھر کے باہر کھڑے ہوگئے جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو عرض کیا۔ یہ کیا معاملہ ہے جو آپ (ﷺ) کی طرف سے باتیں کی جا رہی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر ! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور آپ مجھ پر ایمان لے آیئے تا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور جہنم سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ) آپ کے پاس اپنے دعویٰ کی کیا دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری دلیل وہ بوڑھا ہے جس سے آپ نے یمن میں ملاقات کی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے از راہ تجسس کہا کہ میں تو یمن میں بہت سے بوڑھوں سے ملا ہوں اور ان کے ساتھ تجارت کا معاملہ کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بات سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا! میں اس بوڑھے کی بات کر رہا ہوں جس نے بارہ اشعار امانت کے طور پر تمہیں دیئے تھے کہ مجھ تک پہنچا دو۔ اس کے ساتھ وہ بارہ اشعار بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سنا دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حیران ہو کر پوچھا۔ اے محمد (ﷺ) آپ کو اس معاملہ کی خبر کس نے دی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی خبر جبرائیل (علیہ اسلام) نے دی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اپنا دستِ مبارک بڑھایئے میں اسلام قبول کرتا

ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے قبول اسلام کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خواب میں دیکھا کہ چاند ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آسمان سے نیچے خانہ کعبہ میں گر پڑا ہے۔ اس چاند کے ٹکڑے مکہ میں ہر گھر میں گرے۔ اچانک وہ تمام ٹکڑے اکٹھے ہوکر اپنی پہلی شکل میں آ گئے اور آسمان کی طرف چلے گئے لیکن وہ ٹکڑا جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھر میں گرا تھا وہ وہیں رہ گیا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ چاند کے تمام ٹکڑے اکٹھے ہوکر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے گھر آ گئے اور آپ نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا۔ اگلی صبح جب بیدار ہوئے تو اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر معلوم کرنے کے لئے ایک بہت بڑے یہودی عالم کے پاس تشریف لے گئے اور اس یہودی عالم نے آپ سے کہا کہ یہ پریشان کن خوابوں میں سے ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تجارت کے سلسلہ میں دوران سفر بحیرہ راہب کے پاس گئے اور اس سے اپنے خواب کی تعبیر دریافت کی۔ بحیرہ راہب نے خواب سن کر پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں قریشی ہوں۔ بحیرہ نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ مکہ میں تمہارے درمیان ایک پیغمبر کا ظہور ہوگا جس کی ہدایت کا نور مکہ مکرمہ کے ہر گھر میں پہنچے گا اور آپ ان کی حیاتِ طیبہ میں ان کے وزیر ہوں گیا وران کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں اس خواب کو چھپائے رکھتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ جب مجھے نبوت کی خبر ہوئی تو میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں نے عرض کیا کہ ہر نبی کی نبوت پر ایک دلیل ہوتی ہے آپ ﷺ کی نشانی و معجزہ کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور یہودی عالم نے اس کی تعبیر بتاتے ہوئے کہا تھا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں جبکہ بحیرہ راہب نے اس کی اس طرح تعبیر کی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مجھے جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے۔ میں نے کہا اس سے زیادہ آپ ﷺ سے کوئی روشن دلیل نہیں پوچھتا چنانچہ کلمہ پڑھا اور ایمان لے آئے۔

(سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ از مفتی محمد راشد نظامی)

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے کہ اس بات کی تائید ترمذی شریف کی حدیث سے ہوتی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قبول کیا، عورتوں میں سب سے پہلے اسلام ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے قبول کیا جبکہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام حضرت علی المرتضیٰؓ نے قبول کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حسّان بن ثابتؓ کے اشعار

اذا تذکرت شجوا من أخی ثقه

جب تم کسی کا رنگ و غم یاد کرو

فاذکرا خاک ابو بکر بما فعلا

تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی یاد رکھو

خیر البر یه اتقاها و اعدلها

وہ دنیا میں سب سے زیادہ متقی اور عادل تھے

الا النبی ﷺ و اوفاها بما سهلا

سوائے نبی کریم ﷺ کے آپؓ سب سے زیادہ وفادار اور صلح کار تھے

والثانی الثانی المحمود مشهد ه

آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرنے والے اور یارِ غار تھے

و اول الناس منهم صدق الرسلا

اور آپ ہی سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے والے تھے

2.1۔ ایمان کی روشنی اور اس کی تبلیغ

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کرتے ہی اس کی تبلیغ و ترویج کا کام شروع کر دیا۔ آپؓ نے ان تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی جن پر

آپ کو پورا بھروسہ تھا اور آپ ان سے اچھے تعلقات رکھتے تھے۔آپؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ آپ ؓ کی کوششوں سے جن لوگوں نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا ان میں حضرت عثمان غنیؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ شامل ہیں۔ ان تمام حضرات کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ ان تمام شخصیات نے دعوتِ حق کو قبول کر لیا. ان کے علاوہ حضرت عثمان بن مظعونؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد اور حضرت ارقمؓ بن ابی ارقم نے بھی آپؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ آپ ان کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اپنے گھر میں آپؓ کی تبلیغ کرنے سے اسماءؓ، عائشہ صدیقہؓ، عبداللہؓ، ام رومانؓ اور آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہؓ نے اسلام قبول کیا۔

(سیرت ابن ہشام)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی تھی جہاں آپؓ ابتدائی اسلام میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ دورانِ تلاوت آپؓ پر گریہ طاری ہو جاتا تھا اور لوگوں کا ایک جم غفیر آپؓ کی تلاوت سننے کے لئے جمع ہو جاتا تھا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پرسوز تلاوت کا ہی اثر تھا کہ بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

2.1.1۔ حضرت طلحہ ؓ کا اسلام لانا

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جب اسلام قبول کیا تو قریش کے چند سردار دارالندوہ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے نمٹنے کے لئے مشورہ کرنے لگے۔ انہوں نے طلحہ بن عبیداللہ ؓ کو بھیجا کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو پکڑ کر لائیں۔ جب وہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو لے کر وہاں پہنچے تو طلحہ بن عبیداللہؓ نے بلند آواز میں کہا! اے ابوبکر میں تمہیں لات وعزیٰ کی طرف عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! کون لات وعزیٰ۔ طلحہ نے کہا! اللہ کی بیٹیاں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! تو پھر ان کی ماں کون ہے۔ یہ سن کر طلحہ خاموش ہو گئے، کوئی بات زبان سے نہیں نکالی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ طلحہ کے ساتھیوں سے مخاطب ہوئے کہ اپنے ساتھی کو جواب دو۔ وہ بھی خاموش رہے انہوں نے بھی جواب نہیں دیا۔ طلحہ اپنے ساتھیوں کو کافی دیر تک دیکھتے رہے لیکن وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ طلحہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہنے لگے کہ اٹھو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان کا ہاتھ پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ (عیون الاخبار: ۱۹۸/۲، ۱۹۹)

2.1.2۔ صدیق اکبر ؓ اور مفروق بن عمرو کی گفتگو

امام حاکمؒ اور امام بیہقیؒ نے لکھا ہے کہ نبوت کے دسویں سال حج کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ مختلف قبائل کو دعوتِ توحید دیتے

ہوئے ایک مجلس میں پہنچے جو بڑی باوقار و باعظمت تھی ان میں چند سردار لوگ گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور پھر ان سے پوچھا!

اے بیت اللہ کے مہمانو! تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔

جواب ملا! ہم بنی شیبان بن ثعلبہ میں سے ہیں۔

جواب دینے والا ایک قد آور اور وجیہ آدمی تھا اس کے سر پر سیاہ زلفیں تھیں جو دو حصوں میں تقسیم ہو کر اس کے سینے پر لہرا رہی تھیں۔

حضرت ابوبکر ؓ کو اچانک کچھ یاد آ گیا۔ انہوں نے اس شخص سے پوچھا! اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو تم مفروق بن عمرو ہو۔

اس نے کہا کہ تم نے خوب پہچانا بھائی: میں مفروق بن عمرو ہی ہوں اور یہ میرے ساتھ ہانی بن قبیصہ، نعمان بن شریک اور مثنیٰ بن حارثہ ہیں۔

حضرت ابوبکر ؓ تمام قبیلوں کے انصاب سے واقف تھے۔ مفروق کا جواب سن کے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ یہ لوگ اپنے قبیلہ کا خلاصہ ہیں اور ان سے بڑھ کے معزز ان کی قوم میں کوئی نہیں۔ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں ان سے مفصل گفتگو کروں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ضرور

حضرت ابوبکر ؓ پھر مفروق کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ نہایت فصیح و بلیغ انسان تھا۔ جواب دینے کے لئے سنبھل کر بیٹھ گیا۔

حضرت ابوبکرؓ! تمہارے قبیلہ میں کتنے لوگ ہیں۔

مفروق: ہم لوگ ایک ہزار سے کچھ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے یہ کوئی کم تعداد نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر: تم لوگ اپنی حفاظت کیسے کرتے ہو۔

مفروق؛ ہم اپنی حفاظت کے لئے ہمیشہ جدو جہد کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہر قوم کا مقدر بہر حال اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ: تم اپنے دشمن سے کیسے لڑتے ہو۔

مفروق: جب ہم جنگ پر آ جاتے ہیں تو کچھ نہ پوچھو کہ ہمارے غیظ و غضب کا عالم کیا ہوتا ہے۔ اس وقت ہم جس طرح دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں، یہ بھی بس ہم ہی جانتے ہیں۔ ہم اپنے گھوڑوں کو اولاد سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ اور اپنے ہتھیاروں کو دودھ دینے والی اونٹنیوں سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ لیکن فتح و شکست تو بہر حال اللہ کے ہاتھ میں ہے کبھی ہم فتح پاتے ہیں اور کبھی ہار بھی جاتے ہیں۔

اس کے بعد مفروق نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا! شاید آپ لوگ قریش میں سے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! ہاں! بھائی تمہارا خیال درست ہے اور تم نے سنا ہو گا کہ ہم میں اللہ کے رسول (ﷺ) مبعوث ہوئے ہیں اور وہ (حضور اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ ہی ہیں۔

مفروق نے کہا! ہم نے ان کے بارے میں سنا ہے۔ پھر وہ حضور اکرم

ﷺ سے مخاطب ہو کر بولا۔ اے قریشی بھائی! آپ (ﷺ) کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ آگے بڑھ کر بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ پر کپڑے کا سایہ کر کے قریب کھڑے ہو گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا! میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے مددگار بنو اور میری حفاظت کرو تاکہ میں لوگوں تک اللہ کے احکام بلا روک وٹوک پہنچا سکوں۔ قریش نے اللہ کے کام کو روکنے کے لئے ایکا کرلیا ہے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) کو جھٹلایا ہے باطل پر اڑ گئے ہیں۔ اور اللہ بے شک تمام باتوں سے بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔

مفروق نے پوچھا! آپ (ﷺ) کس کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔

اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن حکیم کی چند آیات کی تلاوت فرمائی جس کو سنتے ہی مفروق بے اختیار پکار اٹھا۔

اے قریشی بھائی! خدا کی قسم! آپ (ﷺ) کی دعوت سراسر بھلائی ہے۔ اس قوم نے جھوٹ بولا اور زیادتی کی جس نے آپ ﷺ کو جھٹلایا۔

ہانی بن قبیصہ اور مثنیٰ بن حارثہ نے بھی مفروق کی تائید کی لیکن دعوت توحید مکمل طور پر قبول کرنے میں اس بنا پر معذرت کی کہ ہم ایران کے پڑوس میں رہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کسریٰ کو ہمارا اسلام قبول کرنا ناگوار گزرے اور وہ ہمیں کچل ڈالے۔ اس کا مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہاں عرب کے قریب و جوار کے مقابلہ

میں ہم آپ ﷺ کی مدد کر سکتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! شیبانی بھائیو! تمہارے جواب میں کوئی بُرائی نہیں لیکن کسریٰ اور اسلام کی اطاعت بیک وقت ممکن نہیں۔ اللہ کے دین کو لے کر وہی کھڑا ہوسکتا ہے جو چاروں طرف سے اس کی حفاظت پر کمر بستہ ہو۔ جزوی اعانت اسلام کی روح سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ فرما کے آپ ﷺ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔

(خلیفۃ الرسول ﷺ از طالب ہاشمی: ص۶۰)

2.1.3 ۔ آزمائشیں اور تکالیف

حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی دوسرے صحابہ کرامؓ کی طرح سخت آزمائشوں سے گزرے۔ آپؓ کے سر پر مٹی ڈالی گئی، مسجد حرام میں آپؓ کی جوتوں سے پٹائی کی گئی۔ یہاں تک کہ آپؓ کا چہرہ مبارک بھی نہیں پہچانا جا رہا تھا اور آپؓ کو زندگی اور موت کی کیفیت میں گھر لایا گیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب مسلمانوں کی تعداد 38 ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اصرار کیا کہ صحابہ کے ساتھ مسجد حرام میں تشریف لائیں اور وہاں اعلانیہ دین اسلام کی بات کریں۔ وہاں پہنچ کے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بات شروع کی رسول اللہ ﷺ بھی ساتھ تھے۔ آپؓ پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف دعوت دی۔ یہ

خطاب سن کے وہاں موجود مشرکین آپؓ اور دیگر صحابہ پر پل پڑے اور بری طرح مارنا شروع کر دیا۔ عتبہ بن ربیعہ آپؓ کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی جوتی سے آپؓ کے چہرہ مبارک پر مارنے لگا۔ بنو تیم کے لوگوں نے آ کر چھڑایا اور انہوں نے کہا کہ اگر ابوبکرؓ مر گئے تو وہ عتبہ بن ربیعہ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس بُری حالت کے بعد جب ان کو ہوش آیا تو ان کا سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ اس پر ان کے والد نے ان کو ملامت کی کہ ان کی وجہ سے تو تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور تم اب بھی ان کا ہی پوچھ رہے ہو۔ آپؓ کی والدہ نے بہت کوشش کی کہ آپؓ کچھ کھا لیں لیکن آپؓ اصرار کرتے رہے کہ پہلے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خیریت کے بارے میں بتاؤ۔ جب آپؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خیریت سے ہیں اور دارارقم میں ہیں تو آپؓ کو سکون ہوا۔ آپؓ اپنی والدہ کے سہارے سے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ ﷺ سے چمٹ گئے رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو بوسہ دیا۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں، صرف اس فاسق نے میرے چہرے کی جو حالت بنائی ہے اس کا افسوس ہے۔ یہ میری والدہ ہیں اپنے بیٹے سے بہت محبت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہے آپ ﷺ ان کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ انہیں آپ ﷺ کے ذریعہ جہنم سے بچا لے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور وہ فوراً مسلمان ہو گئیں۔

(البدایہ النہایہ)

2.1.4۔ کمزور مسلمانوں کی مدد اور مظلوموں کی رہائی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نہایت رقیق القلب اور رحمدل تھے۔ صلہ رحمی کرتے تھے۔ جو لوگ قرض ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے ان کا قرض ادا کر دیا کرتے تھے۔ بھوکے لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ کسی کے ساتھ ظلم یا زیادتی ہوتے ہوئے دیکھ کر برداشت نہ کر سکتے تھے اور ہر ممکن کوشش کرتے کہ جس پر ظلم ہو رہا ہے اسے اس ظلم و ستم سے نجات دلائیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا رسولِ اکرم ﷺ کی نبوت اور رسالت پر ایمان لائے کفار نے ان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ ان پر ہر طریقہ سے ظلم کے پہاڑ توڑے خصوصاً غلام اور کنیزوں میں سے جنہوں نے اسلام کی دعوت قبول کی ان پر مظالم کی انتہا کر دی۔ ظلم کا ہر طریقہ ان پر آزمایا تا کہ ان کو دینِ اسلام سے واپس پھیر دیا جائے مگر وہ عظیم مسلمان اسلام پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہے۔ کفار کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے والے بہت سے مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی کوششوں سے کفار کے چنگل سے رہائی دلائی۔

1 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد کا مشورہ

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا مکہ میں طریقہ تھا کہ آپ ؓ بوڑھے مردوں اور بوڑھی عورتوں کو جو اسلام قبول کر لیتے تھے خرید کر آزاد کر دیتے تھے۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد نے کہا۔

اے میرے بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ تم بوڑھے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیتے ہو اگر تم بوڑھوں کے بجائے جوان اور قوی لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو وہ تمہارا ساتھ دیں گے۔ تم کو نقصان سے محفوظ رکھیں گے اور تمہارے کام آئیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! اے والد محترم! اس سے میرا مقصد اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ (سیرت ابن ہشام)

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی شان میں قرآنی آیات نازل فرمائیں:

فَأَمَّا مَن أَعطَى وَاتَّقَى (5) وَصَدَّقَ بِالحُسنَى (6) فَسَنُيَسِّرُهُ لِليُسرَى (7) وَأَمَّا مَن بَخِلَ وَاستَغنَى (8) وَكَذَّبَ بِالحُسنَى (9) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلعُسرَى (10) وَمَا يُغنِي عَنهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى (11) إِنَّ عَلَينَا لَلهُدَى (12) وَإِنَّ لَنَا لَلآخِرَةَ وَالأُولَى (13) فَأَنذَرتُكُم نَاراً تَلَظَّى (14) لَا يَصلَاهَا إِلَّا الأَشقَى (15) الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى (16) وَسَيُجَنَّبُهَا الأَتقَى (17) الَّذِي يُؤتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى (18) وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعمَةٍ تُجزَى (19) إِلَّا ابتِغَاء وَجهِ رَبِّهِ الأَعلَى (20) وَلَسَوفَ يَرضَى (21)

(سورۃ اللیل: 5-21)

تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی۔۵۔ اور نیک بات کو سچ جانا۔۶۔ اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے۔۷۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا۔۸۔ اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا۔۹۔ اسے سختی میں پہنچائیں

گے ۔۱۰۔اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا ۔۱۱۔ ہمیں تو راہ دکھا دینا ہے ۔۱۲۔اور آخرت اور دنیا ہماری ہی چیزیں ہیں ۔۱۳۔سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔۱۴۔اس میں وہی داخل ہو گا جو بڑا بد بخت ہے ۔۱۵۔جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ ۱۶۔اور جو بڑا پرہیز گار ہے وہ (اس سے) بچا لیا جائے گا ۔۱۷۔ جو اپنا مال دیتا ہے تا کہ پاک ہو ۔ ۱۸۔اور (اس لئے)نہیں (دیتا کہ)اس پر کسی کا احسان (ہے) جس کا وہ بدلا اتارتا ہے ۔۱۹۔ بلکہ اپنے رب الاعلیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے ۔۲۰۔اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا ۔۲۱۔

2 ۔ حضرت بلال ؓ کی رہائی

حضرت بلال ؓ اسلام لانے سے پہلے مکہ کے ایک سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے ۔ یہ شخص آپ ؓ پر بے انتہا ظلم کرتا ۔ ظلم وتشدد کا یہ سلسلہ کسی دن بھی نہ ٹوٹتا تھا ہر روز نئے نئے طریقوں سے تشدد و اذیت کا عمل دہرایا جاتا ۔ آپ ؓ کو چوبیس گھنٹے بھوکا رکھ کر دوپہر کو چلچلاتی دھوپ میں لے جاتا تھا اور جلتی ہوئی ریت پر ننگی پیٹھ کے بل لٹا دیا جاتا تھا پھر اپنے غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ اس پر بھاری پتھر رکھو ۔ آپ ؓ کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر آپ ؓ کے ہاتھ باندھ دئے جاتے تھے اور ان سے کہا جاتا تھا کہ جب تک اسلام کا انکار نہیں کرتے اسی طرح سزا ملتی رہ گی ۔ حضرت بلال ؓ پہاڑ جیسے صبر و استقامت کے ساتھ ان کی بات کا انکار کرتے اور احد احد کہتے

جاتے۔ کمزور مسلمانوں میں آپؓ کی واحد شخصیت تھی جو اسلام پر ڈٹی رہی۔ آپؓ نے کفار کی مراد پوری نہ ہونے دی اور کلمۂ توحید کے ذریعہ ان کو کھلا چیلنج کرتے رہے۔

حضرت بلالؓ پر ہونے والے ہر ظلم کی خبر رسول اللہ ﷺ کو تھی آپ ﷺ اس بارے میں بہت بے چین رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھر بنو جمح کے محلّہ ہی میں تھا اس لئے آپؓ ہر روز حضرت بلالؓ پر ہونے والے مظالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور انتہائی رنجیدہ ہوتے اور ان کو امیہ بن خلف کے ظلم سے نجات دلانے کے بارے میں سوچتے رہتے۔ ایک دن جب امیہ بن خلف نے ظلم کی انتہا کر دی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے برداشت نہ ہو سکا تو آپؓ امیہ بن خلف کے پاس پہنچے اور اس سے کہا! اے امیہ! اس بے چارے غلام پر اس قدر ظلم نہ کیا کرو۔ اس میں تمہارا کیا نقصان ہے کہ یہ ایک خدا کی عبادت کرتا ہے اگر تو اس پر مہربانی کرے تو یہ مہربانی قیامت کے دن تیرے کام آئے گی۔ امیہ بن خلف انتہائی حقارت سے بولا میں تمہاری قیامت کو نہیں مانتا میرے دل میں جو آئے گا میں کروں گا۔ یہ میرا غلام ہے اور میری مرضی اس کے ساتھ جو سلوک کروں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر امیہ کو نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی کہ تم قوت والے ہو اور غلام تو بے بس ہے اس پر اس قدر ظلم و تشدد کرنا تمہاری شان کے خلاف ہے۔ تم ایسا کر کے عرب کی قومی روایات کو داغدار نہ کرو۔ امیہ کو آپؓ کا اس طرح سمجھانا اچھا نہیں لگتا تھا۔ آخر اس نے ایک دن تنگ آ کر حضرت ابوبکر

صدیقؓ سے کہا کہ اگر تم کو اس سے اس قدر ہمدردی ہے تو تم اسے مجھ سے خرید کیوں نہیں لیتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے موقع کو غنیمت جانا اور اس سے پوچھا کہ کیا قیمت لو گے۔ امیہ بن خلف بہت چالاک آدمی تھا اس نے خیال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ایک ایسا غلام ہے جس کی قیمت اہل مکہ کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔ فسطاس نامی یہ غلام بہت کام کا ہے اور بلال کے بدلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کبھی بھی فسطاس کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے اس طرح سے معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔ چنانچہ اس خیال کو مدِنظر رکھتے ہوئے بولا تم اپنا رومی غلام فسطاس مجھے دے دو اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو لے جاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً تیار ہو گئے۔ امیہ نے خلافِ توقع جب دیکھا کہ آپؓ اتنی جلدی سودہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو بولا کہ میں فسطاس بھی لوں گا اور چالیس اوقیہ چاندی بھی لوں گا۔ امیہ کا خیال تھا کہ اب حضرت ابوبکر صدیقؓ سودا کرنے پر راضی نہیں ہوں گے۔ مگر اس بات پر امیہ حیران رہ گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بات پر بھی راضی ہو گئے اور سودا طے ہو گیا۔ امیہ اس خوش فہمی میں تھا کہ اس نے بڑا نفع کا سودا کیا ہے۔ حضرت بلالؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سپرد کر کے وہ چالیس اوقیہ چاندی اور غلام فسطاس کو لے کر بہت خوش ہوا۔ اور انتہائی غرور وتکبر سے ہنسا اور کہنے لگا اے قحافہ کے بیٹے! اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو اس غلام کو ایک درہم کے چھٹے حصہ کے بدلے میں بھی نہ خریدتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا! اے امیہ! تو اس غلام کی قدر و قیمت نہیں جانتا اس کی قدر مجھ سے پوچھ۔ یمن کی بادشاہی بھی اس کے بدلہ میں کم ہے۔ یہ فرما کے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت بلالؓ

کو لے کر چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت ِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا! ابوبکر صدیقؓ مجھے اس نیک کام میں شریک کرلو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ گواہ رہیئے میں نے بلالؓ کو آزاد کردیا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

3 ۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ کی آزادی

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو بھی آزاد کروایا۔ وہ ایک مشرک کے غلام تھے جو آپؓ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اذیتیں دیتا تھا۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضور اکرم ﷺ کے ہجرت ِ مدینہ کے سفر میں آپؓ کے ہمراہ تھے۔ غزوۃ بدر اور غزوۃ احد میں شرکت کی اور بیرٔ معونہ کے واقعہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

4 ۔ نہدیہؓ اور بنت نہدیہ کی آزادی

آپؓ نے نہدیہ اور اس کی بیٹی کو بھی کفار کے ظلم سے نجات دلائی۔ یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ نہدیہ کی مالکہ نے ان کو آٹا پیسنے کے لئے دیا اور قسم کھاتے ہوئے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم! میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی۔ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں سے گزر رہے تھے۔ آپؓ نے

کہا اے فلاں شخص کی ماں ! اپنی قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔ اس عورت نے کہا کہ تم نے ہی انہیں بگاڑا ہے، تم ہی انہیں آزاد کرواؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ تم انہیں کتنے میں دوگی۔ اس نے رقم بتلائی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ میں نے انہیں خرید لیا اور اب یہ آزاد ہیں۔ اس کے ساتھ نہدیہ اور اس کی بیٹی سے فرمایا کہ اس عورت کی تمام چیزیں اسے واپس کر دو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی واپس کر دیں یا کام پورا کر کے یعنی آٹا پیس کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ارشاد فرمایا! جس طرح تمہاری مرضی۔ (سیرت ابن ہشام)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں فرمایا!

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ مال خرچ کرنے میں کبھی تو پوشیدہ رہتے ہیں اور کبھی ان کا اظہار ہو جاتا ہے پس ایسے نیک بندوں کے لئے ان کے خدا کی طرف سے ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

5 ۔ حضرت نافع ؓ

حضرت نافع ؓ نے بھی جب اسلام قبول کیا تو آپ ؓ بھی غلام تھے اور ان کا آقا ان پر بہت ظلم کرتا تھا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو خرید کے آزاد کروایا۔

6 ۔ حضرت مرہ بن ابوعثمانؓ

حضرت مرہ بن ابوعثمانؓ کو بھی اسلام لانے کی وجہ سے ظلم سے بچانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کروایا۔ آپؓ کو عراق کی فتح کے بعد بصرہ کے قریب ایک جاگیر عطا فرمائی جہاں آج بھی ان کی نسل موجود ہے۔

7 ۔ حضرت سلیمان بن بلالؓ

آپؓ بہت حسین و جمیل انسان تھے۔ آپؓ کو بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کروایا۔ آپؓ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔

8 ۔ حضرت سعدؓ

سعدؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے غلام تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر ان کو آزاد کرا دیا تھا۔ حضرت امام بصریؒ، امام ترمذیؒ اور ابن ماجہ میں آپؓ سے روایت کی گئی کئی احادیث موجود ہیں۔

9 ۔ حضرت شدیدؓ

حضرت شدیدؓ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ امام احمدؒ نے حضرت قیس بن ابی حازمؓ سے روایت کی ہے میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ

رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ کی وصیت سنو۔ تب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت شدید ؓ آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا جو انہوں نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اس صحیفے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا قول تھا کہ اللہ گواہ ہے میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں۔

10 ۔ حضرت کثیر بن عبید التیمی ؓ

حضرت کثیر بن عبید التیمی ؓ کا شمار بھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے آزاد کردہ غلاموں میں ہوتا ہے۔ ابن حبان ؒ نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور ان کی ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ جو انہوں نے حضرت انس ؓ سے سنی تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا اور مجھے پکارتا رہے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا۔

11 ۔ حضرت ام عمیس ۔ زنیرہ ؓ

جب ان کو آزاد کیا گیا تو ان کی بینائی چلی گئی۔ کفار کہنے لگے لات وعزیٰ نے تمہاری بینائی چھین لی۔ آپ ؓ نے کہا کہ جھوٹ بولتے ہیں اللہ کی قسم! لات و عزیٰ میں نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔

12 ۔ حضرت لبینہؓ

بنو عدی کی شاخ قبیلہ بنو مومل کی ایک لونڈی کے پاس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گزر رہوا۔ وہ مسلمان ہوگئی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے تو ان کو بہت مارتے تھے کہ اسلام چھوڑ دے۔ مارتے مارتے جب تھک جاتے تو آرام کرنے کے بعد پھر مارنا شروع کر دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

13 ۔ حضرت حمامہؓ

حضرت بلالؓ کی والدہ تھیں قبول اسلام کے جرم میں ان پر بے انتہا ظلم ڈھایا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو آزاد کرایا۔

14 ۔ حضرت ابوفکیہہ یسار رازدیؓ

امیّہ بن خلف اور اس کا بیٹا صفوان ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت میں اوندھے منہ لٹا دیتے اور ان کی پیٹھ پر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ کبھی کبھی ان کا گلا اس زور سے گھونٹتے کہ یہ بے ہوش ہو جاتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو آزاد کرایا۔

3.0 ۔ محبت واطاعتِ رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے جب نبوت ورسالت کا اعلان کیا اور مشرکینِ مکہ کو دعوت دینی شروع کی تو لوگ آپ ﷺ کے مخالف ہو گئے اور آپ ﷺ کو طرح طرح سے اذیتیں اور تکالیف پہنچانی شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی انہی حالات کا شکار تھے لیکن اس کے باوجود جب کبھی دیکھتے کہ کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں پہنچا رہے ہیں تو اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لئے آگے بڑھتے اور مشرکین کے ظلم سے آپ ﷺ کو بچانے میں مدد کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضور نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق اور عظیم جان نثار تھے۔ آپ ؓ کی جرأت اور جانثاری کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسولِ اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! بلاشبہ اللہ کی راہ میں مجھے جس قدر اذیت دی گئی اتنی کسی کو نہیں دی گئی اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ڈرایا گیا کہ کسی کو اتنا نہیں ڈرایا گیا۔

(فتح الباری)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے گلے میں چادر ڈال کر آپ ﷺ کا گلا گھوٹنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خبر ہوئی تو آپ دوڑے ہوئے آئے اور اس کو کندھوں سے پکڑ کر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے دور کیا اور فرمایا۔

اَ تَقْتُلونَ رَجُلاً اَنْ یَقُوْلَ رَبِیّ اللّٰه

ترجمہ: کیا تم ایک ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ (بخاری)

کفار نے حضور اکرم ﷺ کو تو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کو مارنے کے لئے پل پڑے اور ان کو بری طرح سے زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سر مبارک کو پکڑ کر اس قدر زور سے گھسیٹا کہ داڑھی مبارک کے بال تک اکھڑ گئے اور آپؓ کا سر پھٹ گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سر اور چہرے مبارک پر اتنی جوتیاں ماریں کہ آپ گر کر بے ہوش ہو گئے۔ ان کی ایسی حالت ہو گئی تھی کہ لوگ یہ سمجھے کہ اب یہ زندہ نہیں بچیں گے۔ (ابن ہشام)

3.1 ۔ متفرق واقعات

1 ۔ شعب ابی طالب میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ

کفار کے معاشرتی بائیکاٹ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب کی گھاٹی میں چلے گئے تھے۔ وہاں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان نے تین سال تک انتہائی سختیاں اور ظلم جھیلے تھے جس کی مثال نہیں ملتی۔ جنگلی درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے تھے۔ ایسی حالت میں

ان برگزیدہ شخصیات کا زندہ رہنا ازخود ایک معجزہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ازخود اس مصیبت میں شریک ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ وہ بھی شعب ابی طالب میں رہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے نجات پائی تو وہ بھی وہاں سے باہر آئے۔ (سیرت خلفائے راشدین از مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی ص ۲۷)

2 ۔ سب سے بہادر کون ہے

ایک دفعہ حضرت علیؓ کوفہ میں تھے۔ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں کو خاموش کرانے لگے تاکہ سابقین اولین کے حالات سے لوگوں کو آگاہ کرسکیں۔ آپؓ مخاطب ہوئے۔ لوگو! مجھے بتاؤ کہ سب سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ! آپؓ نے فرمایا کہ میں نے کسی سے مبارزت (جنگ میں مقابلہ کے لئے للکارنا) طلب نہیں کی مگر اس سے پورا انتقام لیا۔ لیکن تم یہ بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں۔ امیر المومنین! آپؓ ہی بتادیں کہ کون ہوسکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سب سے بہادر آدمی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اس لئے کہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک عریش بنایا تھا تو ہم نے کہا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ مشرکین آپ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ تو خدا کی قسم! ابوبکرؓ کے سوا اور کوئی رسول اللہ ﷺ کے قریب نہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے آگے کھڑے تھے اور تلوار سونتی ہوئی تھی۔ دشمن کی طرف سے جو

بھی قریب آتا آپ ؓ فوراً اس پر تلوار سے وار کرتے۔ اور کہتے جاتے کہ ہائے افسوس! تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا مالک اللہ ہے۔ پس ابوبکر ؓ ہی سب سے بہادر آدمی ہیں۔

(مجمع الزوائد ۹/۴۶۱)(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث 4815)

3 ۔ واقعہ معراج کی تصدیق

چاشت کا وقت تھا۔ آنحضرت نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر اللہ کا ذکر اور تسبیح جاری تھی۔ وہاں قریب اللہ کا دشمن ابوجہل موجود تھا۔ اس کی آپ ﷺ پر نظر پڑی تو وہ آپ ﷺ کا تمسخر اڑانے کی نیت سے قریب آیا اور ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آج رات مجھے معراج کرائی گئی۔ ابوجہل ہنسا اور تمسخر کے انداز میں کہنے لگا۔ کس طرف؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بیت المقدس کی طرف۔ ابوجہل بظاہر سنجیدگی دکھا کر کہنے لگا کہ رات کو آپ (ﷺ) کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور صبح آپ (ﷺ) ہمارے سامنے پہنچ گئے۔ پھر مسکرایا اور پوچھنے لگا! اے محمد (ﷺ) اگر میں لوگوں کو جمع کروں تو آپ (ﷺ) نے جو بات مجھے بتائی ہے سب کے سامنے بیان کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ چنانچہ ابوجہل خوشی خوشی لوگوں کو جمع کرنے لگا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی بات بتانے لگا۔ لوگوں کا مجمع لگ گیا، لوگ

اس خبر کو نا قابل یقین جانتے ہوئے تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ اسی دوران چند لوگ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچ گئے اور ان کو بھی اس امید پر ان کے رفیق اور دوست کی خبر سنائی کہ ان کے درمیان جدائی اور علیحدگی ہو جائے۔ کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ خبر سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کر دیں گے۔ لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا! اگر یہ بات حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے تو یقیناً درست ہوگی۔ پھر فرمایا کہ تمہارا بُرا ہو! میں تو ان کی اس سے بھی بعید از عقل بات کی تصدیق کروں گا۔ میں تو صبح و شام آپ ﷺ پر آنے والی وحی کی تصدیق کرتا ہوں تو کیا اس بات کی تصدیق نہیں کروں گا کہ آپ ﷺ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو چھوڑا اور جلدی سے اس جگہ پہنچے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرماتھے اور بیت المقدس کا واقعہ بیان کر رہے تھے۔ جب بھی رسول اللہ ﷺ کوئی بات ارشاد فرماتے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے کہ انہوں نے کہا! آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ پس اس روز سے رسول اللہ ﷺ نے آپ ؓ کا نام الصدیق رکھ دیا۔ (البدایہ والنہایہ: ۳/۱۱۳)

4.0 ۔ ہجرتِ صدیق اکبرؓ

4.1 ۔ حبشہ کے لئے روانگی

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین نے اسلام قبول کرنے والے مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کر دی ہیں۔ ان کو تکلیف اور نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے مسلمانوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ وہاں کا بادشاہ اپنی رعایا کا بہت خیال رکھتا ہے اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرتا۔ آپ لوگ وہاں جا کر اس وقت تک رہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان آفات سے جن میں تم مبتلا ہو کوئی آسودگی پیدا نہ کر دے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے بہت سے مسلمانوں نے جن کو موقع ملا حبشہ کی طرف ہجرت کر لی۔

جب قریش مکہ کے مظالم کی انتہا ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کر لیا۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی اجازت سے حبشہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ ؓ مکہ سے نکلے راستے میں چار منزل کے فاصلہ پر برک الغماد کے پاس قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ ابن الدغنہ نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیا کہ مجھے میری قوم نے اس قدر ستایا ہے کہ میں مکہ سے نکل کر دوسری جگہ جا رہا ہوں تا کہ اپنے رب کی عبادت کر سکوں۔

ابن الدغنہ نے کہا کہ آپ تو وہ نیک صفت آدمی ہیں آپ کو مکہ سے نہیں نکلنا چاہئے اور نہ آپؓ کی قوم کو چاہئے کہ آپؓ کو مکہ سے نکالیں۔ میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ آپؓ واپس چلیے اور مکہ میں ہی اپنے رب کی عبادت کیجئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابن الدغنہ کی پناہ میں واپس آ گئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ابن الدغنہ کے اس قول پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں! ابوبکرؓ کے عظیم ترین مناقب میں سے ابن الدغنہ کا یہ قول ہے۔ یہاں ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وہی اوصاف بیان کئے ہیں جو ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کے بیان فرمائے تھے۔ یہ عجیب اتفاق ہے اور نہایت درجہ کی مدح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف شروع ہی سے اکمل ترین اوصاف تھے۔ (الاصابۃ: ۱۴۷/۴)

ابن الدغنہ نے سرداران قریش کو بہت شرمندہ کیا اور کہا کہ اتنے نیک صفات کے شخص کو نکالتے ہو جس کی وجہ سے قوم فخر کرسکتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے مکان کے آنگن میں ایک چھوٹا سا چبوترہ بطور مسجد بنالیا وہاں ہی آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور عبادت الٰہی کرتے تھے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قرآن پڑھنے کا محلے کی عورتوں اور بچوں پر بہت اثر ہوتا تھا۔ وہ قریب آ کر آپؓ کی تلاوت سننے لگتے تھے۔ کفار کو یہ بھی گوارہ نہ تھا تو انہوں نے ابن الدغنہ سے شکایت کی کے ان کو اس تلاوت قرآن سے روکیں۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلند آواز

سے قرآن پڑھنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر اب آپ نے بلند آواز سے قرآن پڑھا تو میں اپنی امان واپس لے لوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ میں تمہاری امان سے نکلتا ہوں اور اپنے اللہ کی پناہ کو کافی سمجھتا ہوں لیکن قرآن کی تلاوت کو ترک نہیں کرسکتا۔ (سیرت ابن ہشام)

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ ابن الدغنہ کی پناہ سے دست بردار ہو گئے تو قریش کا ایک شخص آپؓ کو راستہ میں ملا اور آپؓ کو بُرا بھلا کہا اور آپؓ کے سر پر مٹی ڈال دی اس دوران ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل وہاں سے گزر رہا تھا تو اس نے کہا کہ یہ سب تمہارا اپنا کیا دھرا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ کہتے ہوئے گزر گئے کہ اے میرے رب! تو کتنا بڑا بردبار ہے۔ آپؓ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔

4.2 ۔ بیعت عقبہ ثانیہ

13ھ نبوی میں مدینہ طیبہ سے 73 اور ایک روایت میں 70 افراد آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے آئے۔ ان میں بیعت عقبہ اولیٰ والے افراد بھی ساتھ تھے اور ان میں مدینہ طیبہ کے کئی اکابر اور ساتھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ملاقات کے لئے عقبہ کا نشیبی علاقہ مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ کسی سوئے ہوئے کو جگانا نہیں اور کسی غائب کا انتظار نہیں کرنا۔ یہ لوگ رات کی تاریکی میں لوگوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے دو دو چار چار کر کے طے شدہ مقام پر پہنچے تو سرورِ کائنات ﷺ اپنے

چچا عباسؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ وہاں ان لوگوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد آپ ﷺ کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔ اس زمانے میں ایسے مشکل حالات میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ایک بہت بڑا خطرہ مول لینا تھا۔ اپنا سب کچھ ایک غیر قائم شدہ حق کو سونپ دینا اتنا انوکھا تھا کہ اجتماعی سطح پر تاریخ میں ایک ہی بار پیش آیا نہ اس سے پہلے کبھی ایسا معاہدہ ہوا اور نہ بعد میں۔

(سیرۃ ابن ہشام: ۴۴۳/۱، عیون الاثر: ۲۷/۱/۱، فتح الباری: ۱۵۴/۷،
البدایہ والنہایہ: ۱۵۴/۷، ۱۵۶/۳، زرقانی: ۳۱۷/۱، مختصر السیرۃ: ۱۵۵،
طبقات ابن سعد: ۲۲۱/۱، مسند احمد: ۱۲۰/۳)

4.3 ۔ ہجرتِ مدینہ

حبشہ کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ لوگ بڑی تعداد میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ہجرت کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جلدی نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپؓ کو میری صحبت میں ہجرت نصیب کرے گا۔

ایک وقت ایسا آیا کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے علاوہ صرف وہ لوگ رہ گئے تھے جن کے پاس ہجرت کرنے کے وسائل نہیں تھے۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم ﷺ

کو ہجرتِ مدینہ کا حکم آ گیا۔

حاکم نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جبریل امین (علیہ سلام) سے دریافت کیا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا۔ جبریل امین (علیہ سلام) نے فرمایا۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (مستدرک)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًانَّصِیْرًا O

(بنی اسرائیل:80)

ترجمہ: اور دعا کیا کریں کہ اے میرے پروردگار مجھے جہاں لے جائے اچھی طرح لے جائے اور جہاں سے نکالے اچھی طرح نکالے اور میرے لئے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرما دے۔

آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملنے کے فوراً بعد آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) جمعرات کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں موسم گرما کی دھوپ اور لُو سے بچنے کے لئے ٹھہرے ہوئے ہوتے تھے راستے آنے جانے والوں سے خالی ہوتے ہیں تو آپ (ﷺ)، حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر

صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فوراً سمجھ گئے کہ ہجرت کا حکم آ گیا۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے عجلت میں پوچھا کہ گھر میں کوئی غیر آدمی تو نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ بس آپ (ﷺ) کے اہلِ خانہ ہیں (یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ ہیں)۔ جب اطمینان ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اُن کی دونوں بیٹیوں حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا اور کوئی نہیں ہے تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ یثرب (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کا حکم نازل ہو گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا کہ رفیق سفر کون ہوگا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میرے ساتھ سفر کرو گے۔ یہ سن کر فرطِ مسرت سے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس خوشی میں روتے دیکھا حالانکہ میرا یہ گمان نہ تھا کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہے۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) میں نے دو اُونٹنیاں پہلے ہی خرید کر خوب کھلا پلا کر موٹی تازی کر رکھی ہیں۔ ان سے ایک آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی نذر کرتا ہوں۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں یہ اونٹنی قیمتاً لوں گا۔ چنانچہ اس کی قیمت ادا کی گئی اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قبول کرنی پڑی۔ اس وقت سے ہجرت کی تیاری شروع ہو گئی۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے جلدی جلدی سامان تیار کرنا شروع کر دیا۔ ستو کے تھیلے اور کھانے وغیرہ کا سامان تیار کیا۔ فوری اس کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو حضرت اسماءؓ نے اپنے نطاق (کمر پر باندھنے کا کپڑا) سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کو باندھ دیا۔ (اس زمانے میں عورتیں اپنی کمر پر ایک کپڑا باندھا کرتی تھیں جس کو نطاق کہتے تھے) اس وجہ سے حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو ذات النطاقین کا خطاب ملا۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے وحی الٰہی کے مطابق حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنے بستر پر لٹایا اور اپنی چادر ان پر ڈال دی۔ امانتیں جو اہل مکہ کی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تھیں وہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد کیں اور ان کو سمجھا دیا کہ صبح کو یہ امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا کر تم بھی مدینہ کی طرف آجانا۔

مشرکین مکّہ کی قرارداد کے مطابق اسی رات انہوں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لئے حملہ کرنا تھا اس لئے شام سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا اور اس انتظار میں رہے کے جب رات کے وقت نماز کے ارادے سے نکلیں گے تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر اچانک حملہ آور ہو جائیں گے۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) رات کی تاریکی میں اپنے گھر سے نکلے یہ رات جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات تھی اور یہ آیت تلاوت کیں۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ O (سورۃ یٰس ۔ ۹)

اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنادی اور پیچھے بھی ایک دیوار بنادی،
پھر ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے آیات تلاوت کر کے ایک مٹھی خاک پر دم کر کے ان کفار کی طرف پھینک دی اور ان کے درمیان سے صاف نکلتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر کی طرف چلے آئے اور کفار میں سے کسی کو بھی نظر نہ آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دونوں اونٹنیاں عبداللہ بن اریقط جس کا تعلق قبیلہ بنی وائل بن بکر سے تھا جو کافر تھا لیکن بھروسے کا آدمی تھا۔ رہبری میں ماہر اور رازوں کو پوشیدہ رکھنے میں شہرت رکھتا تھا۔ اس کے سپرد کیں اور معقول اجرت پر محفوظ راستے سے مدینہ پہنچانے کے لئے رہنمائی کے لئے ساتھ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے منتظر تھے۔ حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے مکان کی پشت پر واقع کھڑکی سے نکل کر روانہ ہوئے اور مکہ کی نشیبی سمت چار میل کے فاصلہ پر جبل ثور میں واقع ایک غار جس کی چڑھائی دشوار گزار ہے اس میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رات کو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے بستر مبارک پر آرام فرماتے رہے۔ کفارِ مکہ رات بھر مکان کا محاصرہ کئے ہوئے کھڑے رہے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بستر پر سوتا ہوا دیکھ کر آپ ﷺ کا گمان کرتے رہے اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اُٹھ کر باہر آنے کا انتظار کرتے رہے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نمازِ فجر کے لئے بیدار ہوئے تو کفار نے ان سے پوچھا کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ مجھے کیا خبر۔ خبر تو تم لوگوں کو ہونی چاہئے کیونکہ پہرہ تو تم لوگ دے رہے تھے۔ میں تو رات بھر سوتا رہا۔ کفار نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پکڑ لیا، ان کو مارا اور تھوڑی دیر گرفتار رکھا۔ بعد میں حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کفار نے چھوڑ دیا اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں لگ گئے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اطمینان سے تمام امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کیں۔

یہ خاص بات توجہ طلب ہے کہ کفارِ مکہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے جان کے دشمن تھے مگر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی امانت و دیانت پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنی قیمتی چیزیں، زیورات، سونا، چاندی سب آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس امانتوں کے طور پر رکھواتے تھے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ ہجرت کرتے وقت بھی امانتوں کا پورا خیال کیا اور اپنے چچا زاد بھائی کو جو بیٹوں کی طرح آپ ﷺ کے پاس رہتے تھے امانتیں واپس کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

کفار حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چھوڑ کر فوراً حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر پہنچے دروازے سے آواز دی تو حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) باہر نکلیں۔ ابوجہل نے پوچھا! لڑکی تیرا باپ کہاں ہے۔ حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بولیں مجھے خبر نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس زور سے ان کے منہ پر طمانچہ مارا کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی کان کی بالی ٹوٹ کر نیچے گر گئی۔ اس کے بعد کفارِ مکہ، مکہ اور اس کے اطراف میں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو تلاش کرنے کے لئے پھیل گئے۔ مگر کوئی پتہ نہ چل سکا آخر کار انہوں نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ گرفتار کر کے لائے گا اُس کو سو اُونٹ انعام دئے جائیں گے۔ اس انعامی اشتہار کو سن کر بہت سے لوگ مکہ کے چاروں طرف دور دور تک آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں نکل گئے۔

1 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اضطراب

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ غار ثور کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں کبھی وہ حضور (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی وجہ دریافت کی تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا! یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو تو میں

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے آگے آگے چلنے لگتا ہوں پھر اندیشہ ہوتا کہ پیچھے سے کوئی نہ وار کردے تو میں پیچھے ہو جاتا ہوں۔ اسی طرح دائیں اور بائیں چلنے لگتا ہوں۔ (بیہقی، حاکم)

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اس رات نبی اکرم ﷺ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے تا کہ قدم کے نشانات سے دشمن ان کے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک میں آبلے پڑ گئے۔ جب صدیق اکبرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو نبی کریم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور دوڑنا شروع کر دیا حتیٰ کے غار تک پہنچ گئے۔ (الیٰ ۔۔آخرالحدیث۔۔۔ابن عساکر)

آسمانوں پر پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ جائیں گے۔ بعد میں حضرت جبرئیل علیہ اسلام نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے سفر میں حضرت ابوبکرؓ ساتھ ہوں گے۔

2 ۔ غارِ ثور میں

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ‌ؕ وَكَلِمَةُ

اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ☆

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۰)

ترجمہ: اگر تم نہ مدد کرو گے رسول (ﷺ) کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تمہیں نہیں نظر آتیں اور نیچے دالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

غار کے پاس پہنچ کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا! خدا کے لئے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اس میں داخل نہ ہوں پہلے میں داخل ہو کر دیکھ لیتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی چیز مضر ہوئی تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے بجائے میرا اس سے سابقہ پیش آئے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غار کے اندر گئے اور اندر سے صاف کیا، ایک جانب چند سوراخ تھے۔ جنہیں آپؓ نے اپنے کپڑوں میں سے پھاڑ کر بند کر دیئے لیکن دو سوراخ بچ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دونوں پر اپنا پاؤں رکھ دیا پھر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اندر تشریف لے آیئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اندر تشریف لے گئے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ

عنہ) کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاؤں پر کسی چیز نے ڈس لیا مگر ڈر سے ہلے نہیں کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) جاگ نہ جائیں۔ لیکن ان کے آنسو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے پر ٹپک گئے اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھ کھل گئی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! ابوبکرؓ کیا بات ہے۔ عرض کیا میرے ماں باپ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس زہر کا اثر آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آخری وقت میں پھر ظاہر ہو گیا تھا اور یہی آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی موت کا سبب تھا۔

(زرقانی۔ مشکوۃ بحوالہ رزیں)

یہاں دونوں مقدس حضرات نے تین راتیں گزاریں یعنی جمعہ، ہفتہ، اور اتوار۔ اس دوران حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحبزادے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی یہیں رات گزارتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ وہ بہت گہری سوجھ بوجھ کے مالک تھے۔ سحر کی تاریکی میں ان دونوں کے پاس سے چلے آتے تھے۔ مکہ میں قریش کے ساتھ یوں صبح کرتے گویا انہوں نے یہاں ہی رات گزاری ہے پھر آپ دونوں کے خلاف سازش کی جو بات سنتے اسے اچھی طرح یاد کر لیتے اور جب تاریکی گہری ہو جاتی تو اس کی خبر لے کر غار میں پہنچ جاتے۔

ادھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بکریاں چراتے رہتے اور رات کا جب ایک حصہ گزر جاتا تو بکریاں لے کران کے پاس پہنچ جاتے۔ اس طرح دونوں حضرات آرام سے دودھ پی لیتے۔ پھر صبح ہی صبح عامرؓ بکریاں ہانک کر چل دیتے۔ تینوں رات انہوں نے یہی کیا۔ (بخاری)

عامر بن فہیرہؓ حضرت عبداللہ بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مکہ جانے کے بعد ان کے نشانات پر بکریاں ہانکتے تھے تاکہ نشانات مٹ جائیں۔

(ابن ہشام)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ شام ہونے کے بعد آپ دونوں کو خفیہ طور پر کھانا پہنچانے جاتیں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سفر کے لئے کچھ نقدی بھی ساتھ رکھ لی تھی کہ دورانِ سفر ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ روایت میں آتا ہے کہ وہ رقم پانچ ہزار درہم تھی۔

3 ۔ قریشِ مکہ کی آپ (ﷺ) کو تلاش کرنے کی کوشش

بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد میں حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) غار میں تھے اور قریش تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آ گئے اور وہاں کھڑے ہو کر سب طرف ڈھونڈ رہے

تھے تو میں نے عرض کی!

یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری آنکھ کے سامنے آپ ﷺ کو کوئی ضرر نہ پہنچ جائے۔ ہم غار میں ہیں اور قریشِ مکہ غار کے اوپر ہیں اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو نیچے ہمیں ضرور دیکھ لیں گے۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا!

لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ابوبکرؓ تمہارا ان دو اشخاص کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کا تیسرا اللہ ہے۔ یعنی اللہ ان کہ ساتھ ہے۔

اللّٰہ نے غار کے منہ پر ایک درخت اگا دیا اور اس پر کبوتروں کو حکم دیا کہ گھونسلہ بنائیں اور اُنہوں نے اس میں انڈے دے دیئے، اللہ نے مکڑی کو حکم دیا اس نے منہ پر جالا بنا دیا۔ پھر جب قریش کے لوگ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں وہاں پہنچے تو ان میں سے ایک نے غار کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تو کبوتر وغیرہ کے علاوہ اسے کچھ نظر نہ آیا اور اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ وہاں تو کبوتر ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔ مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ حرم مبارک میں جو کبوتر ہیں وہ اسی کبوتر کی نسل سے ہیں۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے دعائے خیر فرمائی تھی۔

4 ۔ غارِ ثور سے مدینہ کی طرف روانگی

جب تین دن قیام کے بعد قریش کی تلاش میں کچھ کمی واقع ہوئی تو حضور (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قبیلہ بنو الدیل کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن اریقط لیثی تھا اگرچہ وہ مشرک تھا لیکن بھروسے کا آدمی تھا۔ جو صحرائی اور بیابانی راستوں کا ماہر تھا۔ اس سے پہلے ہی اجرت پر مدینہ پہنچانے کا معاملہ طے ہو چکا تھا۔ دونوں حضرات نے اس کو امین بنا کر اپنی سواریاں ان کے حوالے کر دی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ تیسری رات کے بعد اُونٹنیاں لے کر علی الصبح غار ثور پر پہنچ جائے گا۔ چنانچہ پیر کی رات ربیع الاول 1ھ ہجری چاندرات تھی بمطابق 16 ستمبر 622ء عبداللہ بن اریقط سواریاں لے کر حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور عامر بن فہیرہ کے ساتھ ساحل کے راستے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (بخاری)

عبداللہ بن اریقط آپ تینوں کو سب سے پہلے یمن کے رخ پر لے گیا اور جنوب کی سمت کافی دور تک چلا گیا پھر مغرب کی جانب مڑا اور ساحل سمندر کا رخ کیا پھر ایک ایسے راستے پر پہنچ کر جس سے عام لوگ واقف نہ تھے شمال کی طرف مڑ گیا۔ یہ راستہ ساحلِ بحر احمر کے قریب تھا اس پر بہت کم لوگ سفر کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے ان مقامات کا تذکرہ کیا ہے جہاں جہاں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا گزر ہوا۔ وہ لکھتے ہیں کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا راہبر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو جنوب کی طرف لے گیا پھر ساحل کے ساتھ ساتھ جنوبی عسفان سے راستہ کاٹا پھر زیریں امج سے گزرتا ہوا آگے بڑھا اور قدید پار کرنے کے بعد پھر راستہ کاٹا اور وہاں سے آگے بڑھتا ہوا خرار سے گزرا۔ پھر شنیۃ المرۃ سے پھر لقف سے پھر بیابانِ لقف سے گزرا۔ پھر مُجاح کے بیابانوں میں پہنچا۔ وہاں سے پھر کر مجاح کے موڑ پر سے گزرا پھر ذوالُغضوین کے موڑ کے نشیب میں چلا پھر ذی کشر کی وادی میں داخل ہوا۔ پھر جداجد کا رخ کیا۔ پھر اجرد پہنچا۔ اس کے بعد بیانانِ تعہن کے اطراف کی وادی ذوسلم سے گزرا۔ وہاں سے عبابید اور اس کے بعد فاجہ کا رخ پھر عرج میں اُتر کے تھوڑا آرام کیا۔ یہاں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے قافلے کا ایک اُونٹ چلتے چلتے تھک گیا۔ وہاں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص اوس بن حجر سے ایک اُونٹ لیا۔ اوس بن حجر نے اپنا ایک غلام بھی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کر دیا۔ یہاں سے پھر کوبہ کے داہنے ہاتھ " **شنیۃالعائر** " پہنچے اور پھر وادی رئم سے ہوتے ہوئے قباء پہنچ گئے۔

(ابن ہشام)

ایک اُونٹنی پر آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) سوار تھے۔ دوسری پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اُن کے ساتھ ان کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ عبداللہ بن اریقط اپنے اونٹ پر بیٹھ کر راستہ بتانے کے لئے آگے آگے چلتا تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے واقف تھے کیونکہ وہ شام کی

تجارت کے سلسلہ میں ان کے پاس سے اکثر گزرتے تھے۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے لوگ اتنا واقف نہ تھے۔اس لئے راستہ میں جو شخص ملتا وہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھتا کہ یہ کون ہیں جو تمہارے آگے آگے چل رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیتے کہ

" ھٰذَا الرَّجُلُ یَھْدِیْنِی السَّبِیْل "

یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے۔ اس سے یہ مراد لیتے کہ آخرت اور خیر کا راستہ بتاتے ہیں۔

5 ۔ راستے میں رسول اللہ ﷺ کا آرام فرمانا

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم مکہ سے روانہ ہو کر ایک دن اور ایک رات مسلسل چلتے رہے۔ دوسرے دن دوپہر کے وقت دھوپ بہت شدید ہوگئی تو میں نے چاروں طرف نگاہ ڈالی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے تا کہ وہاں تھوڑی دیر قیام کرلیا جائے اس وقت مجھے ایک جگہ چٹان کے نیچے کچھ سایہ نظر آیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر سواری سے اتر کر زمین صاف کی رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کی کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) تھوڑی دیر کے لئے سوجایئے اور میں آپ کی نگرانی کرتا رہوں گا۔

پھر اچانک مجھے وہاں ایک چرواہا نظر آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تو کس کا غلام ہے۔ اس نے ایک شخص کا نام لیا جس کو میں جانتا تھا۔ میں نے کہا تیری بکریوں کے پاس دودھ ہے اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ہمیں دودھ دے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ پھر اس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑا اور میں نے اس سے کہا کہ اس کے تھن سے گرد و غبار صاف کرے۔ پھر اس نے اپنی ہتھیلی کو ایک دوسرے پر مار کر تھن صاف کئے اور مجھے دودھ دوھ کر دیا۔ میرے پاس رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ایک لوٹا تھا۔ جس کے منہ پر کپڑے کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ پھر میں بچا ہوا پانی دودھ میں ڈالا اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) دودھ پی لیجئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے دودھ پیا۔ یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور ہم روانہ ہوئے قریش مکہ کو ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔

6 ۔ سُراقہ بن مالک کا تعاقب کرنا

سراقہ کا پورا نام سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی وہ اپنے دادا کے نام کے ساتھ مشہور رہے۔ رابغ کا علاقہ اس کے قبیلہ کے قبضے میں تھا۔

سراقہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے اور اعلان کیا کہ جو شخص محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ابوبکر کو زندہ یا مردہ گرفتار کر کے لائے گا

تو ہر ایک کے بدلے (100) اونٹ انعام میں پائے گا۔ سراقہ نے کہا کہ اس وقت میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو اتنے میں ایک آدمی میرے سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ابھی ساحل کے پاس چند افراد دیکھے ہیں میرے خیال میں وہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) اوران کے ساتھی ہیں۔

سراقہ کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ وہی لوگ ہوں گے لیکن میں نے اس آدمی سے کہا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں تم نے فلاں کو دیکھا ہے۔ جو ہمارے سامنے سے گزر کر گئے ہیں۔ میں نے اس خیال سے کہ انعام کی رقم کوئی دوسرا نہ لے جائے کچھ دیر تو محفل میں بیٹھا رہا اس کے بعد گھر میں گیا اور لونڈی سے کہا گھوڑا تیار کرے اور دور ایک ٹیلے کے پاس لے جا کر میرا انتظار کرے۔ پھر میں نے اپنا نیزا لے کر مکان کی پچھلی طرف سے نکلا اور اپنے نیزے کا نوک والا حصہ زمین پر ٹیک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جلدی سے اس کو سرپٹ دوڑانے لگا تا کہ جلد از جلد وہاں پہنچ جاؤں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا اور میں نے پہچان لیا۔ عین اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ پھر میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا تا کہ فال نکالے اور معلوم کرے کہ ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں فال میں نہیں آیا۔ عرب کے لوگ تیروں سے فال نکالتے تھے اور اس پر عقیدہ رکھتے تھے فال میں منع ہونے کے باوجود انعام کی لالچ میں میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

میں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ میں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی قرآت کی آواز سنی۔ اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی توجہ

بالکل میری طرف نہیں تھی۔ لیکن اچانک ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری طرف متوجہ ہوئے تو ایک دم میرے گھوڑے کے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیئے اور میں نیچے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو برا بھلا کہا۔ اور پھر کھڑا ہوا مگر گھوڑا پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا گھوڑے نے پاؤں زمین سے نکالنے کی کوشش کی تو غبار آسمان پر بلند ہو گیا۔ اس وقت میں نے ایک دفعہ اور فال نکالی مگر وہی پہلے والی بات نکلی ۔ پھر میں نے امان کے لئے پکارا تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) رک گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے قریب پہنچا تو اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ جب مجھے ان تک پہنچنے میں یہ مصیبت آئی تو وہ اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی قوم نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے لئے (100) سو اونٹوں کا انعام رکھا ہے اور میں نے وہ سب باتیں بیان کر دیں جو لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو زاد راہ اور کچھ سامان کی بھی پیش کش کی۔ مگر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تکلیف نہیں دی اور نہ مجھ سے کوئی چیز لی۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہماری خبر ظاہر نہ کرنا۔ میں نے عرض کی کہ مجھے امان کے لئے کوئی تحریر لکھ دیجئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لکھنے کا حکم دیا انہوں نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر پر اس کو امان لکھ کر دی۔

(بخاری)

جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سراقہ کو اپنے اتنے قریب دیکھا تو خوف سے فرمایا کہ یہ شخص ہمیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے اس پر رسول اللہ

(صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

﴿ لا تحزن ا ن اللّٰہ معنا ﴾

ترجمہ: غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

سراقہ بن مالک بن جعشم جب تحریر لکھا کر جانے لگا تو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہوگی جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے شاھی کنگن پہنائے جائیں گے۔ اس نے کہا کہ کسریٰ بن ہرمز کے؟ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! ہاں! سراقہ یقین نہ آنے کے انداز میں خوش ہوا۔

سراقہ جعرانہ کے مقام پر مسلمان ہوا حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عہد خلافت میں جب مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کے سونے اور جواہرات حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے پیش ہوئے تو حضرت امیر المومنینؓ نے سراقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلا کر ان کے ہاتھوں میں کسریٰ کے شاہی کنگن پہنا دئے اور زبان سے فرمایا! اللہ اکبر اللہ کی بڑی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن سراقہ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنائے۔ (حلبی)

سراقہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے امان کی تحریر لے کر واپس لوٹا تو راستے میں اس کو اور بھی لوگ ملے جو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں اس طرف آ رہے تھے ان سب کو یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ میں دیکھ آیا ہوں اس طرف کوئی سراغ نہیں ملا۔

دوران سفر ایک اور واقعہ بھی پیش آیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکل گئے تو بریرہ بن خضیبؓ جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے نے کفار مکہ کا یہ اعلان سنا کہ جو محمد (ﷺ) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ اس لالچ میں آ کر بریرہ بن خضیبؓ نے بھی قبیلہ کے ستر سوار ساتھ لئے اور تلاش میں نکل پڑا۔ اور ایک جگہ آپ ﷺ کو تلاش کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں بریرہ بن خضیب ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارا کام خشک اور خنک ہے اور اس کی آخر صلح اور خیر ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ تم کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں بنو اسلم سے ہوں۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا! " اَسْلَمْنَا " خیر و سلامتی ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا! بنی اسلم کی کون سی قوم سے ہو؟ عرض کیا کہ بنوسہم سے۔ پھر ارشاد فرمایا! تم نے اپنا حصہ پا لیا یعنی تم نے اسلام سے اپنا حصہ پا لیا۔ حضرت بریرہ بن خضیبؓ نے آپ ﷺ کی یہ شیریں گفتگو سنی تو حیران رہ گئے اور پوچھا کہ آپ (ﷺ) کون ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! میں محمد بن عبداللہ اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں۔ حضرت بریرہؓ یہ سنتے ہی آپ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور ان کے ساتھ جو ستر سوار تھے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

(سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ از مفتی محمد راشد نظامی)

7 ۔ ام معبد کے خیمہ میں قیام

قدید کے علاقے سے گزرتے ہوئے آپ ؐ ام معبد عاتکہ بنت خالد کے خیمہ پر پہنچے۔ یہ خاتون مسافروں کی خبر گیری اور خدمت و تواضع میں مشہور تھی۔ رسول کریم ﷺ اور آپ ؐ کے ساتھیوں کے پاس کھانا ختم ہوگیا تھا۔ سب کو بھوک و پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ام معبد کی شہرت سن رکھی تھی اور انہیں یقین تھا کہ اس کی قیام گاہ میں کھانے پینے کا انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ قافلہ ام معبد کے خیمہ پر رک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ام معبد سے فرمایا! دودھ، گوشت، کھجوریں یا کھانے کی کوئی چیز بھی تمہارے پاس ہو تو ہمیں دے دو ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔

ان دنوں خشک سالی نے سارے علاقے میں قیامت ڈھا رکھی تھی اور ام معبد کا گھرانا بھی سخت تنگی سے گزارہ کر رہا تھا۔ ام معبد نے حسرت سے جواب دیا۔ " خدا کی قسم! اس وقت کوئی چیز میرے گھر میں آپ کو پیش کرنے کے لئے موجود نہیں ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے ایک مریل سی بکری کو دیکھا جو کہ ایک کونے میں کھڑی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے ام معبد! اگر اجازت ہو تو اس بکری کا دودھ دوھ لیں۔

ام معبد نے کہا! اگر یہ بکری دودھ دیتی تو میں خود آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کر دیتی۔ دودھ تو دور کی بات ہے یہ بچاری تو اتنی کمزور ہے کہ چرنے کے لئے جنگل بھی نہیں جا سکتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا! جیسی بھی ہے تم مجھے دودھ دوھنے کی اجازت دے دو۔

ام معبد نے کہا! آپ ﷺ شوق سے دوھ لیں مگر یہ دودھ نہیں دے گی۔ رسول کریم ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے تھنوں کو چھوا۔ تھن فوراً دودھ سے بھر گئے اور بکری ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہوگئی۔ آپؐ نے دودھ دوھنا شروع کیا۔ ایک بڑا برتن دودھ سے بھر گیا۔آپ ﷺ نے پہلے یہ دودھ ام معبد کو پلایا۔ جب وہ سیر ہوگئیں تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی سیر ہو گئے تو آخیر میں آپ ﷺ نے خود پیا۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے دوبارہ دودھ دوھنا شروع کیا اور اس برتن کو دوبارہ دودھ سے بھر کر ام معبد کے حوالے کیا پھر آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے روانہ ہوگئے۔ (خلیفۃ الرسول۔ طالب ہاشمی: ص۸۱)

8 ۔ زبیرؓ اور طلحہؓ سے ملاقات

ہجرت نبوی کے دوران حضرت زبیر بن عوامؓ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے داماد، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے شوہر اور رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی) مال تجارت لے کر شام سے مکہ واپس آ رہے تھے کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں سفید کپڑے پیش کئے۔ جو انہوں نے بخوشی قبول فرمائے۔ (صحیح بخاری)

علامہ ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چچازاد بھائی حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمیؓ بھی اس زمانے میں شام گئے ہوئے تھے۔ شام سے واپسی میں ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔ انہوں نے بھی دونوں مقدس ہستیوں کی خدمت میں شامی ملبوسات پیش کئے اور حضور اکرم ﷺ کو بتایا کہ یثرب میں آپ ﷺ کا بے چینی سے انتظار ہورہا ہے۔

9 ۔ حضرت ابوقحافہ کی فکر

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو اپنی تمام پونجی جو چھ ہزار درہم بنتی تھی ساتھ لے گئے۔ ان کے والد ابوقحافہ جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور نابینا ہوچکے تھے کہنے لگے۔ واللہ! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح ابوبکر خود گیا ہے، تم کو صدمہ پہنچا گیا ہے اسی طرح وہ مال بھی لے گیا ہے اور تمہیں مصیبت میں ڈال گیا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں دادا جان! وہ ہمارے لئے بہت مال چھوڑ گئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے کچھ پتھر ایک کپڑے میں لئے اور اس کو دادا جان کے ہاتھ سے چھوا دیا اور کہا کہ دیکھئے یہ مال ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خوب ہے اور تمہارے لئے کافی ہے۔

10 ۔ قباء میں آمد

آٹھ روز کے سفر کے بعد آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) 12/ ربیع الاول 1ھ ہجری بمطابق 23 ستمبر 622ء بروز پیر دوپہر کے وقت قباء پہنچے۔ اس وقت قباء یثرب سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا۔ لیکن یثرب کا ہی نواحی علاقہ کہلاتا تھا۔ وہاں قبیلہ بنوعمرو بن عوف کے لوگ بکثرت رہتے تھے۔ اسلام کا نور ان تک پہنچ چکا تھا۔ مکہ سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی روانگی کی خبر کئی روز پہلے مدینہ پہنچ چکی تھی۔ اس لئے انصار مدینہ روز آنہ صبح سے دوپہر تک بستی سے نکل کر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے انتظار میں کھڑے رہتے تھے کہ آپ (ﷺ) دور سے آتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جب دھوپ خوب تیز اور ناقابل برداشت ہو جاتی تھی تو وہ گھروں کو واپس لوٹ جاتے تھے۔

آنحضرت (صلّی اللہ علیہ وسلم) دوپہر کے وقت پہنچے اس وقت قباء والے آپ کا انتظار کر کے گھروں کو واپس ہو رہے تھے کہ ایک یہودی نے ایک ٹیلے پر سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو آتے دیکھ کر اندازے سے پہچان لیا اور بے اختیار پکارا۔ اے اہل عرب! تم جس کا انتظار کر رہے ہو وہ آ گئے۔ یہ آواز سنتے ہی لوگ والہانہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے اور تمام شہر تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ (ابن ہشام)

یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں سے لیس ہو کر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے استقبال کے لئے دوڑے اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اردگرد پروانوں کی طرح

جمع ہوئے۔ جب آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) قباء میں داخل ہوئے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے داخل ہونے کے وقت بے انتہا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتَ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ
جِئْتَ شَرَفْتَ الْمَدِيْنَةَ يَا خَيْرَ دَاعِ

ترجمہ: ہم پر بدر چاند ثنیات الوداع سے طلوع ہوا۔ جب تک کوئی دعا کرنے والا ہے ہم پر مبعوث ہونے والے نبی! آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ایسا حکم لے کر آئے ہیں کہ اس کی اطاعت ضروری ہے۔ (بعض روایات میں ہے کہ یہ اشعار بچیوں نے آپ ﷺ کے مدینہ میں داخلے کے وقت پڑھے تھے)

ثنیات الوداع کے معنی ہیں رخصت کی گھاٹیاں۔ اہل مدینہ جب کسی کو مکہ کی طرف روانہ کرتے تو اس گھاٹیوں تک اس کو الوداع کہنے آتے تھے۔ اس لئے اس کا نام ثنیات الوداع مشہور ہو گیا۔

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک اونچی جگہ پر آبادی تھی۔ جسے عالیہ اور نباء کہتے تھے۔ یہاں انصار مدینہ کے کچھ خاندان آباد تھے۔ ان میں سے سب سے ممتاز بنی عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ اس خاندان کے سردار کا نام کلثوم بن الہدم تھا۔ حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے گھر پر قیام کیا۔ اور حضرت

ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن اساف کے مکان پر ٹھہرے۔ (سیرت ابن کثیرؒ)

انصار میں سے جن لوگوں نے اب تک رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں دیکھا تھا وہ جوش عقیدت سے اور دیدار کے شوق سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سلام کرنے لگے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اوپر دھوپ آ گئی۔ یہ تمیز کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ دونوں میں رسول اللہ ﷺ کون سے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے انتہائی حکیمانہ انداز سے آپ ﷺ پر سایہ کر کے لوگوں کی غلط فہمی دور کر دی۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے آئے اور اپنی چادر سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) پر سایہ کر لیا۔ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کون سے ہیں۔

(صحیح بخاری، مسلم شریف، زرقانی، سیرت ابن ہشام)

11 ۔ مدینہ منورہ میں تشریف آوری

قباء میں چندروز قیام کرنے کے بعد جمعہ کے روز اللہ کے حکم سے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنوسالم بن عوف کے قبیلے کے پاس سے گزرے تو جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں ہی بطن وادی کے مقام پر تقریباً سو

لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جس میں یہ اسلام کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا اس جگہ بعد میں مسجد تعمیر کی گئی جس کا نام مسجد جمعہ ہے۔

12 ۔ جمعہ کا خطبہ

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں۔ میں اس سے مدد، مغفرت اور ہدایت طلب کرتا ہوں میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا۔ جو لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں میں ان سے عداوت رکھتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے محمد (ﷺ) کو ہدایت، نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے وقت میں بھیجا ہے۔ جب کہ اس زمانے میں کوئی رسول دنیا میں نہیں آیا۔ دنیا میں علم کی قلت ہوگئی لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ قیامت قریب ہے اور موت نزدیک ہے۔

جو اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے پس وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے بلاشبہ بھٹک گیا۔ وہ کوتاہی اور گمراہی میں پڑ گیا۔ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بیشک یہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے بہترین وصیت ہے کہ اس کو آخرت کے لئے آمادہ کرے اور اللہ سے ڈرائے اور پرہیزگاری کا حکم دے۔ پس خدا نے جس چیز

سے بچنے کے لئے کہا تم ان سے بچو۔ اس سے بڑھ کر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی ذکر ہے۔ جو شخص امور آخرت کے بارے میں اللہ سے ڈر کر کام کرتا ہے اس کے لئے تقویٰ بہترین اور سچا مددگار ہے۔

جو شخص اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ ظاہر و باطن سے درست کرے گا۔ اور ایسا کرنے سے اس کی نیت خالص اور اللہ کی رضا کے لئے ہوگی تو یہ (ظاہر و باطن کی مخلصانہ اصلاح) دنیا میں اس کے لئے ذکر اور مرنے کے بعد جب انسان کو اعمال کی ضرورت و قدر معلوم ہوگی تو یہ ذخیرہ آخرت ثابت ہوگا۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو وہ (خلاف تقویٰ امور کے متعلق) اس دن یہ پسند کرے گا کہ وہ اس کے اعمال اس سے دور رکھے جائیں اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے اور جس نے اللہ کے قول کو سچا جانا اس وعدوں کو پورا کیا تو اس کے قول اور وعدے میں کچھ خلاف نہیں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میرے ہاں بات نہیں بدلتی اور میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

پس تم اپنے موجودہ اور آئندہ، ظاہری و باطنی امور میں اللہ سے ڈرو اور بے شک جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا ہے پس وہی بلاشبہ بڑا کامیاب ہے اور یہ تقویٰ ہی ہے جو اللہ کی بیزاری، اس کی سزا اور اس کے غصہ کو دور کرتا ہے اور تقوی ٰہی قیامت کے دن چہرے کو روشن بنائے گا اور اللہ کی رضا اور درجات کو بلند کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

لوگو! تم تقویٰ سے اپنا حصہ لے لو اور اللہ کی اطاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔ اللہ نے اس لئے تمہیں اپنی کتاب کی تعلیم دی اور تمہیں اپنا راستہ دیکھایا تا کہ سچے اور جھوٹے لوگوں کو الگ کر دیا جائے۔ بس جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کیا تم بھی لوگوں کے ساتھ ایسا ہی حسن اور خوبی کا برتاؤ کرو اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ اللہ کے رستہ میں پوری ہمت اور توجہ سے کوشش کرو۔ اس نے تمہیں اپنے لئے منتخب کیا ہے اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تا کہ جو ہلاک و برباد ہونے والا ہے وہ بھی حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ بھی روشن دلائل پر زندہ رہے اور کوئی طاقت اور قوت اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ پس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور آنے والی زندگی کے لئے عمل کرو کیونکہ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ کو درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لوگوں کے درمیان معاملہ کو درست کر دیتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بندوں پر حکم چلاتا ہے اور اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا اور اللہ ہی سب کا مالک ہے اور لوگ اللہ کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور ہمیں نیکی کی طاقت وہی خدائے عظیم دیتا ہے۔

(سیرت ابن کثیر، البدایہ والنہایہ)

جمعہ کی نماز کے بعد آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ننہیالی قبیلہ بنو نجار کو بھی اپنے آنے کی اطلاع کر دی تھی تو اس قبیلے کے لوگ بھی تلواریں اپنی گردن میں حائل کئے ہوئے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ساتھ تھے۔ قبیلہ بنو سالم بن عوف کے لوگوں نے

آپ (ﷺ) کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور اپنے ہاں ٹھہرانا چاہا، دوسرے قبیلے والے بھی یہ خواہش رکھتے تھے کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ان کے گھر قیام کریں۔ اس میں بحث وتکرار کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری اونٹنی کو نہ روکو اس کی مہار چھوڑ دو۔ اس کو اللہ کی طرف سے حکم مل چکا ہے میری اونٹنی جہاں بیٹھ جائے گی وہاں ہی میں ٹھہروں گا۔ سب کی نگاہیں اس اونٹنی پر تھیں۔ جب بنو بیاضہ کے محلّہ میں پہنچی تو اس قبیلہ کے سردار زیاد بن ولید اور عروہ بن عمرو نے آگے بڑھ کر اونٹنی کی مہار پکڑ لی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے بعد اونٹنی بنوساعدہ کے محلّہ میں پہنچی قبیلہ ساعدہ کے سردار سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو نے اونٹنی کو روکنا چاہا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے وہی الفاظ دوہرائے۔ اس کے بعد اونٹنی قبیلہ بنوحارث بن خزرج کے محلّہ میں پہنچی، یہاں سعد بن ربیع، خارجہ بن زید، عبداللہ بن رواحہ نے روکنا چاہا۔ ان کو بھی وہی حکم ملا۔ ان لوگوں میں چونکہ عبدالمطلب (حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے دادا) کی ننہیال تھی اس لئے وہ اپنا زیادہ حق سمجھتے تھے۔ جناب عبدالمطلب کی ماں سلمی بنت عمرو اسی قبیلہ سے تھیں اس لئے حضور اکرم (صلّی اللہ علیہ وسلم) ان کے ہاں قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ سلیط بن قیس اور اسیرہ بن ابی خارجہ سرداران بنوعدی نے آگے بڑھ کر اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔ ان کو بھی وہی جواب ملا کہ اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو۔ اس کو اللہ کا حکم ملا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اونٹنی عبدالمالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن نجار کے محلّہ میں جا کر ایک غیر آباد زمین پر بیٹھ گئی اور پھر فوراً کھڑی ہوگئی۔ کھڑی ہوکر کچھ دور تک چلی چل کر خود بخود پھر لوٹی اور ٹھیک اسی جگہ جہاں پہلے بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اس مرتبہ اونٹنی نے بیٹھ کر

جھرجھری لی اور گردن نیچے ڈال دی اور دم ہلانے لگی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اس پر سے اتر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے بنونجار کے لوگوں کو یہ فضیلت بخشی۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا دروازہ سب سے قریب تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اصل نام خالد بن زید انصاری ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے لپک کر کجاوہ اٹھالیا اور اپنے گھر لے کر چلے گئے۔ اس پر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے دوسری طرف حضرت اسعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن زرارہ نے آکر اونٹنی کی نکیل پکڑلی چنانچہ اونٹنی انہیں کے پاس رہی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ محلّہ سُنح قبیلہ بنی حارث بن خزرج کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس قیام فرمایا۔ بعض کا کہنا ہے کہ اسی قبیلہ کے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے ہاں ٹھہرے۔

(واللہ اعلم)

حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ (ﷺ) کو اپنے گھر لے گئے ان کا مکان دومنزلہ تھا۔ انہوں نے بالائی منزل پیش کی لیکن آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کی آمدورفت کے پیش نظر کہ گھر والوں کو تکلیف نہ ہو نیچے کے حصہ کو پسند فرمایا۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دونوں وقت کا کھانا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کرتے اور جو کچھ بچ جاتا وہ خود اوران کی اہلیہ کھاتے۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے

ہیں ایک دن ہم نے کھانے میں لہسن پیاز شامل کر دیا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے وہ کھانا بغیر کھائے واپس کر دیا۔ میں گھبرا کر خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم)! آج آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے کھانا واپس فرما دیا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ اس میں لہسن اور پیاز کی بوتھی اس لئے میں نے واپس کر دیا کیونکہ میں فرشتوں سے کلام کرتا ہوں اور ایسے کھانے سے پرہیز کرتا ہوں۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اس کے بعد ہم نے کبھی آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے کھانے میں لہسن اور پیاز کا استعمال نہیں کیا۔

ایک دن اتفاق سے اوپر کی منزل پر پانی کا برتن ٹوٹ گیا۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم نے اس خیال سے کہ کہیں پانی بہہ کر نیچے نہ گرنے لگے اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی تکلیف کا باعث بنے۔ ہم نے پانی کو جذب کرنے کے لئے اس پر لحاف ڈال دیا۔ گھر میں صرف یہی ایک لحاف تھا۔ گھر کی بالائی منزل میں ہم نے پوری رات کونے میں بیٹھ کر گزار دی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر سات ماہ یا گیارہ ماہ رہے دونوں روایات ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے 48 ہجری میں حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عہد خلافت میں محاصرہ قسطنطنیہ کے دوران وفات پائی اور وہاں ہی قسطنطنیہ میں قلعہ کے قریب مدفون ہوئے۔

چند دن کے بعد ام المومنین حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادیاں حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن زید اور ام ایمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی آ گئے۔ ان سب کو حضرت عبداللہ بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لے کر آئے ان کے ساتھ ان کی بہن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی تھیں۔ البتہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی حضرت زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت ابوالعاص کے پاس رہ گئی تھیں۔ انہوں نے نہیں آنے دیا تھا وہ جنگ بدر کے بعد تشریف لاسکیں۔ (زادالمعاد)

13 ۔ مدینہ پہنچتے ہی حضرت ابوبکرؓ کا بیمار ہونا

روایت میں آتا ہے کہ جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں آئے تو اس جگہ کی ہوا میں سڑاند اور بد بوتھی اور یہاں کی آب و ہوا ان کو راس نہیں آئی۔ اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔ بخار کی شدت نے ان کو پریشان کر دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ روزآنہ بخار میں مبتلا صحابہ کرامؓ کی عیادت کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد کا حال پوچھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

کل امرء مصبح فی اهله
و الموت ادنی من شر اک نعله

ہر شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ موت جوتے کے تسمہ سے بھی قریب تر ہوتی ہے

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی حالت دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اوران کی کیفیت بیان فرمائی۔

رسول کریم ﷺ نے اسی وقت بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔ یا اللہ ! جس طرح تو نے ہمیں مکہ مکرمہ کی محبت عطا فرمائی ہے اسی طرح مدینہ طیبہ کی محبت بھی عطا فرما، اس سے زیادہ عطا فرما اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مدّ (پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ اور ہمارے لئے اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے اوراس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

اللہ نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ منورہ میں حالات بدل کے بہت بہتر ہو گئے۔ اللہ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی، وہی یثرب ایک صحت بخش مقام اور خوشگوار آب و ہوا کا شہر مدینہ طیبہ بن گیا۔

5.0 ۔ ابوبکر صدیقؓ مدینہ میں

1 ۔ مسجد نبوی کی تعمیر

سرور کائنات ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے گھر کے سامنے بیٹھنے سے پہلے بنو مالک بن نجار کے ایک محلّہ کے میدان میں بیٹھ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کے مالکوں کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جگہ دو یتیم بھائی سہل اور سہیل کی ملکیت ہے اور ان کے سرپرست حضرت اسعد بن زرارہ ؓ تھے جو مدینہ منورہ میں اسلام لانے والے پہلے شخص تھے۔ یہ وہی جگہ تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے دو یتیم بھائیوں سے خرید کر مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی تھی۔ مسجد نبوی ﷺ کے لئے جگہ کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ادا کی تھی۔ مسجد نبوی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ایثار کی ایک اور مثال تھی۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام ؓ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے شانہ بشانہ کام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ مسجد کی تعمیر میں پیش پیش رہے اور کمر پر پتھر باندھ کر لاتے تھے۔ ابتداء میں مسجد نبوی انتہائی سادہ تھی اور دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئیں تھیں اور چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اردگرد حجروں کی تعمیر کا حکم دیا اور جب حجرے مکمل ہو گئے تو آپ ﷺ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ان حجروں میں منتقل ہو گئے۔

2 ۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی رخصتی

تعمیر مسجد کے بعد سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی صاحبزادی سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی رخصتی کی۔ رسول کریم ﷺ کے پاس مہر کی رقم ادا کرنے کے لئے نہیں تھی۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے پانچ سو درہم بطور قرض لے کر سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس بھیجوا دئے اور پھر نہایت ہی سادگی کے ساتھ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی رخصتی ہوئی۔ سیّدہ خود فرماتی ہیں کہ میری رخصتی میں نہ کوئی اونٹ ذبح ہوا اور نہ کوئی بکری، ہاں ایک پیالہ دودھ تھا جو حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

3 ۔ مواخات

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا سلسلہ قائم فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دینی بھائی حضرت خارجہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا دئے گئے۔

(اسد الغابہ، سیرت ابن ہشام)

یہی خارجہ بن زید ؓ ہیں جن کی بیٹی حبیبہ بنت خارجہ ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے نکاح میں آئیں۔ ام کلثوم بنت ابوبکر ؓ انہی کے بطن سے تولد ہوئیں۔

6.0 ۔ غزوات اور سرایا میں شرکت

6.1 ۔ تمہید

رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے کر آئے تو وہاں کے مختلف قبائل سے آپ ﷺ نے معاہدے کئے۔ مدینہ میں مشرکین مدینہ اور یہود سے معاہدوں کے باوجود مسلمان اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سخت خطرے میں رہتے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت محتاط طریقے سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کے لئے راتوں کو پہرہ دیتے تھے۔ قریش مکہ کی طرف سے ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار سے جنگ کی اجازت دے دی اور ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط

وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِ ھِمْ لَقَدِیْرُ ☆

(سورۃ الحج ۔ 39)

ترجمہ: جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور خدا (انکی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔

جنگ کی اجازت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے حکمت سے کام لیتے ہوئے شروع میں قریش مکہ سے مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنایا اس کے دو اہم مشن تھے۔

(1) جو قبائل قریش کی تجارتی شاہراہوں کے ارد گرد یا ان شاہراہوں سے مدینہ تک کے درمیانی علاقے میں آباد تھے ان کے ساتھ حلفِ دوستی وتعاون اور جنگ نہ کرنے کے معاہدے کیئے۔

(2) ان تجارتی شاہراہوں پر گشتی دستے بھیجنا۔

پہلے منصوبے کی ضمن میں اطراف کے یہود کے ساتھ معاہدے کیئے گئے جس میں قبیلہ جہنیہ کے ساتھ بھی دوستی وتعاون اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا۔

مدینہ کے راستے پر عموماً اور مکہ کے راستوں پر خصوصاً نظر رکھی جانے لگی اور قریش کی آمدورفت پر کڑی نظر رکھی گئی۔ مدینہ کے مشرکین اور یہود اور آس پاس کے بدوٗں کے قبائل کو یہ احساس دلایا کہ مسلمان طاقتور ہیں اور اب انہیں اپنی پرانی کمزوری سے نجات مل گئی ہے۔ قریش کے اقتصادی اور معاشی مفادات کو خطرے میں ڈال کر ان کو صلح کی طرف مائل کیا جائے جو اب بھی مسلمانوں کو جڑ سے ختم کرنے کا عزم کیئے ہوئے تھے تاکہ مسلمان پورے جزیرۃ العرب میں اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے آزاد ہو جائیں۔ اس دوران جو غزوات اور سرایا پیش آئے ان تمام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بنفس نفیس شرکت فرماتے۔ اس کے علاوہ ایک بہترین مشیر کی حیثیت سے بھی اپنی ذمہ داری ادا کرتے۔ ان میں سے چند کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

6.2 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور غزوۂ بدر

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ جب کفار اور مسلمان آپس میں لڑ رہے تھے اور حق و باطل کا معرکہ جاری تھا۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ جنگ کا جائزہ لے رہے تھے کہ مسلمانوں کو دیکھ کر آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی۔ مسلمانوں نے آپ ﷺ کے لئے جو عریش (سائبان) بنایا تھا آپ ﷺ اس میں چلے گئے اور قبلہ کی طرف رخِ انور کر کے دعا میں مشغول ہو گئے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے عریش میں رو رو کر دعا مانگی اور ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ آپ ﷺ کی بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہوگئی اور آپ ﷺ کے کندھے سے چادر گر گئی۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے! اے اللہ! اپنے اس وعدے کو پورا فرما جو تو نے مجھ سے کیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے آج مسلمانوں کی جماعت کو ہلاک کرا دیا تو روئے زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا میں اس قدر آہ وزاری کی کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ کی آہ وزاری حد سے گزر چکی ہے۔ بے شک اللہ نے جو وعدہ کیا ہے پورا ہوگا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آپ کی چادر آپ ﷺ کے شانوں پر واپس ڈال دی۔

رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ عریش میں ہی تھے کہ آپ ﷺ پر غنودگی طاری ہوگئی کہ سر مبارک کو جنبش ہوئی۔ اس کے بعد

رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا! اے ابوبکر! خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی۔ یہ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اور اسے کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار پڑا ہوا ہے۔ (زرقانی، فتح الباری، سیرت ابن ہشام)

6.2.1 ۔ رسول اللہ (ﷺ) کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب ابوجہل کے لشکر کے آنے کی خبر سنی تو ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے اور منتخب لوگ تمہاری طرف بھیجے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرنے سے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پھر ان کے بعد حضرت مقداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نہایت شجاعت اور بہادری کے کلمات فرمائے اور کہا ہم ان بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ سلام سے کہا تھا۔

قَا لُوْا یٰمُوْ سٰٓی اِنَّا لَنْ نَّدْ خُلَھَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْ افِیْھَا
فَا ذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَا تِلَآاِنَّا ھٰھُنَا قٰعِدُوْنَ☆

(سورۃ المائدہ ۔ ۲۴)

ترجمہ: قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰ! جب تک وہ وہاں ہیں تب تک ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے، اس لئے تم اور تمہارا پروردگار جا کر دونوں ہی لڑ بھڑ

لو ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اے لوگو ان کفار سے لڑائی کے بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ اس دوبارہ فرمانے سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقصد یہ تھا کہ انصار کی رائے معلوم کی جائے کیونکہ یہ تینوں افراد مہاجرین میں سے تھے۔ انصار سے جس بات پر بیعت لی گئی تھی وہ یہ تھی کہ مدینہ پر جب بیرونی حملہ ہوگا تو اس سے لڑیں گے۔ یہ عہد نہیں تھا کہ مدنیہ سے باہر نکل کر کسی سے جنگ کریں گے۔ انصار مدینہ فوراً اس بات کو سمجھ گئے ان میں حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کھڑے ہوئے۔ عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا روئے سخن شاید ہم لوگوں کی طرف ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں ! حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کا رسول ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا رسول (ﷺ) کفار سے مقابلے کو جائے اور ہم گھروں میں بیٹھے رہیں یہ کفار تو ہم جیسے آدمی ہی ہیں ہم ان سے کیا ڈریں گے۔ آپ (ﷺ) اگر ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود جاؤ تو ہم بلا دریغ آپ (ﷺ) کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

6.2.2 ۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور بیٹا

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن جو غزوہ بدر کے موقع پر مسلمان نہیں ہوئے تھے اور مشرکین کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے عرض کیا کہ آپ ؓ جنگ بدر میں میری تلوار کی زد میں کئی دفعہ آئے مگر میں نے والد سمجھ کے چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا! تم اس موقع پر میری تلوار کے نیچے نہیں آئے اگر تم میری تلوار کے نیچے آتے تو قسم ہے اللہ عزوجل کی! میں تمہیں زندہ نہ چھوڑتا کیونکہ جنگ بدر حق اور باطل کے درمیان معرکہ تھا اور تم باطل کے نمائندہ تھے۔

6.2.3 ۔ جنگی قیدیوں کا معاملہ

اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ کفار و مشرکین کو شکست فاش ہوئی اور ان کے ستر لڑاکا قیدی بنے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مکہ میں آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تکالیف اور اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ وہ لوگ بھی بہت ڈرے ہوئے تھے کہ اب مسلمان ان سے گن گن کے بدلے لیں گے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک رحمدل انسان ہیں ان سے رحم کی اپیل کی جائے تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملاقات کی اور اپنے بارے میں بات کی۔

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرامؓ سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ لوگ چچیرے بھائی اور کنبہ کے لوگ ہیں میری رائے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیں اس طرح ہم کفار سے جو کچھ لیں گے وہ ہماری قوت کا ذریعہ ہوگا۔ اور یہ بھی توقع ہے کہ اللہ انہیں ہدایت دے اور یہ ہمارے بازو بن جائیں۔

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رائے اس سے مختلف تھی انہوں نے کہا کہ ہر قیدی کو اس کے رشتہ دار کے حوالے کیا جائے کہ وہ اسے قتل کر دے۔ تاکہ اللہ کو اور ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بات پسند فرمائی چنانچہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے دن صبح میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اللہ کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رو رہے ہیں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ خدا کے لئے مجھے بات بتایئے ورنہ میں بھی رونے لگوں گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ فدیہ لینے کی وجہ سے ہمارے اصحابؓ پر جو چیز پیش کی گئی ہے اس کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قریبی درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا! مجھ پر اللہ کا عذاب اس درخت سے بھی

قریب پیش کیا گیا ۔ (تاریخ عمر بن خطاب ۔ علامہ ابن جوزی)

رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے دل نرم کر دیتا ہے تو وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کے دل سخت کر دیتا ہے تو وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ (حضرت) ابو بکر صدیق ؓ کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں:

جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو اس کی مغفرت فرما اور تو رحم کرنے والا ہے۔

اور ابو بکر ؓ کی مثال حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

اے اللہ! انہیں عذاب دے تو تجھے حق ہے کہ یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تیرا اختیار ہے کہ تو غالب وحکیم ہے۔

6.3 ۔ غزوہ احد اور ابوبکر صدیقؓ

غزوہ احد میں حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی بہادری اور جرأت کے جوہر دکھائے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ لڑائی کے دوران ایک موقعہ پر کچھ صحابہ کی غلطی کی وجہ سے اسلامی لشکر منتشر ہو گیا اور مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے تو اس صورتحال میں حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ ثابت قدم رہے اور

آپ ﷺ کے گرد صرف چودہ جانثار صحابہ کرام ؓ رہ گئے۔ جن میں سات انصاری اور سات مہاجرین میں سے تھے۔ مہاجرین میں سے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، حضرت علی ؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، حضرت زبیر بن عوام ؓ، حضرت طلحہ بن عبداللہ ؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جنگ میں ثابت قدمی دکھائی اور کسی بھی مرحلہ پر رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوئے۔ اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ شدید زخمی ہوئے۔ آپ ﷺ کے جانثاروں نے آپ ﷺ کو پہاڑ پہ ایک محفوظ جگہ پہنچا دیا اس وقت حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

مشرکین مکہ نے واپس جانے کی تیاری کر لی تو ابوسفیان جبل احد پر نمودار ہوا اور بلند آواز میں بولا! کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر بولا کہ کیا تم میں ابوقحافہ کے بیٹے ہیں۔ لوگوں نے جواب نہ دیا کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دینے سے منع فرمایا تھا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم میں عمر بن خطاب ؓ ہیں اس مرتبہ پھر جواب نہیں دیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ چلو تینوں سے فرصت ہوئی یہ سن کر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بے قابو ہو گئے اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! جن کا تو نے نام لیا ہے سب زندہ ہیں اور ابھی تیری رسوائی کا سامان باقی ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا کہ تمہارے مقتولین کا مثلہ ہوا ہے لیکن اس کا میں نے حکم نہیں دیا تھا اور نہ میں نے برا منایا۔ اور پھر ہبل کا

نعرہ لگایا اس کے جواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کہنے پر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ ابوسفیان بولا ہمارا عزیٰ ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہمارا مولا ہے تمہارا کوئی مولا نہیں ابوسفیان بولا۔ آج کا دن بدر کا بدلہ ہے۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا! ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے جہنم میں پھر ابوسفیان نے قریب آ کر پوچھا کیا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ واللہ نہیں بلکہ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں تم کو ابن قمئہ سے زیادہ سچا سمجھتا ہوں۔ پھر ابوسفیان بولا آئندہ سال پھر بدر میں مقابلہ ہوگا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابیؓ کے ذریعہ فرمایا ٹھیک ہے۔ (ابن ہشام)

6.4 ۔ غزوہ بنی مصطلق

غزوہ بنی مصطلق میں حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور بھرپور طریقہ سے اس مہم میں حصہ لیا۔ مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاتھ میں تھا۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی۔ دشمن کے دس افراد قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کی طرف سے صرف ایک صحابی شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جنگ میں کامیابی کے بعد مسلمانوں کا لشکر لے کر مدینہ منورہ کے لئے واپس ہوئے اور راستہ میں صلصل نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ کار رہتا تھا کہ ہر سفر کے موقع پر آپ ﷺ قرعہ ڈالتے تھے کہ کون سی زوجہ (ام المومنین) سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ جائیں گی۔ اس دفعہ قرعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام نکلا۔

صلصل نامی مقام پر پڑاؤ کے دوران ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی حاجت کے لئے گئیں اور انکا ہار جو انہوں نے اپنی بہن سے پہننے کے لئے لیا تھا وہ کہیں گر کر کھو گیا جب ان کو احساس ہوا تو وہ فوراً اس جگہ گئیں جہاں وہ ہار کھویا تھا۔ اس دوران وہ لوگ آئے جو خواتین کے ہودج اونٹ پر لادتے تھے انہوں نے سمجھا کہ آپؓ ہودج کے اندر ہیں تو انہوں نے وہ اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیونکہ کم عمر تھیں اس لئے ان لوگوں کو وزن کا بھی احساس نہ ہوا اور قافلہ کی روانگی کا حکم ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب ہار ڈھونڈ کر واپس پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے اور میدان خالی ہے۔ اس خیال سے وہاں ہی بیٹھ گئیں کہ جب انہیں نہ پائیں گے تو واپس ڈھونڈنے آئیں گے۔ اس دوران حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی آنکھ لگ گئی حضرت صفوان بن معطل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ ڈیوٹی تھی کہ جب قافلہ چلا جائے تو پیچھے رہ کر اگر کسی کی کوئی شے رہ جائے وہ اس کو سنبھال لیں۔ انہوں نے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دیکھا تو حیران ہو گئے قریب آئے تو پہچان گئے اور فرمایا! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی اور کہا۔

﴿ انا للّٰہ و انا الیہ را جعو ن ﴾

اس آواز سے ان کی آنکھ کھل گئی۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو پردہ کا حکم آنے سے پہلے دیکھ چکے تھے اس لئے پہچان گئے۔ حضرت صفوان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اونٹنی آپؓ کے قریب بٹھادی اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اونٹنی پر سوار کر دیا۔

حضرت صفوان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے " **انا للّٰہ و انا الیہ را جعون** " کے سوا کچھ نہ کہا اور نہ کچھ پوچھا حضرت بی بی عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اونٹنی پر سوار کر کے نکیل پکڑ کر پیدل چلتے ہوئے قافلے سے آکر مل گئے۔ یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا، قافلہ پڑاؤ ڈال چکا تھا۔ انہیں اس کیفیت میں آتا دیکھ کر اللہ کے دشمن خبیث عبداللہ بن ابی ُ کو بھڑاس نکالنے کا موقعہ مل گیا۔ اس کی چھپی ہوئی نفاق اور حسد کی حسِ جاگ اٹھی۔ اس نے ام المومنینؓ پر تہمت لگادی اور اس کا خوب پروپگنڈا کیا اس کے ساتھی اس کا خوب ساتھ دیتے تھے اور کچھ کمزور ایمان والے بھی اس کی باتوں سے گمراہ ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس صورتحال کی وجہ سے شدید دکھ پہنچا کیونکہ آپؓ کے ایک عزیز مسطح بن اثاثہؓ جن کی حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت مدد کیا کرتے تھے وہ بھی منافقین کی باتوں میں آکر تہمت لگانے والوں میں شامل ہوگئے تھے۔ یہ صورتحال کافی پریشان کن تھی۔

رسول اللہ ﷺ بھی اس صورتحال کی وجہ سے سخت پریشان تھے کیونکہ منافقین کی بہتان درازیاں بہت بڑھ گئیں تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا!

لوگو! ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو میرے اہل خانہ کے بارے میں تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ان کی جانب غلط باتیں منسوب کر رہے ہیں۔ اللہ پاک کی قسم! میں نے ان میں نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور جس شخص کے بارے میں یہ الزام لگاتے ہیں اس میں میں نے ہمیشہ نیکی ہی دیکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس خطاب سے مسلمانوں میں ہلچل مچ گئی اور سب نے دکھ کی اس کیفیت کو محسوس کیا۔ اس واقعہ کو غلط رنگ دینے کا سرغنہ منافق عبداللہ بن ابی ٔ تھا۔ وہاں پر موجود صحابہ کرامؓ نے منافقین کی سازش کو ناکام بناتے ہوئے اس بہتان کی پرزور مذمت کی۔ پھر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی جس میں برأت کی بشارت دی گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرّاً لَّكُم
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ
وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ O

(سورۃ النور۔ 11)

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اُس کو اپنے حق
میں بُرا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے ان میں سے جس شخص نے گناہ کا
جتنا حصہ لیا اُس کیلئے اتنا وبال ہے اور جس نے اُن میں سے اس بہتان کا بڑا

بوجھ اٹھایا ہے اُس کو بڑا عذاب ہوگا۔

ایک آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ارادہ کرلیا کہ اب وہ مسطح بن اثاثہ ؓ کی کبھی مدد نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے بھی منافقین کا ساتھ دیا تھا۔ پھر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

اور جولوگ تم میں صاحبِ فضل (اور صاحبِ) وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ (خیرات) نہیں دیں گے ان کو چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ النور۔ 22)

اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! کیوں نہیں اللہ کی قسم! میں تو اسے پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے۔ اس کے ساتھ آپ ؓ نے وہ خرچہ جو آپ ؓ مسطح ؓ کو دیا کرتے تھے بدستور جاری رکھنے کی قسم کھائی اور فرمایا! اللہ کی قسم! اسے کبھی نہ روکوں گا۔ (بخاری شریف، سیرت ابن ہشام)

6.5 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور جنگ خندق

جنگ خندق جس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں ذو القعدہ 5ھ میں پیش آیا جس میں لشکر اسلام کی تعداد تین ہزار تھی اور دشمنان اسلام کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے جنگ کی حکمت عملی مرتب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں شہر کے اردگرد خندق کھود لینی چاہیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ پسند فرمایا۔ پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری ایک خندق کھودی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دس دس صحابہ کرامؓ کی جماعتیں بنادیں اوران کو کھدائی کی جگہ بتادی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہ کے ہمراہ خندق کی کھدائی میں مشغول رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جبل سلع کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور چاروں طرف نظر دوڑاتے اور مدینہ منورہ میں لوگوں کو پرسکون دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ تھک کر سو گئے حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے گرد پہرا دیتے رہے تا کہ آپ ﷺ کی نیند خراب نہ ہو۔ مشرکین نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا مگر وہ خندق عبور کرنے میں ناکام رہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دئے اور مشرکین جو کئی روز کے محاصرہ سے تنگ آچکے تھے اوران کے پاس کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہوگیا تھا میدان جنگ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

6.6 ۔ صلح حدیبیہ

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ میں رہتے ہوئے چھ سال ہو گئے تھے صحابہ کرامؓ اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) مکہ نہ جا سکے نہ حج عمرہ ادا کر سکے۔ دلی خواہش ہونے کے باوجود حالات کی خرابی کی وجہ سے ممکن نہیں ہو رہا تھا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے خواب دیکھا کہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے خانہ کعبہ کی چابیاں لی ہیں اور صحابہؓ سمیت بیت اللہ کا طواف اور عمرہ کیا۔ پھر کچھ لوگوں نے سر منڈوائے اور کچھ لوگوں نے بال کٹوائے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہؓ کو خواب کی اطلاع دی کیونکہ یہ نبی ﷺ کا خواب تھا اس لئے سب کو بے حد مسرت ہوئی۔ انہوں نے یہ ہی سمجھا کہ اسی سال ہمیں یہ سعادت نصیب ہوگی تو صحابہ کرامؓ نے بھی عمرے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس خواب کی صداقت کی طرف اللہ نے بھی اشارہ فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ج لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَالْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ لا مُحَلِّقِيْنَ
رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لا لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ
تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا o
(سورۃ الفتح ۔ ۲۷)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی نے اپنے رسول کو خواب سچا دکھایا کہ ان شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے (چین کے ساتھ) نڈر ہو کر۔ وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے۔ پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں میسر کی۔

ان آیات کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم اس سال خانہ کعبہ کی زیارت اور عمرہ ادا کرنے کی نیت سے نکلے ہیں۔ ہمارا کسی سے جنگ کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ لیکن اگر قریش ہمیں خانہ کعبہ کی زیارت سے روکیں گے تو پھر ہم ان سے جنگ کریں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس مشورے کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر چلو۔ چنانچہ اسلامی قافلہ نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا۔ دونوں طرف سے مصالحت کا سلسلہ شروع ہوا تو قریش کی طرف سے یکہ بعد دیگرے کئی اشخاص سفیر کے طور پر آئے۔ روایت میں آتا ہے کہ قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی (جو کہ بعد میں اسلام لے آئے تھے) کو بھی اس سلسلہ میں مسلمانوں کی طرف بھیجا۔ عروہ نے سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے ان الفاظ سے گفتگو شروع کی کہ اے محمد (ﷺ) تم نے اوباش لوگوں کی جماعت اپنے ارد گرد جمع کر لی ہے پھر انہیں لے کر آئے ہو کہ اپنے قبیلہ کو ان سے نقصان پہنچاؤ۔ سن لو قریش معہ اپنی عورتوں اور بچوں کے نکل آئے ہیں اور چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں۔ ربِ کعبہ کی قسم انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ تمہیں طاقت

کے زور پر مکہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے۔ اور ربِ کعبہ کی قسم! کل لڑائی کا رخ بدلا تو یہ تمہیں چھوڑ جائیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ کی گفتگو سن کر برہم ہو گئے اور کہا! کیا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گیا ور ایک بہت سخت بات اسے کہی۔ عروہ نے انجان بنتے ہوئے پوچھا کہ یہ شخص جو حد سے بڑھ رہے ہیں کون ہیں۔ عروہ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ عروہ آپؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم ! اگر مجھ پر تمہارا احسان نہ ہوتا تو میں اس سخت کلامی کا جواب دیتا۔ عروہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ احسان تھا کہ زمانہ جاہلیت میں اس کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دس گائیں دی تھیں۔

(سیرت ابن ہشام)

6.6.1 ۔ معاہدہ طے ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کی بے چینی

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں حضور کرام (ﷺ) کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے نبی نہیں ہیں۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ بیشک میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔ پھر میں نے عرض کی کیا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پھر عرض کیا کہ دین پر پھر ہمیں نہیں دبنا چاہیۓ۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ تحقیق میں

اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا وہ میرا مددگار ہے۔ پھر حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کیا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بہت جلد بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں۔ مگر کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا نہیں۔ پھر آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا بیشک تم وہاں جاؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کرو گے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں پھر میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ (رسول اللہ ﷺ) اللہ تعالیٰ کے سچے نبی نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ ہاں۔ (یہ اللہ کے سچے نبی ہیں) پھر میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور دشمن باطل پر۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا! ہاں۔ پھر میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملہ میں کیوں دبیں۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ بے شک وہ اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلم) ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرسکتے اور وہی ان کا مددگار ہے۔ پس ان کا حکم مانو۔ خدا کی قسم! بلاشبہ وہ سچائی پر ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم بیت اللہ جا کر طواف کریں گے۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا۔ ہاں۔ مگر کیا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے۔ میں نے کہا!

نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیا تو پھر تم یقیناً بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی اس حرکت کی تلافی کے لئے بہت سی عبادتیں بطور کفارہ ادا کیں۔ (شامی)

روایات میں ہے کہ صلح نامہ حدیبیہ پر مسلمانوں کی طرف سے گواہ کے طور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی دستخط کئے تھے۔

(بخاری شریف، سیرت ابن ہشام)

صلح حدیبیہ ہونے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں اس قدر لوگ مسلمان ہوئے کہ ابتدئے بعثت سے معاہدہ تک کے مسلمانوں کی تعداد کے برابر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کوئی فتح صلح حدیبیہ کے برابر نہیں تھی لیکن ہماری عقل میں اس بات کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ یہ ایک راز تھا جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھا۔ لیکن بندے جلد باز ہیں اور اللہ تعالیٰ جلد بازی سے پاک ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے حجۃ الوداع میں دیکھا کہ سہیل بن عمروؓ جو اس وقت تک مسلمان ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹ لائے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ان کو نحر کیا اور سہیل بن عمروؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کاٹے۔ میں نے سہیل بن عمروؓ کو دیکھا کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک لیتے ہیں اور اپنے سر اور آنکھوں سے ملتے ہیں اور اس عمل کو

دنیا اور آخرت میں کامیابی کا سبب جانتے ہیں۔ میں سوچتا تھا کہ ایک وہ دن تھا کہ حدیبیہ کے روز صلح نامہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر راضی نہیں ہوتے تھے اور محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (اور آج یہ دن ہے کہ محبت اور عقیدت میں بازی لے جا رہے ہیں۔ سہیل بن عمروؓ صلح حدیبیہ کے وقت کافروں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے تھے۔

6.7 ۔ غزوۃ خیبر

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کا محاصرہ کیا اور جنگ کی تیاری کی تو سب سے پہلا لشکر جو خیبر کے قلعوں کی طرف بھیجا اس کی قیادت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سونپی انہوں نے پہلے معرکہ میں دشمن سے جنگ کی۔ کچھ کھجور کے درخت جنگ کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے کچھ صحابہ کرامؓ نے رائے دی کہ ان کو کاٹ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان درختوں کو نہ کاٹنے کا مشورہ دیا۔

6.8 ۔ سریہ نجد

طبقات ابن سعد میں ایاس بن سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نجد کی طرف روانہ کیا اور انہیں ہم پر امیر مقرر کیا۔ ہم نے ہوازن کے لوگوں پر شب خون مارا، یہ لوگ

وادی القریٰ کی جانب آباد تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے سات افراد کو قتل کیا۔ لشکر کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

(داؤد کتاب الجہاد باب فی البیات: ۲٦۳۸ واسنادہ صحیح۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۹/۹)

6.9 ۔ سریہ بنی فزارہ

امام احمد بن حنبلؒ نے ایاس بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے والد سلمہ بن اکوعؓ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ اس سریہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہمارا امیر مقرر کیا تھا۔ ہم نے رات کو وہاں قیام کیا اور صبح نماز فجر کے بعد ان پر حملہ کر دیا ان کے ساتھ قتال کیا اور ان کو شکست دی۔

(صحیح المسلم کتاب الجہاد باب التنفیل وفداء المسلمین بالاساریٰ؛ ۱۷۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سو صحابہ کے ہمراہ بنو فزارہ کی سرکوبی کے لئے وادی القریٰ بھیجا۔ بنو فزارہ کی قیادت ایک عورت ام قرفہ کر رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دشمن کو شکست دی اور کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئے۔

6.10 ۔ عمرۃ القضا

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کفارِ مکہ سے معاہدہ ہوا تو اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اس سال آپ لوگ عمرہ نہیں کریں گے اگلے سال آ کر کر سکتے ہیں ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوررس نتائج کا سوچتے ہوئے اس شرط کو تسلیم کرلیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی ذو القعدہ کا چاند نظر آیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ جو صحابہؓ پچھلے سال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے اور بغیر عمرہ کئے واپس مدینہ آ گئے تھے سب عمرہ القضاء کے لئے تیار ہو جائیں کوئی بھی پیچھے نہ رہے سوائے جو لوگ فوت ہو گئے۔ ان کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے۔ اس طرح یہ تعداد دو ہزار ہو گئی عورتیں اور بچے ان کے علاوہ تھے۔
(فتح الباری)

حضرت ابوبکر صدیقؓ ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرۃ القضا کرنے گئے تھے۔

6.11 ۔ سریہ ذات السلاسل

جنگ موتہ کے موقع پر جو قبائل رومی لشکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرنے جمع ہوئے تھے۔ ان سے نپٹنے کے لئے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ایک لشکر حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سربراہی میں تین سو صحابہ کرامؓ کے ساتھ تیار کیا۔ مشرکین بنو قضاعہ اطراف کے قبائل کے ساتھ مل کر

مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ اسلامی لشکر کے ساتھ تیس گھوڑے تھے یہ رات کو سفر کرتے تھے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا کہ راستہ میں بلی، عذرہ اور بلقین کے قبائل جو حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے ان کے لوگوں کو جنگ میں شریک کرنے کے لئے دعوت دیں۔ جب وہ دشمن کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کی بہت بڑی تعداد ہے۔ حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت رافع بن مکیث جہنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس مزید کمک کے لئے بھیجا۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قیادت میں مزید دوسو صحابہؓ کی جماعت روانہ کی جن میں بڑے صحابہؓ بھی شامل تھے مثلاً حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور انصار کے کچھ سردار۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے دونوں لشکروں کو مل کر لڑنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوعبید جراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہاں پہنچے تو یہ لشکر بھی اس لشکر میں مل گیا اور نماز کی امامت حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کرائی۔ مزید فوج آ جانے کے بعد حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قضاعہ کے علاقے میں داخل ہو گئے۔ کافی دور تک علاقے کے اندر جا پہنچے تو آخیر میں جا کر دشمن کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی لیکن جب مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ ادھر ادھر بھاگ گئے۔

حضرت عوف بن اشجعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قاصد بنا کر رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھیجا گیا کہ فتح کی خوشخبری آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کو سنا دیں۔ انہوں نے جنگ کی تفصیلات بیان کی اور مسلمانوں کی سلامتی کی اطلاع دی۔

ذات السلاسل وادی القری سے آگے ایک زمین کے حصہ کا نام ہے جن کا فاصلہ مدینہ منورہ سے دس دن کی مسافت پر تھا۔ ابن اسحٰق کے مطابق مسلمان قبیلہ جزام کی سرزمین میں واقع ایک چشمے کا نام سلسل تھا جس کے قریب مسلمان لشکر کا پڑاؤ ہوا تھا۔ (ابن ہشام)

6.12 ۔ سریہ سیف البحر یا مہم خبط

رجب 8ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو تین سو آدمی دے کر جہینہ کے علاقے کی طرف بھیجا جو سمندر کے کنارے مدینہ منورہ سے پانچ روز کے فاصلہ پر تھا۔ ان تین سو مجاہدین میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی شامل تھے۔ اتفاقاً سفر میں سامان رسد ختم ہو گیا اور مجاہدین کو درختوں کے سوکھے پتوں پر گزارہ کرنا پڑا۔ جب وہ ساحل پر پہنچے تو سمندر کی موجوں نے ایک بڑی مچھلی کو کنارے پر ڈال دیا۔ مجاہدین نے نصف ماہ تک اس کے گوشت پر گزارہ کیا اور خوب توانا ہو گئے۔ بنو جہنیہ والے مسلمانوں کا لشکر دیکھ کر ڈر گئے اور مقابلہ پر نہیں آئے۔ مجاہدین کامیابی کے ساتھ واپس آ گئے۔

سیف البحر کے معنی ہیں سمندر کا کنارہ۔ اس لئے اس مہم کو سیف البحر کہا جاتا ہے۔ مہم خبط اس لئے کہا جاتا ہے کہ خبط ایسے پتوں کو کہتے ہیں جو لکڑی وغیرہ سے مار کر گرائے جاتے ہیں۔ چونکہ مجاہدین نے چند دن ایسے سوکھے پتوں پر گزارہ کیا اس لئے یہ سریہ مہم خبط کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس گاؤں میں بنو جہینہ رہتے تھے اس کا نام خبط تھا۔

(خلیفۃ الرسول۔طالب ہاشمی:ص۱۰۲)

6.13 ۔ فتح مکہ

کفار مکہ سے حدیبیہ کے مقام پر جو معاہدہ ہوا تھا اس کی رو سے بنوخزاعہ اور بنوبکر اپنی دشمنیاں فراموش کر کے بنوخزاعہ مسلمانوں کے اور بنوبکر قریش کے حلیف بن گئے تھے۔ بنوبکر کی نیت بگڑ گئی اس کا سردار نوفل بن معاویہ ویلی نے بنوخزاعہ سے بدلہ لینا چاہا۔ قریش مکہ کا فرض تھا کہ وہ بنوبکر کو اس کے ارادوں سے باز رکھتے اور بنوخزاعہ جو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے حلیف تھے۔ ان پر حملہ نہ کرنے دیتے کیونکہ حدیبیہ کی صلح کا معاہدہ دس سال کے لئے ہوا تھا۔ لیکن معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قریش نے بنوبکر کو ہتھیار بھی فراہم کئے اور قریش کے اہم لوگ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابوجہل، سہیل بن عمرو نے بنوبکر کے حملہ میں شرکت بھی کی اور یہ حملہ رات کے وقت اچانک اس وقت ہوا جب بنوخزاعہ سو رہے

تھے۔ انہوں نے بنوخزاعہ کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ وہ اس اچانک حملہ سے گھبرا گئے اور بھاگ کر حرم میں چھپ گئے۔ بدیل بن ورقہ خزاعی کے گھر میں گھس کر اس کا تمام سامان لوٹ لیا۔ جو لوگ حرم میں جان بچانے کے لئے چھپے ہوئے تھے انہیں وہاں جا کر قتل کیا۔ بنوخزاعہ کے بیس یا تیس آدمی مارے گئے۔ بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے کہ بنوبکر اور قریش کی بدعہدی کی رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے شکایت کریں اور اپنے نقصان کے بارے میں بتائیں۔

مکہ میں بنوخزاعہ کے چند مظلوم لوگوں نے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا نام لے کر فریاد کی کہ اے خاتم النبیین (ﷺ) ہماری مدد کیجئے اور فریاد سنئے۔ بنوبکر نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ اس وقت مدینہ میں رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ام المومنین حضرت میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرے میں وضو فرما رہے تھے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے بنوخزاعہ کے جو لوگ فریاد کر رہے تھے ان کے جواب میں لبیک لبیک فرمایا۔ حضرت میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے لبیک کس کے جواب میں فرمایا ہے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اس وقت بنوخزاعہ کے لوگوں کی فریاد میرے کانوں میں آئی ہے جس کا میں نے جواب دیا ہے اہم بات یہ ہے کہ مکہ میں بنوخزاعہ کے لوگوں نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے جواب میں لبیک کی آواز سنی۔

صبح کو رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے فرمایا کہ رات بنوبکر اور قریش نے مل کر بنوخزاعہ کے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کی کہ کیا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا خیال ہے کہ انہوں نے بدعہدی کی ہوگی۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ یقین ہے اور عنقریب اللہ تعالی ان کے بارے میں حکم نازل کرنے والا ہے۔ کئی دن بعد بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم مدینہ پہنچے۔ قریش مکہ اور بنوبکر کی شکایت کی۔

عمرو بن سالم نے اشعار کی صورت میں دہائی دی۔ اس کا ترجمہ یوں ہے۔ اے پروردگار! میں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے ان کے عہد اور ان کے والد کے قدیم عہد کی دہائی دے رہا ہوں۔

آپ لوگ اولاد تھے اور ہم جننے والے تھے (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے آباؤاجداد میں قصیٰ کی بیوی بنوخزاعہ میں سے تھیں) پھر ہم نے تابعداری اختیار کی اور کبھی انکار نہ کیا۔ اللہ آپ کو ہدایت دے آپ ہماری پرزور مدد کیجئے اور اللہ کے بندوں کو بلائیے کہ وہ مدد کو آئیں۔ جن میں اللہ کے رسول (ﷺ) ہونگے ہتھیار پوش اور چڑھتے ہوئے چودھویں کے چاند کی طرح گورے اور خوبصورت۔ اگر ان پر ظلم اور ان کی توہین کی جائے تو ان کا چہرہ تمتما اٹھتا ہے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے لشکر جرار کے اندر تشریف لائیں گے جو جھاگ بھرے سمندر کی طرح تلاطم خیز ہوگا۔ یقیناً قریش نے آپ ﷺ کے عہد کی خلاف ورزی کی ہے آپ ﷺ کا پکا عہد توڑا ہے۔ انہوں نے میرے لئے کداء میں گھات لگائی اور

یہ سمجھا کہ میں کسی کو اپنی مدد کے لئے نہیں پکاروں گا ۔ حالانکہ وہ بڑے ذلیل اور تعداد میں قلیل ہیں ۔ بنو بکر نے رات کو ہم پر حملہ کیا اور ہمیں رکوع وسجود کی حالت میں قتل کیا۔

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! اے عمرو بن سالم تمہاری مدد کی گئی ۔ اس کے بعد آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا دکھا دیا آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ بنو کعب کی مدد کی بشارت دے رہا ہے۔

جب مکہ والوں کو اپنے کرتوتوں کے نتائج کے بارے میں خیال آیا تو انہیں فکر ہوئی اور مشورہ ہوا کہ ابوسفیان کے ساتھ ایک وفد مدینہ جائے اور رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے تجدید عہد کرلیا جائے ۔ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے ابوسفیان کے آنے سے پہلے ہی صحابہ کرامؓ کو بتا دیا کہ اب ابوسفیان آئے گا اور صفائیاں پیش کرے گا تا کہ معاہدہ کی تجدید ہو جائے اور مدت کو بڑھا دیا جائے۔ ابوسفیان مشورہ کے مطابق روانہ ہو کر عسفان پہنچا تو بدیل بن ورقہ سے ملاقات ہوئی۔ بدیل مدینہ سے مکہ واپس آ رہا تھا۔ پوچھا بدیل کہاں سے آ رہے ہو بدیل نے کہا کہ میں ساحل کی وادی میں گیا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ تم محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس نہیں گئے تھے ۔بدیل نے کہا۔ نہیں ۔ مگر جب بدیل مکہ کی طرف روانہ ہو گیا تو ابوسفیان کو شک ہو گیا کہ یہ محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) سے مل کر آ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ اگر مدینہ گیا ہے تو اس نے وہاں اونٹوں کو چارا کھلایا ہو گا۔

مدینہ میں کھجور کی گٹھلی چارے میں دیتے ہیں۔ ابوسفیان ادھر گیا جہاں بدیل نے اونٹ بٹھائے تھے وہاں اس نے اونٹ کی مینگنیاں لے کر توڑی اس میں کھجور کی گٹھلی تھی ابوسفیان نے کہا کہ خدا کی قسم بدیل محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گیا ہے۔

ابوسفیان جب مدینہ پہنچا تو سیدھا اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر گیا۔ ابوسفیان نے رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو انہوں نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا۔ اس پر انہوں نے کہا بیٹی یہ بستر میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا بستر ہے اور آپ ناپاک مشرک ہیں اس لئے آپ اس بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں اس پر انہوں نے کہا کہ میرے بعد تمہیں شر پہنچ گیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جب اس سلسلہ میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ میری پناہ رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں دیکھوں کہ چیونٹیاں تم سے قتال کر رہی ہیں تو میں چیونٹیوں کا ساتھ دوں گا اور ان کی مدد کروں گا۔

مشرکین مکہ کی صلح حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی اور ابوسفیان کے ناکام واپس جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

6.13.1 ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد کا قبولِ اسلام

فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے بوڑھے باپ حضرت ابو قحافہؓ کو لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابو بکر! آپؓ نے ان بزرگ کو گھر پر ہی کیوں نہ رہنے دیا میں خود ان کے پاس آ جاتا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ بجائے اس کے کہ آپ ﷺ چل کر میرے باپ کے پاس آئیں بہتر یہی ہے کہ میرا باپ خود پا پیادہ چل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابو قحافہؓ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور اسلام کی تلقین کی۔ انہیں نے اسلام قبول کر لیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے ان کا سر اور چہرہ سفید تھا۔آپ ﷺ نے خضاب کے لئے ارشاد فرمایا اور تاکید کی کہ سیاہی سے بالکل دور رھنا۔ یعنی سیاہ خضاب ہرگز استعمال نہ کرنا۔ (سیرت ابن ہشام)

علامہ حلبی سیرتِ حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت ابو قحافہؓ اسلام لے آئے تو انحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مبارک باد دی۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا! اگر حضرت ابو طالب اسلام لاتے تو میری آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوتیں۔ فتح مکہ کے روز حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ایک اور اعزاز حاصل ہوا کہ آپؓ کی چار نسلوں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے والد حضرت ابوقحافہ ؓ نے فتح مکہ کے موقع پر جب اسلام قبول کیا اس وقت ان کی عمر نوے سال تھی اور آپ ؓ نے 14ھ میں حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

6.14 ۔ غزوۃ حنین

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مکہ فتح کرنے اور قریش کے مسلمان ہونے کی خبریں آس پاس کے قبائل کو مل رہی تھیں اس میں کمزور قبائل تو مطیع ہو رہے تھے البتہ اکھڑ قبائل ہوازن اور ثقیف جو طائف اور مکہ کے درمیان رہتے تھے۔ اور قریش کے حریف اور مدمقابل سمجھے جاتے تھے۔ ان کو یہ فکر ہوئی کہ مسلمان قریش کے بعد اب ہم پر حملہ آور ہوں گے ۔ بنو ہوازن کے سردار مالک بن عوف نے ہوازن اور بنو ثقیف کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اور ان کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ قبائل نضر، جثم اور سعد بھی شریک ہونے پر آمادہ ہو گئے ۔ مقام اوطاس پر لشکر جمع ہونا شروع ہو گیا۔ یہ حنین کے قریب بنو ہوازن کے علاقے کی ایک وادی ہے لیکن وادی حنین سے الگ ہے ۔ حنین ایک دوسری وادی ہے جو ذوالمجاز کے ساتھ واقع ہے وہاں سے عرفات سے گزرتے ہوئے مکہ کا فاصلہ دس میل ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں جب اس لشکر کے جمع ہونے کی خبر پہنچی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تحقیق کے لئے حضرت عبداللہ بن ابی حدود اسلمی ؓ کو بھیجا کہ وہ جائیں اور ان لوگوں کے اندر جا کر ٹھیک خبر لے کر آئیں۔

انہوں نے آکر بتایا کہ دشمن کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور جنگ کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فوراً جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ دس ہزار مہاجرین اور انصار آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مدینہ سے آئے تھے۔ دو ہزار اہل مکہ سے تیار کئے گئے۔ اس طرح یہ بارہ ہزار کا لشکر تیار ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔

ہفتہ 6/شوال 8ھ /ہجری کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ سے کوچ کیا اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ آئے ہوئے انیسواں دن تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صفوان بن امیہ سے سو (100) زرہیں اور ہتھیار ادھار لئے اور حضرت عتاب بن اسد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔

دوپہر کے وقت ایک سوار نے اطلاع دی کہ میں نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا ہے لگتا ہے بنو ہوازن کے سب لوگ عورتیں بچے اور چوپائے میدان میں آ گئے ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! انشاءاللہ یہ سب مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہوگا۔ رات کو حضرت انس بن ابی مرثد غنوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہرے داری کے فرائض انجام دیے۔ (سنن ابوداؤد)

دشمن کو جب اسلامی لشکر کی آمد کی خبر ملی تو وہ وادئ حنین میں اپنی کمین گاہوں میں چھپ گئے اور لشکر کا انتظار کرنے لگے۔ مسلمان وادی کے پیچیدہ راستوں سے ہو کر نشیب کی طرف اترنے لگے تھے اور صبح کاذب کی تاریکی پھیلی ہوئی

تھی کہ اچانک دشمن مالک بن عوف کے آدمیوں نے کمین گاہوں سے نکل کر مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی اس اچانک پڑنے والی مصیبت اور غیر متوقع حملے کی وجہ سے مسلمان گھبرا گئے اور اہل مکہ سے جو دو ہزار لوگ آئے تھے۔ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وادی کی داہنی طرف تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، حضرت فضل بن حیانؓ ، حضرت ابوسفیان ؓ اور مختصر سی جماعت تھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)اپنے خچر دُلدُل پر سوار تھے ۔ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)اس کی لگام تھامے ہوئے تھے ۔ اس سخت افراتفری کے عالم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)نے پکارا! لوگو! میری طرف آؤ میں عبداللہ کا بیٹا ہوں ۔ اس وقت اس جگہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ چند مہاجرین اور انصار اور اہل خاندان کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اس نازک موقع پر رسول اللہ (ﷺ) کی شجاعت اور استقلال نے مسلمانوں کو کسی قدر ہمت دی۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اردگرد دشمن پوری طاقت سے حملہ آور تھے اور یہ مٹھی بھر صحابہؓ ان سے لڑ رہے تھے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جن کی آواز بہت بلند تھی حکم دیا کہ مسلمانوں کو اس طرف بلاؤ۔ چنانچہ حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہر قبیلہ کا نام لے لے کر آوازیں دینی شروع کر دیں کہ اس طرف آؤ۔ ان کی آواز کو پہچان کر مسلمان اس طرف اس

طرح دوڑے جیسے گائے کے بچھڑے اپنی ماں کی آواز سن کر اس طرف دوڑتے ہیں۔ مگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب صرف سو افراد پہنچ سکے۔ باقی دشمن کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تک نہ پہنچ سکے اور وہاں ہی سے لڑنے لگے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ اکبر کہہ کر دُلدل کو دشمنوں کی طرف بڑھایا اور سو صحابہؓ کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا۔ اپنے سامنے سے دشمن کو بھگا دیا اور ان کے آدمیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سن کر باقی صحابہ کرامؓ نے بھی اللہ اکبر کہہ کر دشمن پر حملے شروع کر دیے اور ذرا سی دیر میں لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ دشمن کو بری طرح شکست ہوئی اس لڑائی میں مسلمانوں کو مشرکین اہل مکہ کی وجہ سے جو لشکر میں شریک تھے شروع میں پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے خود بھاگ کر دوسری نو مسلم قوموں کے پاؤں بھی ڈگمگا دیئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس مشکل صورتِ حال میں استقامت اور بہادری سے صورتِ حال کو قابو میں کیا۔

جب میدان میں گھمسان کا رن پڑ رہا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر دشمن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْه (چہرے بگڑ جائیں)

یہ مٹھی بھر مٹی اس طرح پھیلی کہ دشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا کہ اس کی آنکھ میں یہ مٹی نہ گئی ہو۔ اس کے بعد ان کی قوت ٹوٹتی چلی گئی اور وہ شکست سے دوچار

ہوئے۔ بنو ثقیف کے ستر آدمی مارے گئے۔ ان کے مال ہتھیار عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

اس بارے میں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ نَصَرَ كُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ○ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○

(سورۃ التوبہ: 25 ۔ 26)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے (۲۵)

پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا (۲۶)

دشمن کی فوج کا سپہ سالار مالک بن عوف میدان سے فرار ہو کر طائف کی طرف چلا گیا۔ وہاں کے سرداروں نے اسے محفوظ مقام پر چھپا لیا۔

ان کا ایک گروہ میدان چھوڑ کر مقام اوطاس میں جمع ہوا ایک گروہ بھاگ کر مقام نخلہ میں چھپ گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دستہ ان کے تعاقب کے لئے بھیجا۔ وہاں ان سے جھڑپ بھی ہوئی اس میں حضرت ابو عامر اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہو گئے۔

دوسری جماعت نخلہ کی طرف بھاگنے والوں کے تعاقب میں گئی اور وہاں حضرت ربیعہ بن رفیع نے درید بن صمہ کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے ہر مقام پر دشمن کو شکست دے کر بھگا دیا اور مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام جنگی قیدی اور مالِ غنیمت کو مقام جعرانہ میں جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت مسعود بن عمر غفاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس کی حفاظت پر مقرر کیا۔

اس لڑائی میں چھ ہزار قیدی، چوبیس (24000) ہزار اونٹ اور چالیس ہزار (44000) سے زیادہ بھیڑیں اور بکریاں چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ جنگ جنگِ حنین کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمان شہداء کی تعداد چار تھی۔ جنگ کے بعد بنو ثقیف کے لوگ طائف میں جمع ہو گئے اور اہلِ طائف ان کے ہمدرد بن گئے تھے۔

6.15 ۔ غزوۃ طائف

اس غزوہ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابوبکر ؓ بھی شریک تھے۔ ان کے ایک تیر لگا جو زخم بن گیا اور بہت عرصہ تک رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اسی زخم کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے مشورہ سے طائف کی فتح کے بعد حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کو امیر مقرر کیا حالانکہ وہ ابھی کم عمر تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا کہ ان میں سب سے زیادہ قرآن سیکھنے اور دین کا علم سیکھنے کا شوق ہے۔

6.16 ۔ غزوہ تبوک

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں تیس ہزار کا بڑا لشکر شام کی طرف رومیوں سے قتال کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ تمام لشکر ثنیۃ الوداع کے پاس جمع ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے امراء اور قائدین کو منتخب کیا اور کے ہاتھ میں پرچم اور جھنڈے دئے ان میں سب سے بڑا پرچم حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو عطا فرمایا۔ اس جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے گھر کا تمام سامان جنگ کے عطیہ میں دے دیا تھا۔

(مدارج النبوۃ ج۲ ص۳۴۹، تلقیح فھوم اھل الاثر لابن جوزی، باب تسمیۃ المشھورین بالذکر من اصحاب رسول اللہ۔ الخ ص۴۷، تاریخ مدینۃ دمشق ج۲ ص۳۶)

6.16.1 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایمان افروز خواہش

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں! میں غزوۃ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک دفعہ آدھی رات کو میں اٹھا تو میں نے لشکر میں ایک جانب روشنی دیکھی۔ میں صورت حال معلوم کرنے کے لئے اس طرف گیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود ہیں اور حضرت عبداللہ ذوالبجادین مزنیؓ انتقال کر گئے ہیں اور صحابہ کرامؓ نے ان کی قبر کھودی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس (یعنی خود) قبر میں اترے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ان کو قبر میں اتارنے میں مدد کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو قریب کر دو۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھا کر نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میت کو پہلو کے بل کر دیا۔ اور فرمایا! **اللّٰھم انی امیت راضیاعنه فارض عنه** یعنی اے اللہ! میں اس آخری رات تک اس سے راضی تھا، تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ روح پرور منظر دیکھ کر اپنے ایمان افروز جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

واللّٰه لوددت انی صاحب الحفرة

یعنی اللہ کی قسم! میری یہ خواہش ہے کہ اس قبر میں عبداللہ ذوالبجادینؓ کی جگہ میں ہوتا۔

(المعجم الاوسط من اسمہ سعدۃ حدیث ۹۱۱۱ ج ۶ ص ۳۷۱،

حلیۃ الاولیاء حدیث ۳۷۲ ج ۱ ص ۱۶۹)

6.17 ۔ امیر حج

سرورِ کائنات ﷺ نے 9ھ میں مناسک حج قائم کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امیر حج بنا کر مکہ بھیجا۔ ان کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ ؓ بھی تھے۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ مدینہ سے تین سو صحابہؓ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دس بدنے (یعنی اونٹ) روانہ کئے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی کو مقرر کیا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ خود اپنی طرف سے پانچ بدنے لے کر گئے تھے۔

(طبقات ابن سعد)

بقول ابن اسحٰق کے حضرت ابوبکرؓ روانہ ہوئے تو ان کے بعد سورۃ برأۃ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جس میں مشرکین سے کئے گئے معاہدوں پر برابری کی بنیاد پر ختم کرنے کا حکم آیا تھا۔ اس حکم کے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت علی ؓ کو روانہ کیا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کا اعلان کریں۔ ایسا اس لئے کرنا پڑا کیونکہ خون و مال کے عہد و پیمان کے سلسلہ میں عرب کا یہ دستور تھا کہ آدمی یا تو خود اعلان کرے یا اپنے خاندان کے کسی فرد سے اعلان کرائے۔ خاندان کے باہر سے کسی آدمی کا کیا ہوا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔

ابنِ سعد کے مطابق جب حضرت ابوبکرؓ مقام العرج پہنچے تو حضرت علیؓ جو رسول اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی " عضباء " پر سوار ہو کے ذوالخلیفہ کے قریب اس

مقام پر پہنچے جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ پہنچے ہوئے تھے، حضرت علیؓ نے بتایا کہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ برأۃ پڑھ کر سنانے کے لئے بھیجا ہے اور جن لوگوں کے ساتھ جو عہد ہے ان کا عہد واپس کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنا کر بھیجا ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا! امیر آپؓ ہی رہیں گے میں صرف سورۃ برأۃ کا اعلان کروں گا۔

مکہ پہنچ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کروایا۔ خطبہ پڑھا اور مناسکِ حج کی تعلیم دی پھر یوم النحر میں حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق جس کے ساتھ عہد تھا اس کا عہد واپس لینے کا اعلان کیا اور کہا! اے لوگوں! کوئی کافر جنت میں نہیں جائے گا اور اس سال کے بعد کوئی کافر ومشرک حج نہیں کر سکے گا۔ نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا جس کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقررہ مدت کے لئے ہے وہ عہد باقی رہے گا۔

(طبقات ابن سعد)

اس کے بعد حضرت علیؓ نے سورہ برأۃ کی 37-1 آیات پڑھ کر سنائیں۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ (1)فَسِيحُواْ فِي الأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُواْ أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ (2)وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُولُهُ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُواْ أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِىْ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (3)إِلاَّ الَّذِيْنَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئاً وَلَمْ يُظَاهِرُواْ عَلَيْكُمْ أَحداً فَأَتِمُّواْ إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (4)فَإِذَا انسَلَخَ الأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُواْ الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُواْ لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَخَلُّواْ سَبِيْلَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ (5)وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلاَمَ اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لاَّ يَعْلَمُونَ(6) كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِندَ اللّٰهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلاَّ الَّذِيْنَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُواْ لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُواْ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (7)كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لاَ يَرْقُبُواْ فِيْكُمْ إِلاًّ وَلاَ ذِمَّةً يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَى قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ (8)اشْتَرَوْاْ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَناً قَلِيْلاً فَصَدُّواْ عَن سَبِيْلِهِ إِنَّهُمْ سَاء مَا كَانُواْ

يَعْمَلُونَ (9)لاَ يَرْقُبُونَ فِيْ مُؤْمِنٍ إِلاًّ وَلاَ ذِمَّةً وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ (10)فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِيْ الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (11)وَإِن نَّكَثُواْ أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُواْ فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُواْ أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لاَ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ (12)أَلاَ تُقَاتِلُونَ قَوْماً نَّكَثُواْ أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّواْ بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَؤُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤُمِنِيْنَ (13) قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ (14)وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ بِمَا تَعْمَلُونَ (16)مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَن يَعْمُرُواْ مَسَاجِدَ اللّٰه شَاهِدِيْنَ عَلَى أَنفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُوْلَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِيْ النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ (17)إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللّٰهَ فَعَسَى أُوْلَئِكَ أَن يَكُونُواْ مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (18)أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يَسْتَوُونَ عِندَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ

لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (19)الَّذِينَ آمَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللّهِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (20) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ (21)خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً إِنَّ اللّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (22)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ آبَاءكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاء إَنِ اسْتَحَبُّواْ الْكُفْرَ عَلَى الإِيمَانِ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (23)قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (24)لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ (25)ثُمَّ أَنَزلَ اللّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُوداً لَّمْ تَرَوْهَا وَعذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَذَلِكَ جَزَاء الْكَافِرِينَ 26) ثُمَّ يَتُوبُ اللّهُ مِن بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَن

يَشَاءُ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (27)يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُواْ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاء إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (28)قَاتِلُواْ الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِيْنُونَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُواْ الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ (29)وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذَلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (30)اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَـهاً وَاحِداً لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ(31) يُرِيْدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّٰه بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (32)هُوَ الَّذِىْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (33)يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِنَّ كَثِيْراً مِّنَ الأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ

عَن سَبِيلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُونَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ (34)يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَـذَا مَا كَنَزْتُمْ لأَنفُسِكُمْ فَذُوقُواْ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ (35)إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتَابِ اللّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَات وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُواْ فِيْهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (36) إِنَّمَا النَّسِيْءُ زِيَادَةٌ فِيْ الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ يُحِلِّونَهُ عَاماً وَيُحَرِّمُونَهُ عَاماً لِّيُوَاطِؤُواْ عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّهُ فَيُحِلُّواْ مَا حَرَّمَ اللّهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللّهُ لاَ يَهْدِيْ الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ(37) (سورہ التوبہ: ۳۷ ۔ ۱)

ترجمہ: (اے اہلِ اسلام! اب) اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے مشرکوں سے جن سے تم نے عہد کر رکھا تھا بیزاری (اور جنگ کی تیاری) ہے۔۱۔ تو (مشرکو! تم) زمین میں چار مہینے چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اور یہ بھی کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔۲۔ اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا

رسول بھی (ان سے دستبردار ہے) پس اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر نہ مانو (اور اللہ سے مقابلہ کرو) تو جان رکھو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکو گے، اور (اے پیغمبر!) کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔۳۔ البتہ جن مشرکوں کیساتھ تم نے عہد کیا ہو اور انہوں نے تمہارا کسی طرح کا قصور نہ کیا ہو اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی ہو تو جس مدت تک اُن کیساتھ عہد کیا ہو اُسے پورا کرو (کہ) اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔۴۔ جب عزت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ پر اُن کی تاک میں بیٹھے رہو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو اُن کی راہ چھوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۵۔ اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اُس کو پناہ دو یہاں تک کہ کلامِ الٰہی سننے لگے پھر اُس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو اس لئے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں۔ بھلا مشرکوں کیلئے (جنہوں نے عہد توڑ ڈالا) اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیونکر (قائم) رہ سکتا ہے، ہاں جن لوگوں کیساتھ تم نے مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ (اپنے عہد پر) قائم رہیں تو تم بھی اپنے قول و اقرار (پر) قائم رہو بیشک اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے۔۷۔ (بھلا ان سے عہد) کیونکر (پورا کیا جائے جب اُن کا یہ حال ہے) کہ اگر تم پر غلبہ پا لیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا۔ یہ منہ سے تو تمہیں خوش کر دیتے ہیں لیکن اُن کے دل (ان باتوں کو) قبول نہیں کرتے اور ان میں اکثر نافرمان ہیں۔۸۔ یہ اللہ کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے اور لوگوں کو اللہ کے رستے سے روکتے ہیں کچھ شک نہیں کہ جو کام یہ کرتے ہیں بُرے ہیں۔۹۔ یہ لوگ کسی مومن

کے حق میں نہ تو رشتہ داری کا پاس کرتے ہیں نہ عہد کا اور یہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔۱۰۔ اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور سمجھنے والے لوگوں کیلئے ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔۱۱۔ اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں عجب نہیں کہ اپنی حرکات سے باز آ جائیں۔۱۲۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر (الٰہی) کے جلاوطن کرنے کا عزمِ مصمم کرلیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتداء کی کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ ڈرنے کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔۱۳۔ ان سے (خوب) لڑو اللہ اُن کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور رُسوا کرے گا اور تم کو اُن پر غلبہ دے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا بخشے گا۔۱۴۔ اور ان کے دلوں سے غصہ دُور کرے گا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا اور اللہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔۱۵۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ (بے آزمائش) چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی تو اللہ نے ایسے لوگوں کو متمیّز کیا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیئے اور اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دِلی دوست نہیں بنایا اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔۱۶۔ مشرکوں کو زیبا نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جب کہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں، ان لوگوں کے سب اعمال بیکار ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔۱۷۔ اللہ کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ

دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں (داخل) ہوں ۔۱۸۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اُس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔۱۹۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے اللہ کے ہاں اُن کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں ۔۲۰۔ اُن کا رب اُن کو اپنی رحمت کی اور خوشنودی کی اور جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں اُن کیلئے نعمت ہائے جاودانی ہے ۔۲۱۔ (اور وہ) ان میں ابدالآباد رہیں گے، کچھ شک نہیں کہ اللہ کے ہاں بڑا صِلہ (تیار) ہے ۔۲۲۔ اے اہلِ ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو اُن سے دوستی نہ رکھو اور جو اُن سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں ۔۲۳۔ کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔۲۴۔ اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہیں مدد دی ہے اور (جنگِ) حنین کے دن جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر ناز تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے ۔۲۵۔ پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی

طرف سے تسکین نازل فرمائی (اور تمہاری مدد کیلئے فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (آسمان سے) اُتارے اور کافروں کو عذاب دیا اور کفر کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔۲۶۔ پھر اللہ اس کے بعد جس پر چاہے مہربانی سے توجہ فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔۲۷۔ مومنو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ کے پاس نہ جانے پائیں اور اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہو تو اللہ چاہے گا تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا بیشک اللہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔۲۸۔ جو لوگ اہلِ کتاب میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔۲۹۔ اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ اُن کے منہ کی باتیں ہیں، پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی اُنہیں کی ریس کرنے لگے ہیں، اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔۳۰۔ انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابنِ مریم کو اللہ کے سوا معبود بنالیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اُسکے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔۳۱۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کئے بغیر رہنے کا نہیں۔ اگرچہ کافروں کو بُرا ہی لگے۔۳۲۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔۳۳۔ مومنو! (اہلِ کتاب کے)

بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) اللہ کے رستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے اُن کو اس دن کے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔۳۴۔ جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اُس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔۳۵۔ اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کتابِ الٰہی میں (سال کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں اُن میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔ یہی دین کا سیدھا رستہ ہے تو ان مہینوں میں (قتالِ ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیز گاروں کیساتھ ہے۔۳۶۔ امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرنا ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں، ایک سال تو اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام، تاکہ ادب کے مہینوں کی جو اللہ نے مقرر کئے ہیں گنتی پوری کرلیں اور جو اللہ نے منع کیا ہے اس کو جائز کرلیں۔ ان کے بُرے اعمال ان کو بھلے دکھائی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔۳۷۔

6.18 ۔ حجۃ الوداع

رسول اللہ ﷺ نے 10 ھ میں حج ادا کیا وہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ اسے حجۃ الاسلام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ حج فرض ہونے کے بعد یہ آپ ﷺ کا پہلا حج تھا۔ اور اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد آپ ﷺ نے کوئی حج نہیں کیا۔

حجۃ البلاغ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے احکامات کی تعلیم دی اور عملاً کر کے دکھا دیا۔ اس کو حجۃ التمام اور حجۃ الکمال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر آیت (الیوم اکملت لکم) نازل ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے جب حج کا ارادہ کیا تو لوگوں کو بتا دیا کہ اس سال میں حج کرنے جا رہا ہوں۔ جب لوگوں نے سنا تو ہر ایک کی کوشش تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کو جائے۔ آس پاس کے قبائل کے لوگ بھی مدینہ منورہ آ کر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ آپ (ﷺ) کے ساتھ حج کے سفر میں جانے کے لئے جس کی جیسی استطاعت تھی اس نے تیاری کر لی۔ کچھ پیدل اور کچھ سوار تھے۔ ان دنوں مدینہ میں چیچک کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے کچھ لوگ بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس سفر میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

سفر کی منازل طے کرتے ہوئے ذی طول کے مقام پر پہنچے تو اس مقام پر فجر کی نماز ادا کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ وہ اونٹ جس پر میرے سفر کا سامان ہے آپ ﷺ کے کھانے پینے کا سامان بھی اس پر لادھ دوں۔ سرورِ کائنات ﷺ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور فرمایا! آٹا، ستّو، کھجور اور دیگر سامان ترتیب سے لادھا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسی طرح سے کیا اور ایک غلام کو اس پر سوار کر دیا۔ راستے میں ایک جگہ غلام نے اونٹ کو ایک جگہ بٹھا دیا اور سو گیا۔ جب اٹھا تو دیکھا کہ اونٹ غائب تھا غلام پکارتا ہوا اونٹ کو تلاش کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ مقام جرح پر اترے، ظہر کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے غلام کا انتظار کرنے لگے۔ جب غلام پہنچا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ اونٹ کہاں ہے تو اس نے بتایا کہ وہ گم ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اٹھے اور اس کو مارنے لگے، حضور اکرم ﷺ یہ دیکھ کر مسکرانے لگے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کی فکر میں یہ بھی بھول گئے کہ وہ احرام میں ہیں۔

(مسند احمدؒ)

روایات میں آتا ہے کہ بنی سالم سے آل فضلہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامان کا اونٹ گم ہوا ہے تو وہ کھجور، پنیر اور کھانے کا تیل لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! آؤ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پاکیزہ غذا بھیج دی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ ایک اونٹ پر کھانے پینے کا سامان لادھ کرلائے کہ آپ ﷺ کا اونٹ گم ہو گیا ہے اس کے بدلے میں آپ ﷺ اسے قبول فرما لیجئے۔ اسی دوران حضرت صفوان بن معقلؓ گمشدہ اونٹ کو تلاش کر کے لے آئے اور انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ (معارج النبوۃ)

7.0 ۔ حضور اکرم ﷺ کا وصال مبارک

7.1 ۔ پس منظر

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا! اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا۔ لیکن اس بندے نے آخرت کو ترجیح دی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور اکرم ﷺ کے اس جملہ کا مفہوم سمجھ گئے کہ اس سے مراد خود حضور اکرم ﷺ ہیں، چنانچہ آپؓ رونے لگے اور فرمایا! نہیں نہیں رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آپ ﷺ پر قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکر! سہولت سے کام لو اور پھر فرمایا!

یہ جو لوگوں کے گھروں کے دروازے مسجد میں کھل رہے ہیں سب کو بند کر دو سوائے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے کیونکہ میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو دستِ بازو بن کر صحبت نشین ہونے کے اعتبار سے ان (حضرت ابوبکر صدیقؓ) سے افضل ہو۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو اللہ کا آخری پیغام پہنچانے کی جو ذمہ داری ملی تھی وہ اپنی تکمیل کو پہنچ چکی تھی۔ پورے عرب کی باگ ڈور اب مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گفتگو اور عمل میں بھی کچھ ایسی باتیں نمایاں ہونے لگیں کہ جیسے اب وہ ان سے جدا ہونے والے ہیں۔ اس کی ایک مثال۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رمضان 10 ھ ہجری میں بیس دن کا اعتکاف کیا جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! کہ جبریل علیہ سلام نے دو بار قرآن کا دور کرایا جبکہ ہر سال ایک بار کراتے تھے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا! مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے بعد اپنے اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی نہ مل سکوں۔

جمرہ عقبہ کے پاس فرمایا! مجھ سے حج کے اعمال سیکھ لو کیونکہ اس سال کے بعد غالباً حج نہ کر سکوں۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایام تشریق کے وسط میں سورۃ النصر نازل ہوئی اور اس سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سمجھ لیا کہ اب دنیا سے روانگی کا وقت آن پہنچا ہے اور یہ موت کی اطلاع ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ماہِ صفر کے شروع 11 ھ ہجری میں دامنِ احد میں تشریف لے گئے اور شہداء کے لئے دعا فرمائی گویا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) زندوں اور مردوں دونوں سے رخصت ہو رہے ہوں واپس آ کر آپ (صلی

اللہ علیہ وسلم) منبر پر گئے اور فرمایا! تمہارے کارواں کا امیر ہوں اور تم پر گواہ ہوں ۔ بخدا میں اس وقت اپنا حوض (حوض کوثر) دیکھ رہا ہوں ۔ مجھے زمین اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور بخدا مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ اندیشہ اس کا ہے کہ دنیا طلبی میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرو گے ۔ (صحیح بخاری)

ایک روز نصف رات کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت البقیع تشریف لے گئے اور اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کی اور فرمایا ۔

اے قبر والو! تم پر سلام ۔ لوگ جس حال میں ہیں اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو ۔ فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے پیچھے ایک چلے آرہے ہیں اور بعد والا پہلے سے برا ہے ۔ اس کے بعد اہل قبور کو بشارت دی کہ ہم بھی تم سے ملنے آرہے ہیں ۔

7.2 ۔ مرض کی ابتداء

29 صفر 11ھ ہجری پیر کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک جنازے کے ساتھ جنت البقیع میں تشریف لے گئے واپسی پر راستہ میں ہی سے سر میں درد شروع ہو گیا اور تیز بخار کی کیفیت ہو گئی ۔ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرض کا آغاز تھا اسی حالتِ مرض میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے گیارہ روز نمازیں پڑھائیں ۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سر پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی میں نے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ رکھا تو بخار کی تپش سے اس پر بھی گرمی کے آثار محسوس ہوئے۔ اس پر میں نے کہا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قدر شدید بخار کسی کا نہیں دیکھا جس قدر شدید بخار میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مبتلا ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسی طرح ہمارا اجر بھی زیادہ ہوگا۔ لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء پر آئی ہیں پھر صالحین پر۔ (شامی)

ابنِ سعد نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور بیہقی نے محمد بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیماری کا آغاز بدھ کو ہوا اور وفات تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کل تیرہ روز بیمار رہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جب بیماری شروع ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ام المومنین حضرت میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر پر مقیم تھے۔ اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پاس سات دن تک رہے جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرض نے شدت اختیار کی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرے میں تشریف لانے کی خواہش ظاہر کی۔ ان کی باری آنے کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بقیہ دن ان کے حجرے میں گزرے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر سے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر تک حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت فضل بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سہارا دے کر لائے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) معوذات اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سیکھ کر حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دم کرتی رہیں اور برکت کی امید میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم مبارک پر پھیرتی رہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مرض الموت میں فرمایا! کہ اسی زہر کا اثر ہے جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب بیمار ہوتے تو یہ دعا پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرتے تھے اور اپنے جسم پر پھیر لیتے تھے۔

اَذْھِبِ الْبَأَسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَأءَ
اَلَّا شِفَأ ءُ کَ شِفَأ ءً لَّا یُغَا دِرُ سَقَماً

’’اے انسانوں کے پالنے والے تکلیف کو دور فرما دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے اور اسی شفا کا نام شفا ہے جو تو عطا فرماتا ہے۔ ایسی صحت عطا فرما کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے‘‘۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

وفات سے پانچ دن پہلے بروز بدھ جسم کی حرارت میں بہت شدت آ گئی جس کی وجہ سے بہت تکلیف محسوس ہونے لگی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزے پانی بہاؤ تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر وصیت کر سکوں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک برتن میں بٹھا دیا گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اوپر اتنا پانی ڈالا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بس بس کہنے لگے۔

اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کچھ بہتر محسوس کیا تو مسجد تشریف لے گئے اور سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔ صحابہ کرامؓ ارد گرد جمع تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! یہود و نصاری پر لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد گاہ بنا دیا۔

پھر فرمایا! تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔

(موطا امام مالکؒ)

7.3 ۔ رسول اللہ ﷺ کا قصاص کیلئے پیش ہونا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قصاص کیلئے پیش کر دیا اور فرمایا میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو تو وہ میری پیٹھ حاضر ہے بدلہ لے لے۔ کسی کو بے عزت کیا ہو تو وہ میری بے عزتی کر کے بدلہ لے لے۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ میرے تین درہم ہیں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت فضل بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ انہیں ادا کردو۔ اس کے بعد انصار کے بارے میں وصیت فرمائی۔

اور فرمایا! میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے قلب وجگر ہیں۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کردی مگران کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا ان کے نیکوکار سے قبول کرنا اور خطا کار کو درگزر کرنا۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! لوگ بڑھتے جائیں گے انصار گھٹتے جائیں گے یہاں تک کہ کھانے میں نمک کی طرح ہوجائیں گے لہٰذا! تمہارا جو آدمی کسی نفع اور نقصان پہنچانے والے کام کا ولی ہو تو وہ ان کے نیکوکاروں سے قبول کرے اور خطا کاروں سے درگزر کرے۔

(صحیح بخاری)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ وہ یا تو دنیا کی چمک دمک اور زیب وزینت میں سے جو کچھ چاہے اللہ اسے دیدے گا یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کرے تو اس بندے نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کیا۔

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رونے لگے اور کہنے لگے۔ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان۔ اس پر ہمیں تعجب ہوا کہ اس بوڑھے آدمی کو دیکھو۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک بندے کی بات بتارہے ہیں تو یہ کہہ رہے ہیں

میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان (لیکن چند دنوں بعد واضح ہوا کہ) جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم سب سے زیادہ صاحب علم تھے۔

(صحیح بخاری)

پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! مجھ پر رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ صاحب احسان ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیل بناتا لیکن (ان کے ساتھ) اسلام کی اخوت اور محبت کا تعلق ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے لازماً بند کر دیا جائے سوائے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دروازے کے۔ شروع میں بعض گھروں کے دروازے مسجد کے اندر کھلتے تھے۔ (صحیح بخاری)

وفات کے چار روز قبل تکلیف کی حالت میں فرمایا۔ لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو گے اس وقت گھر میں کئی لوگ موجود تھے جن میں حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی تھے انہوں نے کہا! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس وقت تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس قرآن ہے اور اللہ کی یہ کتاب ہمارے لئے کافی ہے اس کے بعد گھر میں موجود لوگوں میں اختلاف ہو گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے پاس سے

اٹھ جاؤ۔ (صحیح بخاری)

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین وصیتیں فرمائیں۔

(1) یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔

(2) وفود کا اسی طرح احترام و استقبال کرنا جس طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کرتے تھے۔

(3) راوی نے کہا کہ تیسری بات یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ تھی کہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا یا لشکرِ اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو روانہ کرنے کی وصیت یا لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت تھی۔

بعض روایات میں ان کے علاوہ بھی کچھ وصیتوں کا ذکر آیا ہے جن میں:

☆ قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانیت

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی وصیت

☆ انصار کے ساتھ خیر کی وصیت

☆ آپ ﷺ نے واضح فرمایا! کہ اب مبشرات نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی ہیں۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مرض کی شدت کے باوجود اس دن تک یعنی وفات سے چار دن پہلے جمعرات تک تمام نمازیں خود ہی پڑھاتے رہے تھے۔ اُس روز بھی مغرب کی نماز آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہی پڑھائی اور سورۃ والمرسلاتِ عرفاً پڑھی ۔ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آخری نماز تھی جو کہ جماعت کے ساتھ پڑھی گئی تھی۔ (صحیح بخاری)

7.4 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت

عشاء کے وقت مرض اتنا بڑھ گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مسجد جانے کی ہمت نہ ہو سکی ۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا لوگوں نے نماز پڑھ لی ۔ ہم نے کہا۔ نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتظار کر رہے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! غسل کا برتن لاؤ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غسل کیا اور اس کے بعد اٹھنا چاہا لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غشی طاری ہو گئی ۔ پھر افاقہ ہوا تو دریافت کیا۔ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتظار کر رہے ہیں ۔ اس کے بعد دوبارہ اور تیسری بار ایسا ہی ہوا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غشی طاری ہو گئی ۔ بالآخر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کہلا بھیجا کہ نماز پڑھائیں ۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے باقی ایام میں نمازیں پڑھائیں ۔ ان کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات میں پڑھائی جانے والی نمازوں کی تعداد سترہ (۱۷) ہے۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طبعیت کو جانتے ہوئے فرمایا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی اور سے کہہ دیں کہ نماز پڑھا دیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سختی سے

فرمایا کہ (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔
(صحیح بخاری)

ہفتہ یا اتوار کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دو افراد کے سہارے سے ظہر کی نماز میں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نماز پڑھا رہے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اشارہ سے فرمایا کھڑے رہیں۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے بائیں طرف بیٹھ گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقتدا کر رہے تھے اور جماعت والے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی۔ وصال سے ایک دن پہلے اتوار کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیے۔ گھر میں سات دینار تھے وہ صدقہ کر دیے۔ اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ کر دیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے پڑوس سے رات کو چراغ جلانے کے لئے تیل ادھار لیا۔

7.5 ۔ مقامِ سنح میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی رہائشگاہ

رسول اللہ ﷺ کے مرض میں بظاہر بہتری دکھائی دی تو رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے آپ ؓ اپنی بیوی حضرت حبیبہ بنت خارجہ بن زہیر کے پاس مقام سنح میں اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابی شہبۃ)

7.6 ۔ حیاتِ مبارکہ کا آخری دن

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ پیر کے روز مسلمان فجر میں مصروف تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امامت فرما رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور صحابہ کرامؓ جو صفیں باندھے نماز میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر نظر ڈالی اور تبسم فرمایا۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پیچھے ہٹنے کی کوشش کرنے لگے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آ کر نماز پڑھائیں لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اشارے سے فرمایا کہ نماز پوری کرو پھر حجرے کا پردہ گر گیا۔ مسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ لگتا تھا کہ نماز توڑ کر مزاج پرسی کرنے لگیں گے۔ (صحیح بخاری)

اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔

7.7 ۔ رسول اللہ ﷺ پر نزع کا وقت

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر پھر نزع کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا! اللہ کی نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے گھر پر میری باری کے دن میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے وقت

اللہ تعالیٰ نے میرا لعاب اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لعاب اکٹھا کر دیا۔

ہوا یوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تشریف لائے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں میں سمجھ گئی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا لے لوں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اشارے سے فرمایا۔ ہاں میں نے مسواک لے کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سخت محسوس ہوئی میں نے کہا! اسے نرم کر دوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں۔ میں نے اپنے دانتوں سے مسواک نرم کر دی اور پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اچھی طرح مسواک کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کٹورے میں پانی تھا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر ملتے تھے اور فرماتے

"لا الہ الا اللّٰہ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

موت کی سختیاں ہیں۔ (صحیح بخاری)

مسواک سے فارغ ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہاتھ کی انگلی اٹھائی اور نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں میں کچھ حرکت ہوئی حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کان لگا کر سنا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما رہے تھے۔

مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ
وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيْقاً O

(سورۃ النساء ۔ 69)

(اللّٰهم اغفرلی و ارحمنی و الحقنی بالرفیق الاعلیٰ)

''ان انبیاء صدیقین، شہدا اور صالحین کے ہمراہ جن پر تو نے انعام کیا اے اللہ! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے ۔اے اللہ! رفیق اعلیٰ''

یہ فقرہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین بار فرمایا اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

" انا للّٰہ و انا الیه رٰجعون "

یہ واقعہ 12 ربیع الاول 11ھ بروز پیر کو چاشت کے وقت ہوا۔ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمرِ مبارک تریسٹھ (63) سال ہو چکی تھی۔

وفات کے وقت آپ ﷺ نے نہ درہم و دینار چھوڑے اور نہ لونڈی و غلام۔ صرف ایک سفید خچر اور ہتھیار چھوڑے۔ اس کے علاوہ ایک زمین جسے امت کے لئے صدقہ کر دیا۔ وفات کے وقت آپ ﷺ کی زرہ تیس صاع جو کے بدلے میں ایک یہودی کے پاس رکھی ہوئی تھی۔

(صحیح البخاری: ۴۴۶۱، ۴۴۶۷)

7.8 ۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کی خبر سے صحابہ کرامؓ کو ایسا نا قابلِ برداشت صدمہ ہوا کہ وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ عقلیں گم ہو گئیں آوازیں بند ہو گئیں۔ لوگ حیران و پریشان تھے کچھ لوگ جنگل کی طرف نکل گئے کوئی جہاں تھا وہیں بیٹھا رہ گیا۔ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر سکتہ طاری ہو گیا وہ آتے جاتے تھے لیکن کوئی بات نہیں کر پا رہے تھے۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیٹھ گئے ان میں ہلنے کی سکت نہ رہی ۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وصال ہو گیا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ تاریک دن ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی قیام گاہ سنخ سے گھوڑے پر سوار آئے اور اتر کر سیدھے مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات نہیں کی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرے میں گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچے۔ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) یمنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ۔

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو موت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقدر میں تھی وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر طاری ہوگئی۔ زندگی میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اچھے رہے اور موت بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خوشی سے قبول کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات پر وہ چیزیں منقطع ہوگئی جو انبیاء میں سے کسی کی وفات پر منقطع نہ ہوئی۔

(یعنی نبوت)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تعریف سے بڑھ کر ہیں۔ گریہ زاری سے بے نیاز ہیں۔ زندگی بھر برگزیدہ رہے اور ایسے عام تھے کہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظروں میں برابر تھے۔ ہماری موت ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم اپنی جانوں کا نذرانہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موت کے بدلے میں پیش کر دیتے۔ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آنکھوں کا پانی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ختم کر دیتے۔ پس جس کو ہم خود سے دفع کرنے پر قادر نہیں ہیں وہ حالات کا تغیر اور فنا ہے۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں ٹلتے نہیں۔ (صحیح بخاری)

اے اللہ میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے پاس ہمیں یاد رکھیے۔ ہمیں اپنے دل میں جگہ دیجئے جو قرار اور سکون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چھوڑا ہے وہ اگر نہ ہوتا تو اس وحشت میں جو اس کے بعد لاحق ہوئی ہم حواص قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اے اللہ! اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارا سلام پہنچا دے اور ان کی یاد کو ہمارے

دل و دماغ میں محفوظ رکھ۔

پھر آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لوگوں کی طرف نکلے جو شدید اضطراب اور عظیم ملال میں تھے۔ آپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک خطبہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم ! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات نہیں ہوئی البتہ وہ ضرور لوٹ آئیں گے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ سلام لوٹ آئے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ پھر لوگ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف متوجہ ہو گئے اور انھوں نے فرمایا۔

7.9 ۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا خطبہ

لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شبہ ہمارے آقا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب ویسی ہے جیسے نازل ہوئی اور بلا شبہ دین بھی ویسا ہی ہے جیسا شروع ہوا اور حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

بیان کی اور قول وہی ہے جو اللہ نے کہا اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی واضح حق ہے۔

پھر فرمایا اے لوگو! جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ بلا شبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط

اَفَا ئِنْ مَّا تَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَا بِكُمْ ط

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَ اللّٰهَ شَيْئًا ط

وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ☆

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۴۴)

ترجمہ: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول ہیں کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔

پھر فرمایا! اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بارے میں پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے وہ چیز پسند کی جو اللہ کے پاس ہے

(یعنی آخرت) نہ کہ وہ چیز جو تمہارے پاس ہے (یعنی دنیا) اور اس کے ثواب کے لئے اپنے پاس بلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد تمہارے لئے ہدایت کے لئے اپنی کتاب اور اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنّت کو باقی چھوڑا ہے پس جس نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھام لیا (یعنی اس پر پوری طرح عمل کیا) اس نے اچھا کیا اور جس نے ان دونوں میں فرق کیا یعنی کسی کو تسلیم کیا کسی کا انکار کیا تو اس نے برا کیا۔

اے ایمان والوں! تم انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات سے شیطان تمہیں گمراہ نہ کردے اور اپنے دین سے نہ پھیر دے۔ پس شیطان کے فتنہ میں ڈالنے سے پہلے خیر کو جلد لے لو اور خیر میں سبقت کر کے شیطان کو عاجز اور لاچار بنادو اور شیطان کو اتنی مہلت نہ دو کہ وہ تم سے آکر ملے اور تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا کر دے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ خدا کی قسم! ایسا محسوس ہوا کہ لوگوں کو پہلے سے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کی تلاوت کی تو سب نے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ آیت سیکھی۔ اب لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہ اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔

حضرت سعید بن مسیّب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا۔ میں نے انہیں

تلاوت کرتے سنا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوگئی ہے تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں اپنے پاؤں پر اپنا بوجھ نہ اٹھا سکوں گا اور زمین پر گر جاؤں گا۔
(صحیح بخاری)

7.10 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیعت

رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی جانشینی کا معاملہ بھی پیدا ہوا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے فورا بعد رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کے اہل بیت حضرت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر پر اکٹھے ہوئے باقی مہاجرین حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جمع ہوئے اور انصار حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے۔ اس دوران کسی نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بتایا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور خلافت کا معاملہ زیر بحث ہے۔ اس لئے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فوراوہاں پہنچنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی معاملہ طے کیا جائے اور امت مسلمہ کے لئے تفرقہ کا باعث بنے۔ (ابن ہشام)

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ ہمیں اپنے انصاری بھائیوں کے پاس چلنا چاہیئے تا کہ معاملہ کا جائزہ لیں۔ اس موقع پر امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ تعالیٰ

عنہ) بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چادر اوڑھے موجود تھے ان کی طبعیت ناساز تھی۔ ان کے وہاں پہنچنے پر انصار کے خطیب نے اپنا موقف بیان کیا اور اپنے فضائل بیان کئے اور خلافت کے لئے اپنا حق ظاہر کیا۔ (ابن ہشام)

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے کھڑے ہوکر اپنا موقف بیان کیا۔ انہوں نے مہاجرین اول کے فضائل بیان کئے اور اس کے بعد انصار کی فضیلت اور اسلام پر ان کے احسانات کا ذکر کیا۔ انصار کے بارے میں جو کچھ قرآن میں نازل ہوا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان میں کہا تھا بیان کیا اور ارشاد فرمایا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی کو اختیار کریں تو میں اس وادی میں چلوں گا جہاں انصار چلیں گے۔ پھر فرمایا کہ عرب سوائے قریش کے کسی اور کو تسلیم نہیں کریں گے اس لئے امیر قریش سے ہونا چاہئے اور تم ان کے وزیر و مشیر ہو گے اور اس لئے تمہیں اختیار ہے کہ تم ان دو افراد میں سے کسی ایک پر اتفاق کرلو۔ یہ کہہ کر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کا ہاتھ پکڑ کر درمیان میں بیٹھ گئے۔ یہ سن کر حضرت عمر ؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے مناسب نہیں کہ آپ (حضرت ابوبکر صدیق ؓ) پر کسی کو فوقیت دے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار ہیں، ثانی اثنین ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بیماری کے دنوں میں نماز کی امامت کرتے

رہے ہیں۔ اس کام کے لئے بھی آپؓ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں۔
(فتح الباری، ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انصار نے اس موقعہ پر کہا کہ ایک امیر تم میں سے اور ایک ہم میں سے ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے انصار کے لوگو! تم اس سے واقف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کے لئے نماز کی امامت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو آگے کیا تھا سو تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ ابوبکرؓ سے آگے بڑھے۔ یہ سن کر انصار نے کہا! ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے آگے بڑھیں۔ (مسند احمد)

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ ایک مرتبہ جب تم رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قریش ہی اس امرِ خلافت کے والی ہوں گے۔ ان میں سے اچھے اچھوں کے تابع ہوں گے اور بُرے بُروں کے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہؓ بولے۔ آپؓ نے سچ فرمایا! ہم وزراء اور تم امراء ہو۔ (مسند احمد)

امام ابن العربی مالکیؒ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قریش کے مستحق خلافت ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت پر استدلال کیا جو انصار کے ساتھ خیر کا برتاؤ کرنے اور ان کے نیکوکار کو قبول کرنے اور خطا کار سے درگزر

کرنے سے متعلق تھی۔

اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا۔ اے ابوبکرؓ آپؓ اپنا ہاتھ بڑھایئے انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مہاجرین نے بیعت کی پھر انصار نے بیعت کی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیعت کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ہاتھ پکڑا تو حضرت اسید بن حضیر انصاری ؓ اور حضرت بشر بن سعدؓ کھڑے ہوئے بیعت کرنے کے لئے ان میں حضرت عمرؓ سب پر سبقت لے گئے۔ جب تمام لوگوں نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کر لی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئی پھر بیعتِ عام مسجدِ نبوی ﷺ میں دوسرے روز ہوئی جو کہ متفقہ تھی اور کسی نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

7.11 ۔ خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا خطبہ

اے لوگو! میں تمہارا ولی مقرر کیا گیا ہوں اور تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے حق پہ دیکھو تو تم میری مدد کرنا اور تم مجھے باطل پر دیکھو تو میری اصلاح کرنا۔ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو میری ہرگز اطاعت نہ کرنا۔ تم میں سے قوی میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں اور تم میں سے جو ضعیف ہے

وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلا دوں۔

یاد رکھو کہ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیتی ہے۔ اسے خدا رسوا کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیلتی ہے اس کو خدا مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

دیکھو تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حقدار ہوں تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام نہیں لینا اور یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصہ کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔

مجھے بس یہی کہنا ہے میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت کا طلب گار ہوں۔

لیکن اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے انتخاب کو قطعی نہ سمجھا بلکہ شہر میں مسلسل تین روز تک اعلان کرایا گیا کہ لوگوں پر بیعت کی پابندی لازم نہیں ہے۔ وہ خلافت کے لئے کسی اور موزوں شخص کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی دوسرا امیدوار سامنے نہیں آیا۔ (انساب الاشراف)

گوہرِ نایاب

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا!

جو قوم جہاد چھوڑ

دیتی ہے اللّٰہ تعالیٰ

اس کو ذلیل و خوار کر

دیتا ہے۔

(البدایہ و النہایہ)

8.0 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت

8.1 ۔ خلافت اور خلیفہ

خلیفہ کے معنی جانشین اور خلافت کے معنی جانشینی ہے۔ لیکن شرعی اصطلاح اور تاریخی اصطلاح میں خلیفہ کے معنی بادشاہ یا سلطان کے قریب قریب مراد لئے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلفاء یعنی جانشینوں سے متعلق طرح طرح کے اعتراضات کئے۔ کسی کو مجرم اور ظالم اور کسی کو بے گناہ اور مظلوم ٹھہرایا۔ حالانکہ انسان کو خلافت کے متعلق دم مارنے یا اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کی بادشاہت اور خلافت کا کسی کو عطا کرنا یا چھین لینا صرف اپنی ہی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کام کو کسی انسان کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی خلیفہ کے انتخاب، تعین اور تقرر کی نسبت سے خود کوئی حکم نہیں دیا۔

قرآنِ کریم میں اس بات کی تو ہدایت ملتی ہے کہ خلیفہ کو کیا کام کرنے چاہیے، کن باتوں سے بچنا چاہیے اور ڈرنا چاہیے۔ یہ بھی بتلا دیا کہ کون کون سے اصلاحی کام ایسے ہیں جو خلافت کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ یعنی ان کے بعد حکمران کون ہو گا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ذرا ذرا سی تفصیل بھی شریعتِ اسلام نے کھول کھول کر بیان کر دی لیکن نبی کریم ﷺ کی جانشینی کا تعین نہیں فرمایا۔ اس میں حکمت یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ جس کو

چاہتا ہے خلافت عطا کرتا ہے اور وہی خود ایسے اسباب مہیا فرماتا ہے کہ مستحق خلافت کو خلافت مل جائے۔ خلافت کے حاصل کرنے کا کام چونکہ انسانی کوششوں اور تدبیروں سے بالا تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فعل سے بتلا دیا کہ ان میں سب سے پہلے مسلمانوں میں کون خلافت کا مستحق تھا اور کون بعد میں۔ اس مسئلہ میں لڑنا جھگڑنا، اعتراض کرنا بالکل فضول اور گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کس شخص کو خلیفہ بننا چاہئے تھا۔ اس کا جواب صاف ہے کہ اس کو جو نہ بن سکا اس کا یہ کہنا کہ جو خلیفہ بن گیا وہ خلیفہ بننے کا مستحق نہ تھا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ نہیں بناتا یا اللہ تعالیٰ جس کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا اس کو خلیفہ نہ بنا سکا اور انسانی تدبیروں سے شکست کھا گیا۔ (نعوذ باللہ) ۔ ان لوگوں کی حالت جو حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں اس شخص کی طرح ہے جو کسی جج کی عدالت میں اپنی مرضی کے خلاف فیصلہ سن کر عدالت سے باہر آ کر جج کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ اس کی گالی گلوچ سے نہ عدالت کا فیصلہ بدلتا ہے اور نہ جج کا کچھ بگڑتا ہے۔

(تاریخ اسلام ۔مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی: ج۱ص۲۳۰)

8.2 ۔ خلافت انتظامیہ اور خلافت مرشد میں فرق

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورۃ النور کی مندرجہ ذیل آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ کسی شیخ کا اپنے مریدوں میں سے کسی کو اپنا جانشین بنانے سے مراد ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوا مِنکُمۡ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُم فِیۡالۡأَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِن قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِیۡ ارۡتَضَی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّن بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ أَمۡناً یَعۡبُدُونَنِیۡ لَا یُشۡرِکُونَ بِیۡ شَیۡئاً وَمَن کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَأُوۡلَئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُونَ O (سورۃ النور ۔ 55)

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور اس کے بعد جو کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔

لیکن ان دونوں خلافتوں میں فرق ہے۔ پیر اور مرشد اپنے مریدوں میں حاکم کی سی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کی ترجیحات مومن کی ظاہری اور باطنی اصلاح کی طرف ہوتی ہے۔ لیکن خلافت انتظامیہ میں زمین کی حاکمیت کا دخل ہے اور اس کا کام اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کا نافذ کرنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے خلیفہ کے معنی سمجھانے کے لئے حضرت آدم علیہ اسلام اور حضرت داؤد علیہ اسلام کے نام لے کر ان کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ (تاریخ اسلام۔ اکبر شاہ نجیب آبادی؛ ج ۱ ص ۲۳۷)

8.3 ۔ خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق ؓ

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد منافقین نے بہت فتنہ پھیلایا۔ عرب کے بہت سے لوگ مرتد ہو گئے، بعض لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ غرض اتنی مشکلات اکٹھی ہو گئیں کہ اگر پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا لیکن میرے والد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے زبردست ہمت و استقلال سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا۔ (ابن عساکر)

احادیث نبوی ﷺ جن میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے:

حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ دوبارہ حاضر ہونا۔ اس خاتون نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں آؤں اور آپ ﷺ نہ ملیں یعنی وفات ہو چکی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

(ان لم تجدینی فاتی ابا بکر)

اگر میں نہ ملوں تو ابوبکر ؓ کے پاس حاضر ہو جانا۔

(صحیح البخاری: ۳۶۵۹، صحیح مسلم: ۱۸۵۶)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

میں سویا ہوا تھا، دیکھتا ہوں میں اپنے حوض پر کھڑا پانی نکال نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں، اتنے میں ابوبکر ؓ آ گئے، انہوں نے میرے ہاتھ سے ڈول لے

لیا تا کہ مجھے آرام پہنچائیں پھر انہوں نے دو ڈول نکالے، ان کے پانی نکالنے میں ضعف تھا، اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ پھر ابن خطابؓ آ گئے اور انہوں نے ان سے ڈول لے لیا تو میں نے ان سے زیادہ قوی ڈول کھینچنے والا نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو کر واپس ہوئے اور حوض بھرا کا بھرا رہا، اس سے پانی ابل رہا تھا۔
(صحیح المسلم: ۱۸۶۱)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں! انبیاء کرامؑ کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے اور ان کے پانی نکالنے میں ضعف تھا سے ان کی مدت خلافت کے مختصر ہونے اور جلد وفات پا جانے کی طرف اشارہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی خلافت میں اضافہ ہوا اور ان کی مدت بھی طویل ہوئی۔

8.4 ۔ خلافت پر صحابہ کرامؓ کا اجماع

ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ صدیق اکبرؓ ہی رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”اولئک ھم الصادقون“ یہ پوری آیت قرآنی خلافت صدیق اکبرؓ کی دلیل ہے کیونکہ صادقون سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں۔ اور جس کو سرور کائنات ﷺ صدیق و صادق فرمائیں وہ ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ تمام صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یا خلیفۃ الرسول اللہ ہی کہا کرتے تھے۔ اس پر ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ دلیل خلافت کے لئے بہت احسن ہے۔

امام بیہقیؒ نے زعفرانی سے روایت کی ہے کہ امام شافعیؒ کو کہتے سنا کہ نفس اجماع کے مدنظر خلافت ابوبکرؓ بالکل صحیح ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رسول کریم ﷺ کے وصال سے لوگ پریشان ہو گئے تو اس وقت روئے زمین پر حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنوں میں اچھا نہیں پایا تو انہوں نے اپنے دنیاوی معاملات بھی ان کے حوالے کر کے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اسد السنۃ میں معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں کسی صحابی کو کبھی کوئی شک وشبہ نہیں ہوا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرامؓ کا اجماع کسی نوع سے کبھی بھی غلطی اور گمراہی پر متفق نہیں ہوا۔ حاکم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جس چیز کو اللہ نے اچھا کہا مسلمانوں نے بھی اسے اچھا یقین کیا اور جس چیز کو اللہ نے خراب قرار دیا مسلمانوں نے بھی اسے خراب جانا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ نے اتفاقِ رائے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا۔

حاکم نے مرۃ الطیب سے روایت کی ہے کہ ابوسفیانؓ بن حرب نے ایک دن حضرت علیؓ سے کہا کہ لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ تھوڑے سے ادنیٰ قریش نے ایک معمولی شخص کی بیعت کر لی۔ اگر آپؓ چاہتے تو ہم آپؓ کی موافق اکثریت پیدا کر دیتے۔ اس پر حضرت علیؓ نے جواباً کہا! اے ابوسفیان! تو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ ابوبکرؓ کی خلافت میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی وہ ہر طرح سے خلافت کے اہل ہیں۔ (تاریخ الخلفاء: ص ۷۱)

8.5 ۔ خلافتِ صدیق اکبرؓ کی طرف اشارے

حضرت جریر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اپنے اصحاب سے فرمایا! میرے ساتھ اہل قبا کے پاس چلو، ہم ان پر سلام پیش کریں گے۔ صحابہ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے پاس آئے اور سلام کہا۔ انہوں نے آقا ﷺ کو مرحبا کہا اور استقبال کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اے اہل قبا! سیاہ پتھر والی زمین میں سے پتھر لاؤ، کافی پتھر جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا عصا مبارک (عنزہ) تھا اس سے ان کے قبلہ کا خط کھینچا پھر ان پتھروں میں سے ایک پتھر اٹھا کر اور اس خط (لائن) پر رکھ دیا اور فرمایا! اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)! ایک پتھر اٹھاؤ اور میرے اس پتھر کے برابر میں رکھ دو۔ پھر فرمایا! اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) ! ایک پتھر اٹھاؤ اور اس خط کے ساتھ ابوبکرؓ کے پتھر کے برابر میں رکھ دو۔ اور پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ پر نظر کی اور فرمایا! اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) ایک پتھر اٹھا کر عمرؓ کے پتھر کے برابر میں رکھ دو۔ پھر آپ ﷺ نے دوبارہ لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا! ہر شخص اپنا اپنا پتھر اٹھا کر اس لکیر پر جہاں چاہے رکھ دے۔ (طبرانی: ج ۶ ص ۳۴)

اس حدیث مبارک کے آخری جملہ پر غور فرمائیں کہ ہر شخص جہاں چاہے اپنا پتھر اس لائن پر رکھ دے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خود فرمایا کہ آپؓ میرے پتھر کے برابر پتھر رکھیں پھر اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پتھر کے ساتھ اور حضرت عثمان غنیؓ حضرت عمر فاروقؓ کے پتھر کے ساتھ اپنا پتھر

رکھیں۔ اس سے اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوں گے اور ان کے بعد عمرؓ اور ان کے بعد عثمانؓ خلیفہ ہوں گے۔

جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! آج رات خواب میں مجھے ایک مرد صالح دکھایا گیا اور ابوبکرؓ ان کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور عمرؓ ابوبکرؓ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور عثمان عمرؓ کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

(ابن حبان جزء ۹ ص ۳۰، دلائل نبوۃ بیہقی ج ۶ ص ۳۴۸)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے اٹھ کے آئے تو ہم نے کہا! مرد صالح سے مراد رسول کریم ﷺ ہیں اور وہ جوان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں وہ اس عظیم امانت کے والی ہیں جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد اس کو سنبھالنے والے ہیں۔

8.6 ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کا لشکر

رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے صفر ۱۱ھ میں ایک لشکر تیار کیا تھا جس میں انصار اور مہاجرین میں سے کبار صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے اور اس لشکر کا سپہ سالار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بنایا تھا۔ اس لشکر کو بلقا اور فلسطین کے علاقہ میں جا کر رومیوں سے مقابلہ کرنے کا حکم تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال سے دو دن پہلے لشکر کی تیاری مکمل ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے فرمایا! تم اس مقام کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں تمہارے والد نے شہادت

پائی تھی وہاں خوب جہاد کرو، میں تمہیں وہاں جانے والے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں۔
(فتح الباری)

رسول اللہ ﷺ لشکر کی روانگی سے دو دن پہلے شدید بیمار ہو گئے جس کی وجہ سے یہ لشکر جرف کے مقام پر (جو مکہ سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے) رک گیا اور رسول اللہ ﷺ کی وصال کی خبر سن کر مدینہ طیبہ واپس آ گیا۔
(فتح الباری)

8.6.1 ۔ لشکر کی روانگی کا حکم

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے تیسرے دن حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے ایک شخص کے ذریعہ اعلان کروایا کہ اسامہ ؓ کے لشکر کو رومیوں کے جہاد کرنے کے لئے بھیجنے کا فیصلہ ہو گیا ہے اس لئے اس لشکر کا ہر سپاہی مدینہ طیبہ سے نکل کر مقام جرف پہنچ جائے جہاں پر اس لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ صحابہ کرام ؓ نے اس اعلان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے درخواست کی کہ اس لشکر میں جن لوگوں کو بھیجا جا رہا ہے وہ مسلمانوں کے جلیل القدر افراد ہیں۔ اس وقت عرب کی جو حالت ہو رہی ہے وہ آپ ؓ کے سامنے ہے۔ لہٰذا اس نازک حالات میں یہ مناسب نہیں کہ آپ ؓ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے سے الگ کر دیں۔ یہ جماعت یہاں رہے گی تو آپ ؓ کی زیادہ مددگار ثابت ہو گی۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس بات کو قبول نہیں فرمایا اور کہا!

لوگو! اگر تمہاری تعداد کم اور دشمن کی تعداد زیادہ ہے تو کیا شیطان تمہیں

اس راستہ پر لے جائے گا۔ اللہ کی قسم! اللہ اس دین کو سب ادیان پر غالب کرے گا اگرچہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناپسند کیوں نہ ہو۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں تو وہ اسے پیس کر رکھ دیتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے باطل مٹ جاتا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کئی موقعہ پر ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹا گروہ اللہ کے حکم سے بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔

لوگو! اگر میں تنہا رہ جاؤں تو بھی ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کا حق اس طرح ادا کروں گا کہ یا میں قتل ہو جاؤں یا میرا عذر قبول ہو جائے۔

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے اگر مجھے یہ یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کے لے جائیں گے تو بھی اسامہ ؓ کا لشکر ضرور روانہ کروں گا جس طرح کہ رسول کریم ﷺ نے اسے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اگر ان بستیوں میں میرے سوا اور کوئی نہ رہے اور میں اکیلا رہ جاؤں تو بھی یہ لشکر ضرور روانہ کروں گا۔ (تاریخ طبری)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ لشکر کو روانہ کرنے کے لئے کچھ دور تک ان کے ساتھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اُس وقت پیدل چل رہے تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضرت اسامہ بن زید ؓ سوار تھے۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرسولؐ! یا تو آپ ؓ سوار ہو جائیں یا میں سواری سے اتر کر پیدل چلتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا!

نہ آپ ؓ سواری سے اتریں گے اور نہ میں سوار ہوں گا میرا اس بات سے کیا نقصان ہے کہ تھوڑی دور اللہ تعالیٰ کے رستے میں پیدل چل کے اپنے قدم غبار آلود کرلوں۔ غازی کے نامۂ اعمال میں ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس کے سات سو درجات بلند کئے جاتے ہیں اور سات سو گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (تاریخ طبری)

لشکر کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت اسامہ ؓ سے فرمایا کہ اگر آپ ؓ مناسب سمجھیں تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو میری مدد کے لئے میرے پاس چھوڑ جائیں۔ حضرت اسامہ ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تجویز کو خوشی سے پسند کیا اور حضرت عمر ؓ کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت عمر ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ ان کے کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔ (تاریخ طبری)

8.6.2 ۔ ابوبکر صدیق ؓ کی اسامہ ؓ کے لشکر کو نصیحتیں

۱۔ خیانت نہ کرنا

۲۔ بدعہدی نہ کرنا

۳۔ کسی کو دھوکہ نہ دینا

۴۔ مقتولوں کے اعضاء نہ کاٹنا

۵۔ بوڑھے افراد، عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا

۶۔ کھجور اور پھل دار درخت نہ کاٹنا اور نہ جلانا

۷۔ کسی بھیڑ، گائے یا اونٹ کو سوائے کھانے کے ذبح نہ کرنا

۸۔ اپنی حفاظت اللہ کے نام سے کرنا، اللہ تمھیں شکست اور وباؤں سے دور رکھے

۹۔ تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جنھوں نے اپنے آپ کو گرجاؤں میں عبادت کے لئے وقف کر دیا ہے اور رات دن انہی میں بیٹھے رہتے ہیں، تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ تم ایسے لوگوں کے پاس پہنچو گے جو تمہارے لئے برتنوں میں مختلف کھانے لائیں گے۔ تم بسم اللہ پڑھ کر انھیں کھانا۔

۱۰۔ تم ایسے لوگوں سے ملو گے جنھوں نے سر کا درمیانی حصہ منڈوا دیا ہوگا لیکن چاروں طرف بڑی بڑی لٹیں لٹکتی ہوں گی انہیں تلوار سے قتل کر دینا۔

اس کے علاوہ حضرت اسامہ ؓ کو نصیحت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے احکامات کا خاص خیال کرنا۔ جنگ کا آغاز قضاعہ کی آبادی سے کرنا اس کے بعد آبل (آج کل یہ علاقہ اردن کے جنوب میں واقع ہے) جانا۔ (تاریخ طبری)

8.6.3 ۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ کے لشکر کی فتح

حضرت اسامہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی ہدایات کے مطابق قضاعہ کے قبائل میں اپنے گھوڑوں کو پھیلا دیا اور بھرپور حملہ کے

ساتھ کامیابی حاصل کر لی پھر آپ ؓ آبل پر حملہ آور ہوئے اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ اس کامیابی سے پورے علاقے میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ بیٹھ گیا۔ ہرقل (بادشاہ) کو رسول اللہ ﷺ کے وصال اور حضرت اسامہ بن زید ؓ کے حملوں کی اطلاع ایک ساتھ ملی۔ یہ سن کے رومیوں کے دلوں میں بھی مسلمانوں کی قوت اور طاقت کی دھاگ بیٹھ گئی اور انہوں نے حیرانی تعجب سے کہا کہ یہ کیسی قوم ہے کہ ان کا قائد انتقال کر گیا اور یہ لوگ اس کے باوجود ہماری سرزمین پر حملہ آور ہو گئے۔ عرب قبائل پر بھی مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا اور وہ کہنے لگے کہ اگر یہ طاقت ور نہ ہوتے تو فوج نہ بھیجتے۔ اتنی بڑی فوج ان کے طاقت ور ہونے کی دلیل ہے۔ اس بات کو سوچ کر وہ بہت سی کاروائیاں کرنے سے رک گئے جو مسلمانوں کے خلاف کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

حضرت اسامہ ؓ کامیابی اور کامرانی کے ساتھ اپنے لشکر کو لے کر چالیس دن بعد مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو لشکر کی آمد کی اطلاع سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے صحابہ کرام ؓ کے ہمرہ شہر سے باہر نکل کر بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔

(تاریخ طبری، تاریخ الاسلام، تاریخ کامل، تاریخ خلیفہ بن خیاط)

8.7۔حضور ﷺ کے وصال کے وقت گورنر اور ان کے علاقے

حضرت عکرمہ ؓ اور قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت عتاب بن اسید ؓ اور طاہر بن ابی ہالہ ؓ مکہ مکرمہ اور اس کے اردگرد کے علاقے کے عامل تھے۔ عتاب ؓ بنی کنانہ کے عامل تھے اور طاہر ؓ مقام

عک پر عامل تھے اس تقرری کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عکرمہ ؓ کی امارت ان کے دادا معد بن عدنان کی اولاد کو ملنی چاہیئے۔ طائف اور اس کے علاقے پر عثمان بن ابی العاص ؓ اور مالک بن عوف النصری ؓ عامل تھے۔ عثمان شہری آبادی کے عامل تھے اور مالک ؓ دیہاتی آبادی کے جو زیادہ تر قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتی تھی۔ نجران اور اس کے علاقے پر عمرو بن حرم ؓ اور ابوسفیان بن حرب ؓ عامل تھے۔ عمرو بن حرم ؓ نماز میں امامت کرتے تھے اور ابوسفیان بن حرب ؓ مالگذاری وصول کرتے تھے۔ زمع، زبید سے لے کر نجران کی حد تک کے علاقے پر خالد بن سعید بن عاص ؓ عامل تھے۔ تمام ہمدان پر عامر بن شہر ؓ عامل تھے۔ صنعاء کے عامل فیروز الدیلمی ؓ تھے۔ دازویہ اور قیس بن المکشوح ؓ ان کے مددگار تھے۔ یعلیٰ بن امیّہ جند کے عامل تھے۔ مارب کے عامل ابوموسیٰ الاشعری ؓ تھے۔ عک کے ساتھ اشعری تھی ان کے عامل بھی طاہر بن ابی ہالہ ؓ تھے۔ معاذ بن جبل ؓ اس تمام علاقے کے معلم تھے لہٰذا وہ تمام علاقوں کا دورہ کرتے تھے اور اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

(تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۵۳۶)

8.8 ۔ منکرینِ زکوۃ کے خلاف جنگ

رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پھیلتے ہی بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔ کچھ قبائل ایسے تھے جو اسلام پر تو قائم تھے لیکن انہوں نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ بعض قبائل ایسے تھے جو زکوۃ کے ساتھ ساتھ نماز میں بھی کچھ کمی چاہتے

تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ فرمایا!

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بے حد درود وسلام۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہدایت کا انتظام فرمایا اور وہ اپنی ساری مخلوق کے لئے کافی ہے۔ جس نے ہر ضرورت کا سامان مہیا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر مبعوث کیا اور جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اس وقت دین اسلام اجنبی تھا اور لوگ اسے قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ اہل کتاب گمراہ ہو چکے تھے اللہ تعالیٰ ان کی گمراہیوں اور بداعمالیوں پر غضبناک تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں تحریف کی اور بہت سے معبود بنا کر ان کی پرستش شروع کر دی۔ وہ تنگدست تھے اور گمراہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ متحد کر کے بہترین امت بنایا اور دوسروں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور شیطان ان پر سوار ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: اور محمد تو اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں اگر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں یا شہید کر دئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

لوگو! تمہارے ارد گرد جو عرب قبائل ہیں انہوں نے بھیڑ بکریاں اور اونٹ (یعنی زکوۃ کا مال) دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اگرچہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اٹھا لی گئی ہے لیکن جتنے اپنے دین میں آج تم قوی ہو اس سے پہلے کبھی اتنے قوی نہ تھے۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے

رسول (ﷺ) کے ذریعہ تمہیں اس سے نجات دی۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کے دین کے معاملہ میں قتال جاری رکھوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا فرمادے اور ہم شہید ہو کر جنت میں چلے جائیں۔ یہ سعادت وہ حاصل کرے گا جو زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اس کے دین کا وارث بن کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اٹل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے ہیں ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ زمین کی خلافت ان کو عطا فرمائے گا۔

ان مرتدین نے اپنا ایک وفد حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے پاس بات چیت کے لئے بھیجا۔ انہوں نے بڑے ہی نڈر ہو کر اور بے باکی سے گفتگو کی کہ اے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر تم چاہتے ہو کہ ہم مسلمان رہیں تو تم ہماری شرطیں مان لو۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جب اس قسم کی گفتگو سنی تو بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا!

ایسا تو ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا نہ تو نماز میں تخفیف ہو سکتی ہے اور نہ ہی صاحبِ نصاب پر زکوۃ معاف ہو سکتی ہے۔ یاد رکھو! ابو بکر رسّی جیسی معمولی چیز کے لئے بھی تم سے لڑے گا اور تمہیں تمہارے انجام تک پہنچائے گا خواہ اس معاملہ میں ایک شخص بھی میری مدد پر نہ ہو جب تک میرے جسم میں جان ہے اور ہاتھ میں تلوار ہے منافقین اور مرتدین سے برابر جہاد کرتا رہوں گا اور مرتدین کا خاتمہ کر کے چھوڑوں گا۔

اس سلسلہ میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ کیا۔ بعض صحابہ نے جن میں حضرت عمر ؓ بھی شامل تھے مشورہ دیا کہ یہ وقت جنگ کرنے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ یہ سن کے حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جواب دیا۔

اللہ کی قسم! یہ لوگ اگر ایک رسی یا بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ ان لوگوں سے کس طرح جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صاف طور پر یہ فرمایا کہ میں اس وقت تک ان سے لڑوں جب تک وہ لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہہ دیں اور جو شخص یہ کلمہ پڑھ لے گا تو اس کا مال، جان اور خون بہانا مجھ پر منع کر دیا گیا ہے۔ البتہ جو حقوق اس پر واجب ہوں گے ان کی ادائیگی کا مطالبہ ان سے ضرور کیا جائے گا اور اس کی نیت کا حساب اللہ تعالیٰ اس سے خود لے لے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہے اور فرمایا! اللہ کی قسم! میں ان سے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق سمجھنے پر لڑوں گا کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام قبول کرنے والے کے ذمہ جو حقوق ہوں گے ان کی ادائیگی کا مطالبہ ان سے بہر حال کیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عزم دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ واللہ! مجھے معلوم ہو گیا کہ آپؓ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے منکرینِ زکوۃ سے جنگ کرنے کے لئے آپ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور حق وہی ہے جو آپؓ فرماتے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

منکرینِ زکوۃ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس معاملہ میں کسی قسم کا سمجھوتا کرنے کے لئے تیار نہیں اور زکوۃ ادا نہ کرنے والوں سے زبردستی کریں گے تو وہ مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی

حکمتِ عملی سے ایسا بندوبست کیا کہ منکرینِ زکوۃ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور آخر کار زکوۃ کی ادائیگی کرنے پر راضی ہو گئے۔

8.9 ۔جھوٹی نبوت کے دعویدار اور مسئلہ ختم نبوت

ختم نبوت کا مسئلہ آج کا نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی بعض جھوٹی نبوت کا فتنہ نمودار ہو چکا تھا۔ حضور خاتم المرسلین ﷺ کی حیات طیبہ میں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا نام مسیلمہ کذاب تھا۔ اس تحریک ختم نبوت کے مجاہدِ اول حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ انہی جھوٹی نبوت کے دعوے داروں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ بغیر کسی نرمی یا کمزوری کے اس سختی سے نمٹے اور ان کے سر خاک میں ملا دئے اور امت مسلمہ کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کو بتلا دیا۔ جب تک ایک بھی مسلمان روئے زمین پر موجود ہے رسول کریم ﷺ کے دامن نبوت پر کسی غلیظ، جھوٹے، کذاب اور دجال شخص کے ناپاک چھینٹے کبھی نہیں پڑنے دے گا۔ آج بھی یہ فتنہ مرزائیت و قادیانیت کے روپ میں سانپ بن کر بل سے منہ نکال رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جذبۂ صدیقی کے ساتھ اس کا پھن کچل دیا جائے اور دامن محبوب ﷺ پر کوئی حرف نہ آنے دیا جائے یہی محبت کا تقاضا ہے۔

سید محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی کتاب روح المعانی میں فرماتے ہیں!

و کونہ خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب و صدعت

به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعی خلافه و يقتل ان اصر (روح المعانی: ۴۱/۲۲)

اور آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے اور احادیث نبویہ نے اس کو واشگاف طور پر بیان کیا ہے۔ اور امت نے اس پر اجماع کیا ہے۔ پس جو شخص اس کے خلاف ہونے کا دعویٰ کرے گا اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

8.9.1 ۔ سجاح اور بنو تمیم

ارتداد کے دور میں بنو تمیم میں لوگوں کی مختلف رائے ہو گئی تھیں۔ ان میں کچھ لوگ اسلام سے پھر کر کافر ہو گئے تھے۔ کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور کچھ لوگوں نے اپنی زکوٰۃ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو روانہ کر دی تھی۔ کچھ لوگ اس انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حالات کس رخ پر جاتے ہیں جو طاقت ور ہو گا اس کا ساتھ دیں گے۔ اسی دوران ان کے پاس سجاح بنت حارث بن سوید بن عقفان پہنچی۔ اس کا تعلق بنو تغلب سے تھا اور یہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے بھی بنوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم اور ہم خیال لوگوں کا ایک لشکر تھا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لڑنے کا عزم کر رکھا تھا۔ جب وہ بنو تمیم کے علاقے سے گزری اور ان کو اپنی طرف دعوت دی تو بنو تمیم کے اکثر لوگوں نے اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئے۔ اس پر ایمان لانے والوں میں

مالک بن نویرہ تمیمی، عطارد بن حاجب اور بنو تمیم کے امراء کی ایک جماعت تھی۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ آپس میں نہیں لڑیں گے۔ مالک بن نوہرہ نے جب سجاح سے مصالحت کی تو اس نے ان کے ساتھ مل کر بنو یربوع سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ اور سجاح کو بھی راضی کر لیا۔ پھر انہوں نے یمامہ کا رخ کیا تا کہ یمامہ مسیلمہ کذاب سے چھین لیں۔ بنو تمیم کے کچھ رؤساء مسیلمہ کذاب سے ڈر گئے اور انہوں نے مشورہ دیا کہ مسیلمہ (کذاب) بہت طاقت پکڑ چکا ہے لیکن سجاح نے پُر جوش انداز میں کہا کہ یمامہ پر ٹوٹ پڑو، کبوتر کی طرح کوچ کرو اور دشمن کو کاٹ دینے والی جنگ کرو اس کے بعد تمہیں کوئی ملامت نہیں ہو گی۔

یہ سن کے لوگ مسیلمہ (کذاب) سے جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔ جب مسیلمہ (کذاب) کو اس کی خبر ملی تو وہ خوف زدہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ اس وقت حضرت ثمامہ بن اثالؓ سے جنگ میں مصروف تھا اور ان کی مدد کے لئے حضرت عکرمہؓ اپنا لشکر لے کر پہنچ چکے تھے اور وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ مسیلمہ (کذاب) نے اپنا ایک نمائندہ سجاح کے پاس بھیجا اور اس سے امن کا مطالبہ کیا۔ اس کو اس بات کی ضمانت دی کہ اگر وہ اپنے ارادے سے باز آ جائے تو وہ اس کو آدھی زمین جو قریش کی تھی اسے دے دے گا۔ اس کے علاوہ اس کو ایک خط لکھا کہ وہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ اس سے ملنا چاہتا ہے۔ پھر وہ چالیس افراد کو لے کر اس سے ملنے روانہ ہو گیا۔ دونوں ایک خیمہ میں اکٹھے ہوئے اور جب اس کے ساتھ خلوت میں ہوا تو اس کو آدھی زمین دینے کی پیشکش کی جو اس نے قبول کر لی۔

مسیلمہ کذاب نے کہا! اللہ نے سننے والے کی بات سن لی اور جب اس نے لالچ کیا تو بھلائی کا لالچ کیا اور جو کچھ ہے اب معاملہ ٹھیک ہے۔

پھر سجاح سے کہا! کیا تم یہ پسند کرو گی کہ میں تم سے شادی کرلوں پھر اپنی اور تمہاری قوم کو لے کر عرب کو کھا جاؤں۔ سجاح راضی ہوگئی۔

پھر سجاح اس کے ساتھ تین دن تک رہی اور پھر اپنے لوگوں میں لوٹ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ مسیلمہ (کذاب) نے تمہیں کیا مہر دیا۔ یا بغیر مہر کے تم سے شادی کرلی؟ سجاح نے مہر طلب کرنے کے لئے اس کے پاس آدمی بھیجا۔ اس نے کہا کہ تم اپنے مؤذن کو میرے پاس بھیجو۔ اس نے شیث بن ربعی الریاحی کو اس کے پاس بھیجا۔

مسیلمہ (کذاب) نے اس سے کہا! جاؤ اپنی قوم میں یہ اعلان کردو کہ مسیلمہ رسول اللہ (کذاب) نے تم سے دو وقت کی نمازیں یعنی فجر اور عشاء جو محمد (ﷺ) لائے تھے معاف کردی ہیں۔ یہ سجاح کا مہر قرار پائی ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جب یمامہ پہنچے تو سجاح مسیلمہ (کذاب) سے زمین کا آدھا خراج لے کر اپنے علاقے بنو تغلب کی طرف بھاگ گئی۔

(البدایہ والنہایہ: ۳۲۶/۶)

حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں بنی تمیم کو کوفہ منتقل کردیا تھا اور ان کو حضرت قیقاع بن عمروؓ کے آبائی مکان میں سکونت پزیر کردیا تھا۔ سجاح بھی ان لوگوں کے ساتھ کوفہ آگئی اور راسخ العقیدہ مسلمان ہوگئی۔

(تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۵۰۱)

8.9.2 ۔ مسیلمہ کذاب

10ھ میں بنی حنیفہ کا ایک وفد مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وفد میں جرجان بن غنم، طلق بن علی، سلمان بن حنظلہ اور مسیلمہ کذاب بھی شامل تھے، تمام افراد نے اسلام قبول کرلیا۔

مسیلمہ کذاب کا پورا نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب حنفی تھا۔ اس کی کنیت ابوشامہ تھی۔ یمامہ کی بستی میں پیدا ہوا آجکل اس بستی کا نام جبیلہ ہے جو عیینہ کے قریب نجد کے علاقے حنیفہ میں واقع ہے۔

یہ پندرہ دن مدینہ منورہ میں ٹھہرے اور حضرت ابی ابن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے قرآن پڑھتے اور سیکھتے تھے۔ لیکن مسیلمہ کذّاب نے اکڑ، تکبر اور امارت کی ہوس کا اظہار کیا، مسیلمہ اپنے وفد سے علیحدہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملا۔ آپ ﷺ نے بڑی محبت اور نرمی سے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے محسوس کرلیا کہ اس کے اندر شر ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خواب دیکھ چکے تھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس روئے زمین کے خزانے رکھ دیے گئے اس میں سے سونے کے دو کنگن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں آپڑے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ بہت برے لگے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وحی کی گئی کہ دونوں کو پھونک دیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے

پھونکا تو دونوں غائب ہوگئے۔ اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ دو کذاب نکلیں گے۔ چنانچہ جب مسیلمہ کذاب نے اکڑ اور انکار کا اظہار کیا، وہ کہتا تھا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کاروبارِ حکومت کو اپنے بعد میرے حوالے کرنا طے کرلیا تو میں ان کی پیروی کروں گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے پاس تشریف لے گئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمراہ خطیب حضرت ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ مسیلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کے سر پر جا کر کھڑے ہوکر گفتگو فرمائی، اس نے کہا! اگر آپ چاہیں تو حکومت کے معاملے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آزاد چھوڑ دیں لیکن اپنے بعد اس کو میرے لئے طے کردیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھجور کی شاخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اگر تم مجھ سے یہ ٹکڑا بھی چاہو تو میں تمہیں یہ بھی نہ دوں گا تم اپنے بارے میں اللہ کے کئے ہوئے فیصلہ سے آگے نہیں جاسکتے اگر تم نے پیٹھ پھیری تو اللہ تمہیں توڑ دے گا۔

خدا کی قسم! میں تمہیں وہی شخص سمجھتا ہوں جسے مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جو تمہیں میری طرف سے جواب دیں گے۔ (فتح الباری)

مسیلمہ کذاب جب یمامہ واپس گیا تو مرتد ہوگیا اور نبوت کا دعویٰ کردیا۔ اپنی طرف سے باتیں گھڑنے لگا، اس نے زنا اور شراب کو حلال قرار دے دیا، بہت سے لوگوں نے اس کو نبی تسلیم کرکے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس کو اتنا بڑھا دیا

کہ وہ یمامہ کا رحمٰن کہلانے لگا، اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خط لکھا مجھے اس کام میں آپ کے ساتھ شریک کر لیا گیا ہے آدھی حکومت ہماری ہے اور آدھی قریش کی ۔ (زادالمعاد)

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ ابن نوحہ اور ابن اثال مسیلمہ کے قاصد بن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا! تم دونوں شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، اگر میں قاصد کو قتل کرتا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ (مسند احمد)

مسیلمہ کذاب نے دس افراد کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور ان کے ہاتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں تحریر تھا کہ میں آپ (ﷺ) کی نبوت میں (نعوذ باللہ) شریک ہوں نصف دنیا آپ (ﷺ) کی ہے اور نصف میری ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے قاصدوں سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم وہی کہتے ہیں جو مسیلمہ کہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قاصد کو قتل کرنا منع نہ ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔ آپ ﷺ نے اس کے خط کے جواب میں لکھا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو

اما بعد! زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے

اس کا وارث بناتا ہے اور انجام کار یقینی متقیوں کے لئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اس کو سلام۔ (تاریخ طبری:۳/۳۸۶، ۳۸۷)

1 ۔ مسیلمہ کذاب کا رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے ساتھ سلوک

رسول اللہ ﷺ کے قاصد حضرت حبیب بن زید انصاریؓ تھے آپؓ کی والدہ کا نام حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہؓ تھا۔ جب انہوں نے مسیلمہ کذاب کو رسول اللہ ﷺ کا خط دیا تو اس نے ان سے کہا!

کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

انہوں نے فرمایا! ہاں

پھر اس نے کہا! کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت حبیب بن زیدؓ نے فرمایا! میں بہرا ہوں سنتا نہیں

مسیلمہ کذاب بار بار یہی دہراتا رہا اور آپؓ وہی جواب دیتے رہے۔

ہر مرتبہ ان کے انکار پر ان کا ایک عضو کاٹ دیتا تھا۔ حبیبؓ صبر و استقامت کے پہاڑ بنے رہے یہاں تک کہ اس نے آپؓ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور آپ نے جام شہادت نوش فرمالیا۔ (اسد الغالبۃ:۱۰۴۹)

رسول اللہ ﷺ کے سمجھانے کے باوجود مسیلمہ کذاب دعویٰ نبوت پر قائم رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اس پر ایمان

لانے والوں کی تعداد بڑھتی گئی اور اس کی گمراہی کا کام یہاں تک پہنچ گئے کہ اس پر ایک لاکھ سے زیادہ افراد ایمان لے آئے۔ مسیلمہ کذاب جادو اور شعبدہ بازی کا فن جانتا تھا جس سے وہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس فتنہ کے خاتمہ کے لئے گیارہ لشکر تیار کئے تھے کیونکہ مسیلمہ کذاب بہت طاقت پکڑ چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ کو لشکر دے کر بھیجا ان کے پیچھے حضرت شرجیل بن حسنہؓ کو روانہ کیا گیا پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک دستہ دے کر ان کی مدد کو بھیجا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام:

امابعد!

تمہارے پیغام رساں کے ذریعہ تمہارا خط مجھے ملا، جس میں معرکہ بزاخہ میں اللہ کی فتح ونصرت کا تم نے ذکر کیا ہے اور بنواسد اور غطفان کے ساتھ جو معاملہ تم نے کیا وہ درج ہے۔ اور تم نے تحریر کیا کہ میں یمامہ کا رخ کر رہا ہوں۔ تمہیں میری یہ وصیت ہے کہ اللّٰہ واحد لا شریک لہ کا تقویٰ اختیار کرو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ نرمی برتو۔ ان کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ۔ اے خالد! خبردار! بنی مغیرہ کی نخوت وغرور سے بچنا۔ میں نے تمہارے متعلق ان کی بات نہیں مانی جن کی بات میں کبھی نہیں ٹالتا۔ لہٰذا جب تم بنی حنیفہ سے مقابلہ میں اترو تو ہوشیار رہنا۔ یاد رکھو! بنوحنیفہ کی طرح اب تک کسی سے تمہارا سابقہ نہیں پڑا ہے۔ وہ سب کے سب تمہارے خلاف ہیں اور ان کا ملک بہت وسیع ہے لہٰذا جب تم وہاں پہنچو تو فوج کی کمان تم خود سنبھالنا۔ میمنہ پر ایک شخص اور میسرہ پر ایک شخص کو

اور شہسواروں پر ایک شخص کو مقرر کرنا۔ اکابرین صحابہ اور مہاجرین وانصار میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں ان سے برابر مشورے لیتے رہنا اور ان کے فضل اور مقام کی قدر کرنا۔ پوری تیاری کے ساتھ میدان جنگ میں جب دشمن سامنے آئے ان پر ٹوٹ پڑو۔ تیر کے مقابلہ میں تیر، نیزے کے مقابلہ میں نیزہ، تلوار کے مقابلہ میں تلوار، اوران کے قیدیوں کو تلواروں پر اٹھالو۔ قتل کے ذریعہ ان میں خوف و ہراس پیدا کر دو، ان کو آگ میں جھونک دو، خبردار! میری حکم عدولی نہ کرنا۔ والسلام علیک

(حروب الردۃ: شوقی ابوخلیل ۷۸،۷۹)(مجموعہ الوثائق السیاسیۃ: ۳۴۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک اور خط جوانہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

خلیفۃ الرسول ابوبکرؓ کی طرف سے خالد بن ولیدؓ کے نام!

اپنے تمام معاملات میں خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان لڑادو اور پوری طاقت کے ساتھ ان لوگوں کا صفایا کرو جنھوں نے اسلام سے روگردانی کی ہے اور شیطانی آرزاؤں کو اپنے دل میں بسایا ہے۔ ان کی سرکوبی سے پہلے ان کو دوبارہ اسلام میں آنے کا موقع دو۔ اسلام نے ان کو جو حقوق دئے ہیں اور ان کے بدلے میں ان پر جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں ان کو ان سے آگاہ کرو اور سچے دل سے ان کی ہدایت کی کوشش کرو۔ جو لوگ دعوت کو قبول کر لیں کالے ہوں یا گورے ان کا اسلام تسلیم کرو۔ جس کو اسلام کی دعوت دو

اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اگر سرکشی پر اڑے رہیں تو تلوار سے کام لو۔ تمہاری لڑائی صرف ایسے لوگوں سے ہے جو اللہ پر ایمان لانے کے بجائے کفر اختیار کریں۔ جو لوگ اپنے اسلام کا اعلانیہ اقرار کریں ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرو (جو لوگ دل سے مسلمان نہ ہوں) اللہ خود ان کا مواخذہ کرے گا۔ جو باغی کلمہ پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو مہاجرین وانصار کو لے کر ان سے لڑو۔ وہ جہاں ہوں اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں ان میں سے جن پر قابو پالو تو ان کو قتل کردو اور کسی سے کلمۂ شہادت کے سوا اور کچھ قبول نہ کرو۔

تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف پیش قدمی کرو اور پہلے بنو حنیفہ اور ان کے کذاب مسیلمہ سے لڑو۔ لیکن لڑنے سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرلیں تو ان کا اسلام قبول کرلو اور مجھے اطلاع کرو۔ اگر وہ کفر سے باز نہ آئیں اور اپنے کذاب مسیلمہ کی پیروی ترک نہ کریں تو دوسرے مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان سے سخت لڑائی لڑو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اسلام کی مدد کرے گا اور اس کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔ جیسا کہ اس نے قرآن میں وعدہ کیا ہے کافروں کو یہ بات خواہ کتنی ہی ناپسند ہو۔ اگر اللہ اپنے فضل سے تمہیں بنو حنیفہ پر فتح دے دے تو ان کو قتل اور تباہی کی سزا دو۔ مال غنیمت کا خمس مجھے بھیج دو اور باقی مسلمانوں میں تقسیم کردو۔ یہاں خمس کو میں اسلامی قانون کے تحت استعمال کروں گا۔

تم کو تاکید کی جاتی ہے کہ اپنے ساتھیوں سے اختلاف رائے کو راہ نہ پانے دو جس سے ان میں کمزوری پیدا ہو۔ عجلت میں کوئی غلط قدم نہ اٹھاؤ۔ اس بات کا خیال رکھو کہ تمہارے لشکر میں ایسے لوگ نہ شامل ہونے پائیں جن کے بارے میں تمہیں پوری واقفیت نہ ہو کہ وہ کون لوگ ہیں کس قبیلہ سے ان کا تعلق ہے اور تمہارے لشکر میں شامل ہونے کے ان کے کیا مقاصد ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہارے لشکر میں ایسے بدّو اور گنوار عرب نہ شامل ہو جائیں جو نہ تو مسلمان ہوں اور نہ تمہارے خیر خواہ۔ بلکہ تمہارے لشکر میں شامل ہونے سے ان کا مقصد اپنے دشمنوں سے محفوظ ہونا ہو۔ قیام اور کوچ ہر حال میں مسلمانوں کے ساتھ اخلاق و محبت سے پیش آ ؤ اور ان کی ضرورتوں اور دکھ درد کا خیال رکھو۔ کوچ کے وقت فوج کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے دور نہ رکھو۔ میں تمہیں انصار کے ساتھ بطور خاص حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں۔ انہوں نے اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔ ان میں سے جو اچھے ہوں ان کی بات مانو اور جو تلخ اور تند مزاج ہوں ان سے درگزر کرو یہی رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ والسلام

حضرت خالد بن ولید ؓ حضرت عکرمہ ؓ، حضرت شرجیل ؓ سے ملے۔ مقدمۃ الجیش پر حضرت شرجیل بن حسنہ ؓ کو مقرر کیا۔ میمنہ پر حضرت زید بن خطاب ؓ اور میسرہ پر ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ ؓ کو مقرر کیا۔ دشمن کی فوج کے ساتھ زبردست معرکے ہوئے دونوں طرف سے بہت جانی نقصان ہوا۔ مسیلمہ کذاب کی

طرف سے بیس ہزار سے زیادہ افراد مارے گئے اور مسلمان شہداء کی تعداد بھی تقریباً بارہ ہزار تھی۔ تین سو ستر مہاجرین، تین سو انصاری اور باقی دیگر قبائل کے لوگ تھے۔ ان شہداء میں تین سو ستر صحابہ کرامؓ قرآن کریم کے حافظ تھے۔ اس لڑائی میں مسیلمہ کذاب کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر حدیقۃ الموت میں چھپ گیا۔ مسلمانوں نے اس کا پیچھا کیا اور باغ میں شدید جنگ ہوئی۔

حضرت وحشیؓ نے مسیلمہ کذاب پر حربہ پھینکا جو اس کے سینہ میں اتر گیا اور پشت کی طرف سے نکل گیا۔ اس کا قاتل وہی وحشی تھا جس نے حضرت امیر حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کیا تھا اس طرح اب وہ حضرت وحشی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو گئے تھے۔ مسیلمہ کذاب جیسے ہی گرا تو ایک انصاری مسلمان نے تلوار سے وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ مسیلمہ کی بیوی سجاح جو کہ خود بھی نبوت کی دعویدار تھی بھاگ کے بصرہ میں چھپ گئی اور روپوشی کے عالم میں کچھ دنوں بعد مر گئی۔ اس طرح مسیلمہ کذاب کے فتنہ کا مکمل صفایا ہو گیا۔ جنگِ یمامہ 12ھ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

(تاریخ طبری)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط حضرت خالد بن ولید کے نام:

مسلمانوں کو اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دو۔ ہاں اگر کوئی مجاہد خوشی سے تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو اپنے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کرو اور اپنی کسی جنگ میں ایسے شخص سے فوجی خدمت نہ لو جو برضا و رغبت اس

کے لئے تیار نہ ہو۔ تمہارے قریب بنوبکر بن وائل، بنوقیس اور بنوتمیم کے جو قبائل آباد ہیں ان کو یمامہ کی مفتوحہ زمین کی کاشت پر آمادہ کرو۔ مفتوحہ علاقوں کی اراضی سرکاری ملکیت ہے اور جو شخص اس اراضی کا کوئی حصہ کاشت کرے گا وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی۔ لیکن جس علاقے کے باشندے بغیر لڑے اسلام قبول کر لیں ان کو زمین کی ملکیت انہیں دی جائے گی۔ والسلام

حضرت ابوبکر صدیقؓ یمامہ کی خبروں کے برابر منتظر رہتے اور آپؓ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے خبر رساں کا انتظار رہتا تھا۔ ایک روز آپؓ شام کے وقت مہاجر و انصار کی ایک جماعت کے ساتھ حرہ کی طرف نکلے، وہاں حضرت خالد بن ولیدؓ کے قاصد ابوخیثمہ نجاریؓ سے ملاقات ہوگئی۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو دیکھا تو ان سے دریافت کیا۔

پیچھے کی کیا خبریں ہیں؟

انہوں نے عرض کیا! خیر ہے یا خلیفۃ الرسول! اللہ تعالیٰ نے یمامہ پر فتح نصیب فرمائی ہے اور یہ لیجئے خالد بن ولیدؓ کا خط ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً سجدہ شکر بجالائے اور فرمایا! مجھے معرکہ کی کیفیت بیان کرو، کیسے ہوا۔

ابوخیثمہؓ نے معرکہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ حضرت خالدؓ نے کیا کیا، کس طرح فوج کی صف بندی کی اور کون کون سے صحابی شہید ہوئے۔

2 ۔ جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے کچھ صحابہ کرامؓ کے نام

- ثابت بن قیس بن شماسؓ
- زید بن خطابؓ
- معن بن عدی بلویؓ
- عبداللہ بن سہیل بن عمروؓ
- ابو دجانہ سماک بن خرشہؓ
- عباد بن بشرؓ
- طفیل بن عمرو الدوسی الازدیؓ

8.9.3 ۔ اسود عنسی کا خاتمہ

اسود عنسی کا اصل نام عبہلہ بن کعب تھا، ذوالحمار اس کی کنیت تھی۔ ہمیشہ عمامہ باندھے رہتا اور چادر ڈالے رکھتا تھا، ایک کاہن اور شعبدہ باز شخص تھا اور بڑی بلیغ تقریر کرتا تھا۔ جادو کے زور پر لوگوں کو اپنی طرف راغب کرتا تھا۔ لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے بے دریغ مال خرچ کرتا تھا۔ چہرے پر سیاہ پن تھا اس لئے اسود عنسی کے نام سے مشہور ہوا۔ بڑے ڈیل ڈول، قوت اور شجاعت کا مالک تھا۔ یمن کے بادشاہ بازاں صنعانی (جو رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے یمن کا بادشاہ تھا) (تاریخ طبری میں بازاں کا نام بازامؓ لکھا ہے) نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اسود عنسی نے مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور ملک پر قابض ہو گیا

اور زبردستی باذان کی بیوی سے خود نکاح کرلیا۔ اسود عنسی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اپنے آپ کو مسیلمہ کذاب کی طرح " رحمان الیمن " کہلانے لگا۔ یہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ بھی نبی ہیں اور میں بھی نبی ہوں اور میرے پاس دو فرشتے وحی لاتے ہیں جن کے نام سحیق اور دوسرے کا نام شفیق یا شریق ہے۔ شروع میں اس نے اپنی دعوت کو پوشیدہ رکھا اور اپنے لوگوں کو اپنے ساتھ خفیہ طور پر شامل کرتا رہا پھر اچانک اعلان کر دیا۔ سب سے پہلے اس پر ایمان لانے والے اسی کے قبیلہ عنس کے نوجوان تھے۔ پھر اس نے قبیلہ مذحج کے سرداروں سے خط و کتابت کی اور ان کو اپنے پھندے میں پھنسایا۔ اسی طرح اس نے اہل نجران میں سے بنوحارث بن کعب سے خط و کتابت کی جو اس وقت مسلمان تھے۔ اس کو اپنے پاس بلایا انہوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی کیونکہ اس نے مجبوری میں اسلام قبول کیا تھا۔ اسی طرح زبید، اود، مسلیہ، اور حکم بن سعد عشیرہ کے کچھ لوگ اس کے تابع ہو گئے۔ یہ کچھ دن نجران میں رہا اور اپنی طاقت کو مضبوط کیا۔ پھر اس کے ساتھ عمرو بن معدی یکرب الزبیدی اور قیس بن مکشوح المرادی بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس نے فروہ بن مسیک ؓ کو مراد سے اور عمرو بن حزم ؓ کو نجران سے نکال دیا۔ پھر چھ یا سات سو شہسوار لے کر صنعاء پر قبضہ کرنے کے لئے نکل پڑا۔ اس کے ساتھ زیادہ تر بنوحارث اور عنس کے لوگ تھے۔

(تاریخ الردۃ للکلاعی: ۱۵۱، ۱۵۲)

اس وقت صنعاء کے عامل شہر بن باذان الفارسی تھے، جو اپنے والد کے

ساتھ صنعاء کے باہر شعوب کے علاقے میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی جس کے نتیجہ میں شہر بن بازان شہید ہو گئے اور اسود عنسی صنعاء پر قابض ہو گیا۔ اپنے قابض ہونے کے پچیس دن بعد یہ قصر غمدان پہنچا۔ اور اسلام پر قائم رہنے والوں کو سزائیں دینے لگا۔ ایک نعمان نامی مسلمان کو پکڑ کر ان کا ایک ایک عضو کر کے کاٹ دیا۔ جس کی وجہ سے وہاں موجود کمزور مسلمانوں نے اپنے اسلام کو چھپا کے بظاہر اس کا اقرار کر لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے مہم روانہ کی اور یہ حضرت فیروز ویلمیؓ اور قیس بن مکشوح المرادی (قیس۔اسود عنسی کا ساتھی تھا اور اس سے اختلاف ہو گیا تھا) کے ہاتھوں نشہ کی حالت میں جہنم واصل ہوا۔ اس طرح اس جھوٹے مدعی نبوت کا خاتمہ ہوا۔

(تاریخ طبری، معارج النبوۃ)

8.9.4 ۔ حضرت ابو مسلم خولانیؒ کی کرامت

جب اسود عنسی کا یمن میں غلبہ ہوا تو اس نے ابو مسلم خولانی کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے کہا! کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابو مسلم نے کہا! میں نہیں سنتا ہوں

پھر اس نے کہا! کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلم نے کہا! ہاں

بار بار وہ ان سے یہی سوالات کرتا رہا اور ابو مسلم اپنا وہی جواب دہراتے رہے۔ اسود نے حکم دیا کہ ان کو ایک بڑی آگ میں ڈال دیا جائے۔ ان کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

اسود سے لوگوں نے کہا کہ اس کو جلاوطن کر دیا جائے۔ ورنہ یہ آپ کے ماننے والوں کو خراب کرے گا۔ آپ ؓ کو مدینہ چلے جانے کا حکم دیا گیا۔ آپ جب وہاں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ خلیفہ بنائے جا چکے تھے۔ آپ نے مسجد نبوی کے دروازے پر اونٹنی بٹھائی اور مسجد میں داخل ہوئے اور ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ کو حضرت عمر ؓ نے دیکھا اور آپ سے پوچھا۔

آپ کا تعلق کہاں سے ہے۔

انہوں نے کہا! یمن سے

حضرت عمر ؓ نے فرمایا! ان کا کیا حال ہے جنہیں کذابِ یمن نے آگ میں ڈال دیا تھا۔

انہوں نے کہا! کہ وہ عبداللہ بن ثوب ہیں

حضرت عمر ؓ نے فرمایا! میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کیا وہ آپ ہی ہیں۔

ابو مسلم نے کہا! ہاں

حضرت عمر فاروق ؓ نے ان کو گلے سے لگا لیا اور رو پڑے پھر ان کو لے جا کے اپنے اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے درمیان بٹھا دیا اور فرمایا! الحمدللہ ۔ اللہ کا بڑا شکر ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے مجھے امت محمدیہ (ﷺ) میں سے ایسے فرد کو دکھایا

جس کے ساتھ وہ فعل دوہرایا گیا جو ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا۔

(اسد الغابۃ: ۳۰۴/۶، ۶۲۴۷، الاستیعاب: ۱۷۵۸/۴)

8.9.5 ۔ تہامہ یمن میں ارتداد

تہامہ یمن میں ارتداد کی تحریک کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے بغیر کسی قابل ذکر کوشش کے کچل دیا گیا۔ تہامہ کے مسروق عکی جیسے مسلمان مجاہدوں نے یہ ذمہ داریاں سنبھالیں اور قبیلہ عک کے ساتھ مرتدین سے قتال کیا۔ تہامہ کے مرتدین کو کچلنے میں سرفہرست طاہر بن ابی ہالہؓ تھے جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تہامہ کے حصہ کے گورنر تھے۔ جو قبیلہ عک اور اشعریوں کا وطن ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عکاشہ بن ثور کو حکم دیا کہ وہ تہامہ میں ٹھہریں اور وہاں کے باشندوں کو اپنے ساتھ ملائیں اور اگلے حکم کا انتظار کریں۔ اور بجیلہ کے پاس حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جریر بن عبداللہ بجلیؓ کو واپس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی قوم کے مضبوط مسلمانوں کو لے کر اسلام سے مرتد ہونے والوں سے جنگ کریں اور پھر خثعم کے پاس پہنچیں اور ان کے مرتدین سے جنگ کریں۔ جریرؓ اپنی مہم پر روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو حکم دیا تھا اس کو پورا کیا۔ تھوڑے سے افراد کے علاوہ ان کے مقابلہ میں کوئی نہیں آیا۔ آپؓ نے ان کو قتل کر دیا اور جو قتل ہونے سے بچ گیا وہ بھاگ گیا۔ نجران میں حارث بن کعب کے کچھ لوگوں نے اسود عنسی کی پیروی اختیار کی اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تردد کا شکار رہے۔ ان سے مقابلہ

کرنے کے لئے مسروق عکی نکلے۔ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ بغیر کسی جنگ کے مسلمان ہو گئے۔ پھر ان کی اصلاح کے لئے مسروق عکی وہاں ہی ٹھہر گئے اور جب مہاجر بن ابی امیہ ؓ وہاں پہنچے تو نجران کی حالت بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔

(الیمن فی صدر الاسلام: ۲۷۷، تاریخ طبری: ۱۴۲/۴)

8.9.6 ۔ طلیحہ بن خویلد

طلیحہ بن خویلد (بن نوفل بن نضلہ الاسدی) نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے تھا۔ یہ 9 ھ میں عام الوفود کے سال اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ پر احسان جتلانے لگا کہ ہم خود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں۔ اس پر قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ O

(سورۃ الحجرات۔ 17)

یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچے (مسلمان) ہو۔

جب یہ اپنے علاقے میں واپس گیا تو مرتد ہو گیا اور خود نبوت کا دعویٰ

کرنے لگا۔ یہ شخص غرور کا شکار ہو گیا، اس کا مسئلہ بہت زور پکڑ گیا اور اس نے بہت طاقت حاصل کر لی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ضرار بن ازور اسدی کو اس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا لیکن یہ اتنا طاقت ور ہو گیا تھا کہ ان کے قابو میں نہیں آیا۔ بنو اسد اور بنو غطفان اس کی حمایت کر رہے تھے۔ بعد میں بنو عبس اور بنو ذبیان بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر بزاخہ میں جمع ہو گئے۔ طلیحہ نے بنی جدیلہ اور غوث کو کہلوایا کہ تم بھی فوراً میرے پاس آ جاؤ۔ ان قبائل کے کچھ لوگ تو فوراً اس کے پاس پہنچ گئے اور اپنی قوم کو ہدایت کی کہ وہ بھی ان سے آ کر مل جائیں اور وہ بھی بعد میں طلیحہ کے پاس آ گئے۔

مدینہ کے شمال، شمال مغرب اور شمال مشرق کے تقریباً بارہ قبائل جو کہ طلیحہ کے زیر اثر تھے انہوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے شام کی مہم پر روانہ ہوتے ہی مدینہ منورہ کا گھیراؤ کر لیا۔ یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ جن میں بنو اسد قبیلہ کے لوگ بھی شامل تھے ان کی قیادت طلیحہ کی طرف سے حبّال کر رہا تھا۔ یہ مدینہ سے سات میل دور مقام ذوالقصہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ دوسرا گروہ جس میں عبس اور ذبیان قبیلے شامل تھے۔ ذوالقصہ کے پیچھے مغرب کی طرف ابرق کی چراہگاہوں میں ٹھہرا۔ ان کا ایک وفد مدینہ آیا اور صحابہ کرامؓ سے ملا اور کہا کہ اپنے خلیفہ سے سفارش کیجئے کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوۃ نہیں دیں گے اس کی اجازت دلائیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جو نہایت نرم طبیعت کے مالک تھے وہ اس معاملہ میں کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں اونٹ باندھنے

کی ایک رسی کے لئے بھی ان سے جہاد کروں گا جو یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے اور اب اس کا انکار کر رہے ہیں۔ وفد واپس لوٹ گیا اس نے اپنی قوم کو بتایا کہ مدینہ میں نہ فوج ہے اور نہ ہتھیار یہ حملہ کرنے کا بہترین وقت ہے۔

8.9.7 ۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی ذو القصہ روانگی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو حکم دیا کہ پہلے اکناف کے مقام پر قبیلہ طے سے مقابلہ شروع کریں پھر بزاخہ جائیں اور وہاں سے بطاح جائیں اور دشمنوں سے نمٹنے کے بعد جب تک کوئی نئے احکامات نہ ملیں کوئی دوسری کاروائی نہ کریں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ بھی بتا دیا کہ وہ خیبر کی طرف جا رہے ہیں اور وہاں سے بنوسلمٰی کے علاقے پر خالد بن ولیدؓ سے ملیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بزاخہ پہنچے پھر وہاں سے راستہ کاٹ کر اجا کی طرف روانہ ہوئے اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ آپؓ خیبر کی طرف جا رہے ہیں اور پھر وہاں سے ان کی طرف پلٹیں گے اس خیال سے بنو طے کے لوگ اپنی جگہ رکے رہے اور طلیحہ کی طرف نہیں گئے۔ دوسری طرف حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عدی ؓ سے کہا کہ تم فوراً اپنی قوم کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ اس ہنگامے میں وہ برباد ہو جائیں۔ عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں ذردہ اور غارب میں روک لیا۔ عدی نے ان کو اسلام پر واپس آنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابوالفضل (یعنی حضرت ابوبکر صدیق ؓ) کی ہرگز بیعت نہیں کریں گے۔ عدی نے کہا کہ تمہارے

مقابلہ میں ایسی فوج آ رہی ہے کہ وہ گھر برباد کر دیں گے۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو جاؤ اس شخص سے نمٹ لو۔ بنو طے کے لوگوں نے عدی سے کہا کہ ٹھیک ہے تم ان سے جا کر ملو اور ان کو ہم پر حملہ کرنے سے روکو۔ اس دوران ہم اپنی قوم کے لوگوں کو بزاخہ سے واپس بلا لیتے ہیں۔ یہ بات اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اب ہم طلیحہ کی مخالفت کریں گے جبکہ ہمارے لوگ ان کے قبضہ میں ہیں تو وہ یا تو ان کو قتل کر دیں گے یا یرغمال کی حیثیت سے قیدی بنا لیں گے۔

(تاریخ طبری: ج ۲ ح ۲ ص ۴۸۳)

1 ۔ عدیؓ کی خالد بن ولیدؓ کے پاس قوم کی سفارش

عدیؓ خالد بن ولیدؓ کے پاس آئے اس وقت خالدؓ سنخ کے مقام پر تھے۔ عدی نے خالدؓ سے درخواست کی کہ مجھے تین دن دے دیں کہ میری قوم کی طرف کاروائی شروع نہ کریں۔ پانچ سو جنگجو تمہارے ساتھ ہو جائیں گے جن کے ساتھ مل کر تم دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ خالدؓ نے اس کی تجویز مان لی۔ عدی اپنی قوم کے پاس واپس آئے اس سے پہلے وہ بزاخہ سے اپنے لوگ واپس بلانے کے لئے آدمی بھیج چکے تھے۔ ان سب کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں اسلام لانے پر قائل کر لیا۔ ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجوا دی گئی۔ خالدؓ نے جدیلہ کے مقابلہ کے خیال سے النسر کی طرف کوچ کیا۔ عدی نے ان سے کہا کہ طے کی مثال ایک پرندہ کی سی ہے جدیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے ایک ہے۔ آپؓ

مجھے چند دنوں کی مہلت دیں میں ان کو بھی راہ راست پر لے آؤں گا۔ عدی جدیلہ کے پاس آئے وہ شروع میں انکار کرتا رہا لیکن عدی کی مسلسل کوششوں کی وجہ سے وہ قائل ہو گیا۔ اس کے اسلام لانے کی خوشخبری عدی نے خالد بن ولیدؓ کو دی۔ اس قبیلہ کے ایک ہزار اونٹ سوار اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے مسلمانوں کے پاس آگئے۔ اس طرح عدی بن حاتمؓ سے زیادہ با برکت اور سعادت مند شخص بنو طے میں میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔ (تاریخ طبری: ج ۲ ح ۲ ص ۴۸۴)

2 ۔ بنو اسد اور بنو فزارہ سے مقابلہ

سعد بن مجاہدؓ نے اپنی قوم کے بزرگوں کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انہوں نے خالدؓ سے کہا کہ ہم قیس سے نمٹ لیتے ہیں اور بنی اسد ہمارے حلیف ہیں ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔ خالدؓ نے کہا کہ قیس بھی کچھ کم طاقتور نہیں لہٰذا دونوں قبیلوں میں جس کی طرف جانا چاہو جاؤ۔ اس پر عدیؓ نے کہا کہ اگر اسلام میری قوم میں سے میرے قریب تر خاندان نے بھی چھوڑا ہوتا تو میں ان سے جہاد کرتا۔ محض اس وجہ سے کہ بنی اسد ہمارے حلیف ہیں ہم ان سے نہ لڑیں میں اسے ٹھیک نہیں سمجھتا۔ خالدؓ نے کہا کہ دونوں فریق سے جنگ کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے لہٰذا اس معاملہ میں تم اپنے قبیلے کے لوگوں کی مخالفت مت کرو اور کسی ایک فریق کے مقابلہ کے لئے چلے جاؤ جس سے لڑنے کا وہ زیادہ شوق رکھتے ہو۔

(تاریخ طبری: ج ۲ ح ۲ ص ۴۸۶)

8.9.8 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی حکمت عملی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے وفد کے جاتے ہی جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں، آنے جانے والے راستوں پر چار صحابی حضرت علی ؓ، طلحہ ؓ، زبیر ؓ، اور عبداللہ بن مسعود ؓ کی قیادت میں مورچے بٹھا دئے اور اہل مدینہ کو جمع کر کے ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ تین دن بعد دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ چاروں صحابی اپنے مورچوں میں ڈٹے ہوئے مقابلہ کرتے رہے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے مزید مدد بھیجنے کے لئے کہلوایا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا ڈٹے رہو میں مزید مدد بھیج رہا ہوں۔ مدینہ میں نہ گھوڑے تھے، نہ تیز رفتار اونٹ جو کچھ بھی موجود تھا حضرت ابوبکر صدیق ؓ جلدی جلدی ان کو لے کر نکلے اور زبردست لڑائی ہوئے۔

دشمن نے ایک چال چلی جس سے مسلمانوں کی اونٹنیاں بدک گئیں لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بڑی مہارت سے ان کو سنبھال لیا اور دشمن پر بھرپور حملہ کیا جس سے ان کے قدم اکھڑ گئے اور ان کا سردار حبّال جو جنگ کی قیادت کر رہا تھا کہ مارا گیا۔ ان کی فوج نے فرار ہونا شروع کیا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کا تعاقب کیا وہ ذوالقصہ اپنے کیمپ پہنچے وہاں تک حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کا پیچھا کیا وہ وہاں سے بھی تتر بتر ہو گئے۔ اس فتح سے مسلمانوں کی عزت بحال ہوئی اور دشمن پر بھی رعب بیٹھ گیا۔ دشمن سے مقابلہ نہ ہو سکا تو انہوں نے واپس جا کر اپنے علاقوں کے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اس کی خبر پہنچی تو انہیں بہت غصہ آیا اسی وقت انہوں نے ایک فوج ان کے مقابلہ کے لئے تیار کی

اتفاق سے انہی دنوں حضرت اسامہ بن زید ؓ کا لشکر کامیابی حاصل کر کے واپس آ گیا تھا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو بھی اس لشکر میں شامل کر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ خود لشکر کی قیادت کرتے ہوئے ذوالقصہ پہنچے وہاں سے ربدہ کے گاؤں کا رخ کیا جس کے پاس قبیلہ مرّہ، ثعلبہ، عبس اور ذبیان کے لوگ جمع تھے وہاں لڑائی ہوئی اور دشمنوں کو شکست ہوئی اور وہ وہاں سے بھاگ گئے اور ان چراہ گاہوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ آگے بڑھ کر ان کا پیچھا کرنا چاہتے تھے لیکن صحابہ کرام ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا مزید آگے جانا مناسب نہیں سمجھا اور ان کو مدینہ واپس بھیج دیا۔ باقی فوج ان کے مقابلہ کے لئے وہاں ٹھہری رہی۔

ایک روایت میں ہے کہ ضرار بن ازور نے جس وقت طلیحہ اسدی کو اپنی قوت اکٹھا کرنے کی خبر دی تو ضرار کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے زیادہ کسی کو جنگی عزم سے زیادہ پُر نہیں دیکھا۔ ہم آپ ؓ کو دشمن کے اکٹھے ہونے کی خبر دیتے اور آپ ؓ کی کیفیت یہ ہوتی کہ گویا ہم آپ ؓ کو آپ ؓ کے حق میں کوئی خیر کی خبر دے رہے ہیں۔ (تاریخ الاسلامی للحمیدی: ۷۸/۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ طلیحہ بن خویلد کہتا تھا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ اسلام وحی لے کر آتے ہیں۔ اس نے نماز میں سے سجدوں کو خارج کر دیا تھا۔ لوگ اس کی باتوں میں اس طرح آئے کہ ایک دفعہ یہ اپنی قوم کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ راستہ میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ پیاس سے پریشان ہو گئے۔ اس نے کہا کہ میرے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں پانی تک پہنچا دوں گا اور کچھ دور آگے اتفاق

سے پانی مل گیا تو لوگ اس کے معتقد ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کے جھوٹے دعویٰ کی خبر ہوئی تو اس سے نپٹنے کے لئے ایک لشکر تیار کیا جس کا امیر حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنایا۔ حضرت خالد بن ولید لشکر لے کر چلے اور قبیلہ طے پہنچے اور اپنی جنگی حکمت عملی کے ساتھ آس پاس کے قبائل کو اپنے ساتھ ملایا اور اس کے سر پر جا پہنچے۔ طلیحہ کے لشکر کا سردار عینیہ بن حصین فزاری تھا اور خود طلیحہ دورانِ جنگ ایک خیمہ میں سر پر چادر ڈال کر بیٹھا کہ مجھ پر وحی نازل ہونے والی ہے۔ جنگ کے دوران مسلمانوں کی زبردست طاقت کو دیکھ کر عینیہ فوراً طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ تیرے پاس جبرائیل (علیہ اسلام) وحی لے کر آئے۔ طلیحہ نے کہا کہ ابھی نہیں۔ اسی طرح عینیہ نے دو مرتبہ آکر پوچھا طلیحہ نے ہر دفعہ یہی کہا کہ ابھی نہیں۔ جب مسلمانوں کے لشکر نے ان کا محاصرہ کر لیا تو عینیہ تیسری مرتبہ طلیحہ کے پاس آیا اور گھبراہٹ کے عالم میں پوچھا کہ اب بھی جبرائیل (علیہ اسلام) کوئی وحی لے کر آئے کہ نہیں۔ طلیحہ نے کہا کہ ہاں وحی لائے ہیں کہ!

"تیرے پاس بھی ویسی ہی چکی ہے جیسی مسلمانوں کے پاس ہے اور
تیرا ذکر بھی ایسا ہی ہے جسے تو کبھی بھی نہ بھولے گا"

عینیہ جو پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا اسے طلیحہ پر غصہ آرہا تھا اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور چیخ کے بولا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ جلدی ایسے واقعات پیش آئیں گے جن کو تو کبھی نہ بھولے گا۔ اس کے بعد عینیہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ اے گروہ

فزارہ! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ اللہ کی قسم! یہ شخص جھوٹا ہے بھاگ کر اپنی جانیں بچاؤ۔

بنوفزارہ نے جب اپنے امیر کی بات سنی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ طلیحہ کا لشکر بھی منتشر ہوگیا جو لوگ اس کے پاس رہ گئے وہ بہت پریشان تھے۔ انہوں نے طلیحہ سے پوچھا کہ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ طلیحہ نے پہلے ہی اپنے لئے ایک گھوڑے اور اپنی بیوی کے لئے ایک اونٹ کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ جب اس نے یہ صورتحال دیکھی تو دوڑ کر گھوڑے پر سوار ہوگیا اور اپنے بیوی کو بھی سوار کر کے یہ کہتے ہوئے بھاگا کہ جو کوئی میری طرح اپنے اہل وعیال کو لے کر بھاگ سکتا ہے وہ بھاگ جائے۔ طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ عینیہ بن حصین نے مدینہ منورہ جا کر اسلام قبول کرلیا اور جو قبائل مرتد ہوگئے تھے وہ بھی دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ (ابن ہشام، معارج النبوۃ)

نبوت کے دعویداروں میں سے ایک قوت کا خاتمہ ہوا اور عرب کی ایک کثیر تعداد دوبارہ اسلام پر واپس آگئی۔ بنو بزاخہ کی شکست کے بعد بنو عامر بھی واپس ہوئے کہ اسلام سے نکلے تھے وہاں واپس اسلام میں داخل ہو جائیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان سے ان شرائط پر بیعت لی جن پر اہل بزاخہ، اسد، غطفان اور بنو طے سے ان سے قبل بیعت لی تھی اور انہوں نے اسلام پر واپس آنے کا اعلان کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بنو اسد، غطفان، ہوازن، سلیم اور طے سے یہ شرط لگائی تھی کہ ان لوگوں کو حاضر کر کے دیں گے جنہوں نے مرتد

ہونے کی حالت میں مسلمانوں کو نذر آتش کیا تھا، ان کا مثلہ کیا تھا اوران پر زیادتی کی تھی۔ انہوں نے ان کو حاضر کردیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کے جرم کی سزا کے طور پر قصاص لیتے ہوئے کچھ کو نذر آتش کردیا، کچھ کو پتھر سے کچل دیا، کچھ کو پہاڑ سے دھکیل کر ختم کردیا، کچھ کو اندھے کنویں میں الٹا لٹکا دیا اور کچھ کو تیر سے مارا گیا۔ بقرہ بن ہبیرہ اور دوسرے قیدیوں کو دارالخلافہ مدینہ منورہ روانہ کردیا اور اس کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ایک خط بھی لکھا کہ:

بنو عامر اعراض کے بعد واپس آ گئے ہیں اور اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس سے کم پر میں کسی سے راضی نہیں ہوا خواہ اس نے مجھ سے جنگ کی یا مصالحت کی ہو کہ ان لوگوں کو میرے پاس لا کر حاضر کریں جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ پھر ان مجرموں کو میں نے اسی طرح قتل کیا اور آپ ؓ کے پاس بقرہ اور اس کے ساتھیوں کو بھیج رہا ہوں۔ (تاریخ طبری:۶۲/۴)

ان قیدیوں میں عیینہ بن حصین بھی تھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے اسے سخت جکڑنے کا حکم دیا تاکہ دوسروں کو خوف ہو۔ جب وہ اس کیفیت میں مدینہ میں داخل ہوا تو مدینہ کے بچے اس کا مذاق اڑانے لگے اور ہنستے ہوئے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اسے مکے دکھانے لگے اور کہتے: او اللہ کے دشمن! تو اسلام سے مرتد ہو گیا۔ وہ جواب دیتا کہ میں ایمان لایا ہی نہیں تھا۔ اس کو خلیفۃ الرسول ؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ ؓ نے اس کے ساتھ عفو و درگزر کا ایسا برتاؤ کیا کہ وہ اس کی مخالفت نہ کرسکا۔ آپ ؓ نے اس کے ہاتھ کھولنے کا حکم دیا۔ پھر اس سے توبہ کرائی،

عیینہ نے خالص توبہ کا اعلان کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت پیش کی اور اسلام لایا۔ پھر اچھی طرح اسلام پر کاربند رہا۔

(الصدیق اول الخلفاء: ۸۷)

8.9.9 ۔ طلیحہ کا قبول اسلام

طلیحہ مسلمانوں سے جنگ میں شکست کھا کر میدان سے فرار ہو گیا تھا اور جا کر بنو کلب میں چھپ گیا تھا اور بعد پھر اپنے اس دعویٰ باطل سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہو گیا تھا۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات تک وہاں ہی مقیم رہا۔ اس کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کو اطلاع ملی کہ بنو اسد، بنو غطفان، اور بنو عامر مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دور خلافت میں یہ عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوا اور مدینہ سے گزرا۔ وہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ طلیحہ حاضر ہے۔ آپؓ نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا کروں جاؤ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت دی۔ طلیحہ نے مکہ آ کے عمرہ کیا اور پھر حضرت عمر فاروقؓ کے خلیفہ بننے پر ان کی بیعت کرنے آیا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم عکاشہ اور ثابتؓ کے قاتل ہو بخدا میں تمہیں پسند نہیں کرتا۔ طلیحہ نے کہا! امیر المومنین! آپؓ ان دو شخصیات کا غم کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں شہادت کی فضیلت عطا فرمائی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے بیعت کر لی اور کہا! اے مکار! کیا تم میں اب بھی کچھ کہانت کی قوت باقی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب کچھ قوت باقی نہیں رہی۔

پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس آ گیا اور عراق جانے تک وہاں ہی مقیم رہا۔ بعد میں وہ عراق چلا گیا اور حضرت علیؓ کے زمانے میں نہاوند کے مقام پر جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔ (تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۴۹۱)

8.9.10 ۔ اہل بزاخہ کا دوبارہ اسلام میں داخل ہونا

اہل بزاخہ نے کہا کہ ہم بھی اس دین میں داخل ہوتے ہیں جس کو ہم نے چھوڑ دیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان سے بھی انہی شرائط پر بیعت لی جو انہوں نے بنواسد، غطفان، اور طے سے لی تھی۔ ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی۔ حضرت خالدؓ نے ان سے یہ شرط طے کی تھی کہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے ارتداد کے زمانے میں اپنے علاقے کے مسلمانوں کو جلایا تھا اور ان کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا اور مظالم کئے تھے ان کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے حوالے کر دیں گے۔ ان قبائل نے اپنے ان تمام لوگوں کو حضرت خالدؓ کے حوالے کر دیا۔ (تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۴۹۲)

8.9.11 ۔ ام زِمل کا واقعہ

طلیحہ کے گمراہ ساتھیوں کی ایک جماعت جس کا تعلق بنو غطفان سے تھا ظفر کے مقام پر ایک خاتون کے پاس جمع ہوئے۔ جس کا نام ام زِمل ''سلمٰی بنت مالک بن حذیفہ'' تھا۔ یہ بھی اپنی ماں ام قرفہ کی طرح عرب کی بااثر خواتین میں

سے تھی۔ شرف اور منزلت میں اس کی ماں کی مثال بیان کی جاتی تھی کیونکہ اس کے پاس اولاد کی کثرت تھی۔ اس کا قبیلہ وگھرانہ عزت اور قوت میں مشہور تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو قبیلہ فزارہ کی طرف لڑائی کے لئے بھیجا اور انہیں فتح نصیب ہوئی۔ بنو فزارہ کے بہت سے لوگ مارے گئے ان میں ام قرفہ نامی ایک عورت بھی قتل ہوئی۔ ام زمل اس کی بیٹی تھی اسے لونڈی بنالیا گیا اور وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حصہ میں آئی۔ آپؓ نے اسے آزاد کردیا۔ اس کو اپنی ماں کی موت کا بہت افسوس تھا اور وہ مسلمانوں سے اپنی ماں کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں جب فتنہ ارتداد ابھرا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے بزاخہ کے میدان میں مرتدین کو شکست دی تو بچے کچھے لوگ ام زمل کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

جب اس کے پاس کافی لوگ جمع ہو گئے تو اس نے انہیں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ جنگ کرنے پر اکسایا اور وہ تیار ہو گئے۔ بنو سلیم، بنو طے، بنو ہوازن اور بنو اسد کے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہ بھی اپنی ماں کے اونٹ پر میدان جنگ میں موجود تھی۔ اس اونٹ کی بہت تعریفیں مشہور تھیں، اس اونٹ کو جنگی تربیت دی گئی تھی۔ ام زمل اشتعال انگیز تقریریں کر رہی تھی اور اپنے فوجیوں کو جوش دلا رہی تھی۔ اسے جنگ کرنے کی مہارت حاصل تھی۔ ام زمل کے گرد سو اونٹ اس کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ مسلمان ان پر بھرپور حملے کر رہے تھے۔ ان کا اصل نشانہ ام زمل تھی۔ جنگ میں ان کو حضرت خالد بن

ولیدؓ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ ام زِمل کے اونٹ کوبھی مار دیااوراس کوبھی۔ اس کے قتل کے بعداس کے فوجیوں میں بے دلی چھاگئی اور وہ پسپا ہو گئے اور میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ اس فتح کی خوشخبری مدینہ طیبہ حضرت ابوبکرصدیقؓ کے پاس بھیجوا دی گئی۔

(البدایہ والنہایہ: ۳۲۳/۶) (الکامل فی التاریخ ج ۱ص ۲۱۱)

8.9.12 ۔ حضرت فاطمہ الزہراءؓ اورزوجہ صدیق اکبرؓ

حضرت فاطمہ الزہراء ؓ اور خاندان صدیق اکبر ؓ کے خوش اسلوبی کے واقعات میں یہ چیز بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراءؓ کی زندگی کے آخری لمحات میں حضرت ابوبکرؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے تمام خدمات انجام دیں۔ حضرت فاطمہ ؓ کی تیمارداری وعیادت اور بعدازوفات غسل وغیرہ سب چیزیں انہی کے ہاتھوں انجام پائیں۔

حضرت زین العابدینؒ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان کی دادی حضرت فاطمہ ؓ جب سخت بیمار ہوئیں اوران کی تیمارداری حضرت اسماء بنت عمیس ؓ زوجہ حضرت ابوبکرصدیق ؓ کررہی تھیں تو آپ ؓ حضرت اسماء ؓ سے فرمانے لگیں کہ تمہیں اندازہ ہورہاہے کہ یہ میرا آخری وقت ہے۔ کیا میرے جنازے کوبھی اس طرح بلاپردہ اٹھایاجائے گا؟ تواسماء ؓ بولیں کہ ہرگزنہیں! آپ ؓ کے لئے ایک باپردہ چارپائی تیارکرتی ہوں جیسا کہ حبشہ کے علاقوں میں میں نے طریقہ دیکھاہے۔ توحضرت فاطمہ ؓ نے کہا کہ مجھے اس طرح بناکردکھاؤ توحضرت

اسماء ؓ نے کھجور کی تازہ چھڑیاں اسواف (یعنی حرم مدینہ) سے منگوائیں اور چارپائی پر لگا کر اس پر پردہ ڈال دیا اسے دیکھ کر حضرت فاطمہ ؓ مسکرانے لگیں ۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں نے کبھی ان کو مسکراتے نہیں دیکھا تھا۔ پھر ان کی وفات کے بعد اسی طرح سے ان کا جنازہ باپردہ اٹھایا گیا اور رات کے وقت ان کی تدفین کی گئی۔

(مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۶۲، طبقات ابن سعد: تذکرہ اسماء ج ۸ ص ۱۸)

1 . بی بی فاطمہ ؓ کی نمازِ جنازہ

امام مالکؒ اس سند سے جو حضرت جعفر صادق ؒ سے شروع ہو کر سیدنا زین العابدینؒ پر ختم ہوتی ہے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ ؓ کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا۔ انتقال کی خبر سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت زبیر ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ تشریف لائے۔ جب جنازہ پڑھنے کے لئے لایا گیا تو حضرت علی ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ آپ ؓ نمازِ جنازہ پڑھائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ؓ کی موجودگی میں؟ حضرت علی ؓ نے جواب دیا کہ ہاں! آگے بڑھیئے واللہ آپ ؓ کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور رات ہی کو تدفین عمل میں آئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۸، ص ۲۹) (کنز العمال علی متقی ہندی ج ۶ ص ۳۱۸ باب فضائل الصحابہ فصل الصدیق بحوالہ خط فی رواۃ مالک)

" جب حضرت فاطمہؓ فوت ہوئیں تو حضرت علیؓ نے ان کو رات میں دفن کیا اور (جنازہ کے موقعہ پر) حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ کے بازو پکڑ کر جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھایا۔"

(السنن الکبریٰ للبیہقی مع الجواہر النقی ج۴ ص۲۹ کتاب الجنائز)

(کنز العمال ض ۷ ص۱۱۴ بحوالہ بیہقی کتاب الفضائل فضائل فاطمہؓ)

" حضرت جعفر صادقؒ اپنے والد حضرت محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ دختر رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپؓ خلیفۃ الرسول ہیں آپؓ نماز جنازہ پڑھائیں۔ پس ابوبکرؓ نے مقدم ہو کر نماز جنازہ پڑھائی۔ (کنز العمال (خط فی رواۃ مالکؒ) ج۶ ص۳۱۸ روایت ۵۲۹۹۔ باب فضائل الصحابہ فضل الصدیقؓ۔ مسندات علیؓ)

حضرت فاطمہ الزہراءؓ کا انتقال 3 ر رمضان المبارک 11ھ، ہفتہ بمطابق 22 ر نومبر 633ء کی رات کو ہوا۔ اس وقت آپؓ کی عمر مبارک 29 سال تھی۔ آپؓ کا انتقال رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ کو پہلے ہی بتلا چکے تھے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپؓ ہی ان سے ملیں گی۔ اس کے ساتھ فرمایا تھا!

(اما ترضين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة)

کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو گی۔

9.0 ۔ مرتدین

9.1 ۔ پس منظر

امام نوویؒ ارتداد کی تعریف میں فرماتے ہیں: نیت یا کفریہ قول وفعل کے ذریعہ اسلام کا انکار کردینا خواہ ازراہ مذاق کے طور پر ہی یہ بات کہی ہو یا دشمنی یا اعتقاد کی بنیاد پر ہو اس کا شمار مرتد میں ہوتا ہے۔ جس نے خالق کا یا رسولوں کا انکار کیا یا کسی رسول کی توہین کی یا اسلام میں حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی کو حلال قرار دیا، یا اس کے برعکس اسلام کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی حلال چیز کو حرام قرار دیا۔ وہ کافر ہوگیا۔ (شرح متن المنھاج، لشرف الدین النووی ۵۱۹)

شریعت میں مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد وہ کام کرے جس سے کفر لازم آتا ہو۔ (احکام المرتد للسامرائی:۴۴)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرتد ہر اس شخص کو کہیں گے جو اس چیز کا انکار کرے جس کا دین ہونا معلوم ومتعین ہو جیسے نماز، زکوۃ، نبوت، مومنین سے دوستی ومحبت یا ایسے قول یا فعل کا مرتکب ہو جس میں کفر کے سوا کوئی اور تاویل نہ کی جاسکے۔

(حرکۃ الردۃ: ر علی العتوم ۱۸)

اس سلسلہ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ O (سورۃ آل عمران۔149)

مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔

9.2 ۔ مرتدین کی اقسام واسباب

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے۔ لیکن ان کے اسباب مختلف تھے۔ بعض قبائل کے مرتد ہونے کی وجہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا صدمہ، دین میں کمزوری، عقل وفہم کی کمی، جاہلیت اوراس کی بُرائیوں سے محبت، نظام سے بغاوت اور شرعی حکومت کے خلاف خروج، قبائلی عصبیت، اقتدار کی لالچ، دین کو مال کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا، لالچ اور کنجوسی، حسداوراس پر یہود ونصاریٰ اور مجوسیوں کا سازشی کردار ہے۔

کچھ لوگوں نے تو سرے سے ہی اسلام کو چھوڑ دیا اور بت پرستی اختیار کر لی۔ کچھ لوگوں نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر دیا، کچھ لوگوں نے نماز کا انکار کر دیا، کچھ لوگ نے کہا کہ مسلمان رہیں گے نماز بھی پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے خوش ہو گئے اور جاہلی اعمال اور عادات میں لگ گئے۔ کچھ لوگ شش و پنج میں پڑ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ جس کا غلبہ ہو گا اس کی طرف ہو جائیں گے۔

امام خطابیؒ فرماتے ہیں: مرتدین دو طرح کے تھے، ایک تو وہ جو دین سے مرتد ہوئے اور ملت کو چھوڑ کر کفر کی طرف چلے گئے۔ اس فرقہ کے دو گروہ ہو

گئے۔ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی پر ایمان لائے۔ ان کی نبوت کی تصدیق کی اور رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو دین اسلام سے مرتد ہوئے، شرعی احکام کا انکار کیا، نماز اور زکوٰۃ کا انکار کیا اور جاہلی دین کی طرف لوٹ گئے۔ دوسرے گروہ کے مرتدین وہ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی۔ نماز کا اقرار کیا اور زکوٰۃ کا انکار کیا اور کہا کہ ہم خلیفہ وقت کو زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خود تو زکوٰۃ دینا چاہتے تھے لیکن ان کے سرداروں نے ان کو روک دیا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۲۰۳)

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن صالح المحمود نے مرتدین کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک وہ جو بت پرستی میں لگ گئے۔ دوسرے جنہوں نے جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح کی اتباع کی۔ تیسرے وہ جنہوں نے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کیا۔ چوتھے وہ جنہوں نے زکوٰۃ کی فرضیت کا تو انکار نہیں کیا لیکن خلیفہ وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے دور اندیش، زیرک فتنہ ارتداد کی عظیم پر آشوب آفت اور پریشان کن حالات میں ہوش و حواس کے ساتھ فیصلے کرنے والے تھے۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ فرماتے ہیں! حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ سمجھدار اور بہترین رائے رکھنے والے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بصیرت اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ تیز تھی۔ کیونکہ آپؓ نے معاملہ کو اس ایمانی بصیرت سے سمجھا جو تمام کے ایمان پر

بھاری تھا۔ وہ یہ کہ زکوٰۃ کو ایمان کی شرائط سے الگ کیا جائے۔ جس نے اللہ کی واحدانیت کا اقرار کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے حق کو تسلیم کرے جو اس کے مال میں فرض کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ مال اصل میں اللہ کا ہی ہے۔ زکوٰۃ کے بغیر صرف لا الٰــہ الا الـلّٰــہ کا قوم کی زندگی میں کوئی وزن نہیں اور جس طرح لا الٰہ الا اللّٰہ کے دفاع میں تلوار اٹھانا شرط ہے اسی طر ح زکوٰۃ کی دفاع میں تلوار اٹھانا شرط ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ یہی صحیح اسلام ہے اور اس کے برعکس اسلام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ O

(سورۃ البقرۃ ۔ 85)

(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتابِ (الٰہی) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کر دیتے ہو، تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رُسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں ہے۔۸۵۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا موقف جس میں کوئی نرمی، کوئی سودے بازی اور کمزوری نہیں تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام شدہ موقف تھا۔ اللہ رب العالمین کے احسان کے بعد اس دین کی سلامتی اور اس کو اصل حالت میں بقاء کے سلسلہ میں اس موقف کا بڑا اہم کردار رہے۔ سب نے اس کا اقرار کیا اور تاریخ نے اس بات کی شہادت دی کہ ظالم کا ارتداد اور اسلام کی ایک ایک کڑی کو توڑنے کی سازش کے مقابلہ میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جو موقف اختیار کیا وہی موقف تھا جو انبیاء و رسل نے اپنے دور میں اختیار کیا اور یہی خلافتِ نبوت ہے جس کا حق حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے ادا کر کے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی تعریف وستائش اور دعا کے مستحق ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

(المرتضیٰ للندوی: ۸۲)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا ان میں مرتدین بھی تھے۔ عرب کے بہت سے سردار مرتد ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے خلیفہ بنتے ہی فوری طور پر اس طرف توجہ دی اور لوگوں کے مرتد ہونے سے روکنے کے لئے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے مختلف اسلامی لشکر تیار کیئے گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے مرتدین کے نام ایک خط تحریر فرمایا اس میں آپ ؓ لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خلیفۃ الرسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہر اس شخص کے نام جو اگرچہ

خواص میں سے ہو یا عوام میں سے اور خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا مرتد ہو چکا ہو۔

سلامتی ہو ان ان لوگوں پر جو ہدایت کی پیروی کریں اور ہدایت کے بعد گمراہی کی طرف نہ پلٹیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جو واحد لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) ان کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے پاس حق دے کر بھیجا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا درس دیں اور انہیں نیک کاموں کا اجر اور بُرائیوں کے انجام سے ڈرائیں۔ جس نے حق کو قبول کر لیا اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت سے نوازا اور جس نے حق سے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے مجبوراً اسلام قبول کر لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کیا اور آپ ﷺ نے اپنی امت کی خیر خواہی کا بھرپور حق ادا کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ذمہ جو فرض تھا وہ انہوں نے بخوبی ادا کیا اور امت تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی وحدت کی گواہی دیتے رہو۔ نبی کریم ﷺ پر پختہ ایمان رکھو اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے رہو۔ اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت نہ دی وہ گمراہ ہو گئے۔ جو لوگ گمراہ ہیں ان کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔ مجھے معلوم ہے کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد شیطان کی چالوں میں آ کر مرتد ہو گئے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقام پر شیطان کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے اسے کھلا دشمن بتایا ہے اور

شیطان ہمیں دوزخ کا ایندھن بنانا چاہتا ہے اس لئے ہمیں اس کی چالوں سے بچنا چاہئے اور اس کو اپنا دشمن سمجھنا چاہئے۔

میں نے خالد بن ولیدؓ کو مہاجرین وانصار کے ایک لشکر کے ہمراہ تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ پہلے تمہیں دین حق کی دعوت دیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب دوبارہ بلائیں۔ اگر تم نے ان کی دعوت قبول کر لی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کر لی اور دین اسلام پر استقامت اختیار کی تو وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور اگر تم نے انکار کیا تو پھر وہ تمہارے خلاف جہاد کریں گے اور تمہیں قتل کریں گے۔ تم میں جو بھی ایمان لے آئے اس کے لئے امن ہے اور جو ایمان نہ لائے وہ ہمارے نزدیک واجب القتل ہے۔

9.3 ۔ مرتدین کی مدینہ منورہ میں ناکامی

بعض قبائل کے وفود جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے رک گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ زکوٰۃ نہ دینے پر ان کو راضی اور مطمئن کریں۔ لیکن آپؓ اپنے موقف پر سختی سے ڈٹے رہے۔ ان وفود نے جب آپؓ کے عزم کو بھانپ لیا تو مدینہ سے واپس چلے گئے۔ وہ اس بات کو سوچنے لگے کہ مسلمانوں کی کمزوری اور قلت تعداد کا موقع غنیمت جانتے ہوئے مدینہ پر ایک زوردار حملہ کر دیا جائے اور حکومت کو گرا کر اس دین کا خاتمہ کر دیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کے چہروں سے ان کی غداری کو بھانپ لیا اور اپنی فراست سے ان کی کمینگی اور ذلت کا پتہ چلا لیا۔ اپنے ساتھیوں سے کہا! یہ لوگ رات یا دن میں کسی بھی وقت تم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ تو تم سے سب سے زیادہ قریب ایک برید (بارہ میل) کے فاصلے پر ہیں۔ یہ لوگ یہ امید لے کر آئے تھے کہ ہم ان کی بات مان لیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔ ہم نے ان کے مطالبہ کو ٹھکرا دیا اور ان کے عہد و پیمان کو ان کے حوالے کر دیا۔ اب وہ ہمارے خلاف قدم اٹھانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ (تاریخ طبری؛ ۶۳/۴)

9.4 ۔ ابوبکر صدیق ؓ کی دفاعی حکمت عملی

- اہل مدینہ پر لازم قرار دیا کہ وہ مسجد میں رات گزاریں اور دفاعی طریقے اختیار کریں۔
- مدینہ کے مختلف راستوں پر حفاظتی دستے بٹھا دئے گئے،
- حفاظتی دستوں کے امیروں کے نام:

حضرت علی بن ابی طالب ؓ، حضرت زبیر بن عوام ؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ۔

- مدینہ کے اطراف جو قبائل اسلام پر قائم تھے جیسے بنو اسلم، بنو غفار، بنو مزینہ، بنو اشجع، بنو جہینہ اور بنو کعب وغیرہ کو خط لکھا اور انہیں مرتدین سے جہاد کا حکم

دیا۔ انہوں نے آپ ؓ کے حکم کو قبول کیا اور مدینہ ان لوگوں سے بھر گیا۔ ان کے ساتھ گھوڑے اور اونٹ بھی تھے جو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے حوالے کر دئے۔ ان افراد کی کثرت اور ان کی بھرپور امداد کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ صرف بنو جہنیہ نے چار سو افراد گھوڑوں اور اونٹوں کے ساتھ مدینہ بھیجے اور عمرو بن امیہ جہنی نے سو اونٹ مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

(الثابتون علی الاسلام ایام فتنه الردة : د/ مهدی رزق االله ۱ ۲)

• جو مرتدین مدینہ سے دور تھے ان سے خطرہ کم ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو خط لکھے اور ان کو اپنی حرکتوں سے باز رہنے کے لئے کہا۔ ان کے خلاف قتال کی دھمکی دی۔

مرتدین کے وفود کے مدینہ سے لوٹنے کے بعد بعض قبائل بنو اسد، غطفان، عبس، زبیان اور بکر نے رات کو مدینہ پر چڑھائی کر دی اور کچھ لوگوں کو ذوحسیٰ (مقام کا نام) میں چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کی پشت پناہ میں رہیں۔ مدینہ کے راستوں پر حفاظتی دستوں کو اس کا احساس ہو گیا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خبر بھیج دی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہوں پر ڈٹے رہو۔ وہ اپنی جگہ ڈٹے رہے اور جو لوگ مسجد نبوی میں جمع ہوئے تھے وہ اونٹوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے۔ دشمن مقابلہ کی تاب نہ لا کر پیچھے کی طرف بھاگے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ ذوحسی تک پہنچ گئے۔ وہاں ان کی مدد کو جو لوگ موجود

تھے انہوں نے مسلمانوں کے حملہ سے بچنے کے لئے ایک چال چلی کہ مشکیزوں میں ہوا بھر کے رسیوں سے باندھ کر مسلمانوں کے اونٹوں کے سامنے لڑھکا دیا جس کی وجہ سے ان کے اونٹ بدک گئے اور قابو سے باہر ہو گئے اور انہوں نے مدینہ واپس آ کر دم لیا۔ ان کے بدکنے کی وجہ سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے۔

(تاریخ الطبری: ۶۵/۴)

اس واقعہ سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان کمزور ہیں۔ ذوالقصہ کے لوگوں کو بھی خبر بھیج دی۔ وہ لوگ بھی ان کی باتوں میں آ گئے اور ان کا ساتھ دینے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ پوری رات تیاریاں کرتے رہے اور آخیر رات میں ان پر حملہ کرنے کے لئے نکلے۔ میمنہ (داہنی طرف کا دستہ) پر نعمان بن مقرن ؓ، میسرہ (بائیں طرف کا دستہ) پر عبداللہ بن مقرن ؓ، ساقہ (پشت کی فوج) پر سوید بن مقرن ؓ تھے اور آپ ؓ کے ساتھ بھی شہسوار تھے۔ فجر طلوع ہوتے ہی اسلامی فوج اور دشمن ایک ہی میدان میں تھے۔ دشمن کو مسلمانوں کے آنے کا احساس تک نہیں ہوا۔ تلواریں چلنے لگیں تب پتہ چلا رات کے آخیر حصہ تک جنگ جاری رہی اور سورج نکلتے ہی دشمن بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ان کی بہت سی سواریاں ان کے ہاتھ لگیں۔ طلیحہ اسدی کا بھائی حبال مارا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے شکست خوردہ فوج کا ذوالقصہ تک تعاقب کیا۔ وہاں نعمان بن مقرنؓ کو کچھ لوگوں کے ساتھ چھوڑ کر مدینہ واپس آ گئے۔ بنو ذبیان اور بنو عبس نے واپس جا کے وہاں کے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور

یہی حرکت ان لوگوں نے بھی کی جو پیچھے رہ گئے تھے۔ مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے حملے سے اس طرح عزت و غلبہ نصیب ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قسم کھائی کہ ہر مقتول کے بدلے مشرکین میں سے ضرور قتل کا بدلہ لوں گا۔

(تاریخ لاطبری: ۶۶/۴)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ مسلم شہداء کا انتقام ضرور لیں گے اور ان کو ضرور سبق سکھائیں گے چنانچہ آپ ؓ نے اپنی قسم کو نافذ کیا۔ دیگر قبائل میں بھی مسلمانوں کی طاقت کا رعب پڑا اور مشرکین کی ذلت و رسوائی اور کمزوری میں اضافہ ہوا۔ قبائل کے لوگ مدینہ آنے لگے اور راتوں رات مدینہ میں زکوٰۃ پہنچنے لگی۔ سب سے پہلے صفوان کی، پھر آدھی رات کو زبرقان کی اور آخر شب میں عدی کی زکوٰۃ پہنچی۔ ایک ہی رات میں چھ قبائل کی زکوٰۃ پہنچی۔ جب بھی کوئی زکوٰۃ دینے والا مدینہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیتا تو لوگ کہتے کہ کوئی غلط خبر لانے والا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے کہ بشارت لانے والا ہے۔ اتنے میں آنے والا قوم کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتا تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے فرماتے کہ آپ ؓ ہمیں بشارتیں سنانے والے ہیں۔ انہی بشارتوں کے درمیان حضرت اسامہ بن زید ؓ اپنی فوج کے ساتھ فتح و کامیابی کا پیغام لے کر واپس مدینہ پہنچے اور ان تمام مہموں کو طے کیا جن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے وصیت کی تھی۔ (تاریخ الطبری: ۶۸/۴)

فتنہ ارتداد میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی باطنی خوبیاں، صلاحیتیں اور دین پر ہر چیز قربان کرنے کا جذبہ اور عشقِ رسول ﷺ کے جوہر سامنے آئے اور آپ ؓ نے ایک مومن قائد کی ایک واضح تصویر پیش کی جو قوم کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک قائد اپنے اعمال میں نمونہ ہوتا ہے۔ اس صدیقی سیاست کے یہ آثار نمودار ہوئے کہ مسلمانوں کو قوت ملی اور دشمن کے مقابلہ میں دلیر ہو گئے اور قیادت کی طرف سے ملنے والے ہر حکم پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

9.4.1 ۔ ابوبکر صدیق ؓ کے لشکر

۱۔ لشکر خالد بن ولید ؓ۔ پہلے بنی اسد، پھر بنی تمیم، اور پھر یمامہ کی طرف۔ مقام بطاح کی طرف مالک بن نویرہ سے مقابلہ کے لئے۔

۲۔ لشکر عکرمہ بن ابی جہل ؓ۔ بنو حنیفہ میں مسیلمہ کذاب کی طرف، پھر عمان و مہرہ، پھر حضر موت، پھر یمن کی طرف۔

۳۔ لشکر شرجیل بن حسنہ ؓ۔ پہلے یمامہ عکرمہ ؓ کے پیچھے، پھر بنو کندہ اور بنو قضاعہ، پھر حضر موت کی طرف

۴۔ لشکر طریفہ بن حاجب ؓ یا معن بن مقرن ؓ۔ بنو سلیم اور بنو ہوازن کی طرف

۵۔ لشکر عمرو بن عاص ؓ۔ قضاعہ کی طرف

٦۔ لشکر خالد بن سعید بن عاصؓ۔ حدود شام کی طرف

٧۔ لشکر علاء بن حضرمیؓ۔ بحرین کی طرف

٨۔ لشکر حذیفہ بن محصن غطفانیؓ۔ عمان کی طرف، دَبا کے مرتدین کی طرف

٩۔ لشکر عرفجہ بن ہرثمہؓ۔ مہرہ کی طرف

١٠۔ لشکر مہاجر بن امیہؓ۔ یمن کی طرف (صنعاء پھر حضر موت)

١١۔ لشکر سوید بن مقرنؓ۔ تہامہ یمن کی طرف

(تاریخ طبری: ۳۱۹/۴)

9.4.2 ۔ لشکروں کو نصیحتیں

تمام امراء کو ایک نصیحت آموز فرمان لکھ کر دیا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

یہ عہد نامہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابو بکرؓ کی طرف سے فلاں سپہ سالار کو دیا جاتا ہے کہ اسے اس کا حدف دے کر معہ لشکر اسلام مرتدین سے لڑنے کے لئے روانہ کیا جا رہا ہے اور اس سے درج ذیل امور میں عہد لیا جاتا ہے کہ وہ ان کا پاس رکھے گا اور ہرگز ان کی مخالفت نہ کرے گا۔

١۔ ظاہری اور باطنی طور پر ہر معاملہ میں خوف خداوندی کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اور کسی بھی کام میں خود مختار نہیں سمجھا جائے گا۔

٢۔ مرتدین کے خلاف جنگ کرنے سے قبل اتمام حجت (یعنی آخری کوشش) کے طور پر سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ قبول

کر لیں تو ان سے بالکل لڑائی نہیں کی جائے گی۔ اگر دعوت اسلام قبول نہ کریں تو ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔

۳۔ زکوٰۃ وعشر وغیرہ کے معاملہ میں جو ان پر بنتی ہے وہی وصول کی جائے کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔

۴۔ حقوق عباد کا خاص خیال رکھا جائے جس کا جو حق بنتا ہے وہ اسے ضرور دیا جائے اس میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے گی۔

۵۔ وہاں کے مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ جنگ وجدال کرنے سے روکا جائے اور ان کو امن سے رہنے کی تلقین کی جائے۔

۶۔ جس نے احکام خداوندی کا انکار کیا وہ مرتد ہو گیا اس سے لڑائی کی جائے اور جس نے دعوت کو قبول کر لیا وہ مسلمان اور بے قصور سمجھا جائے۔

۷۔ جو شخص زبان سے مسلمان ہو جائے لیکن دل میں کچھ اور عقیدہ رکھتا ہو تو اللہ اس کی پکڑ خود کرے گا۔

۸۔ جو لوگ احکام شریعہ کے منکر ہو کر لڑائی تک نوبت پہنچا دیں تو وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اللہ ان پر مسلمانوں کو ہی غلبہ دے گا۔

۹۔ مرتدین سے جہاد کے بعد فتح ونصرت کی صورت میں حاصل ہونے والا مال غنیمت خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر باقی تقسیم کر دیا جائے گا اور خمس مدینہ منورہ میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

۱۰۔ لشکر کے سپہ سالاروں کو اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ اپنے ماتحت افراد کو عجلت یعنی جلد بازی اور فساد سے منع کریں۔

۱۱) سپہ سالار اپنے لشکر کے ہر فرد کو اچھی طرح شناخت کر لے اور کسی غیر کو اپنے لشکر میں داخل نہ ہونے دے جب تک اس کے معاملہ میں اچھی طرح چھان بین نہ کر لے تا کہ لشکر جاسوسوں کے فتنہ سے محفوظ رہے۔

۱۲) ہر معاملہ میں مسلمانوں سے نیک سلوک کیا جائے خصوصاً لشکر کی روانگی اور قیام میں لوگوں سے نرمی کی جائے۔ اسی طرح نشست و برخاست اور گفتگو میں ایک دوسرے کے ساتھ رعایت اور نرمی کا خیال رکھا جائے۔

حضرت ابراہیم بن حارث ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو گے تو تم پر آسانیوں کے دروازے کشادہ کر دئے جائیں گے حتیٰ کہ تم روٹی اور گھی سے سیراب ہو جاؤ گے۔

(کنز العمال کتاب المواعظ خطب ابی بکر الصدیق ومواعظۃ
حدیث ۴۴۱۷۶ ج ۱۸ الجزء ۱۶ ص ۶۳)

حضرت عبداللہ بن حکیم ؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک طویل خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا! اے لوگو! میں تمہیں پرہیز گاری کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی کہ تم اس ذات برحق کی ایسے حمد و ثنا کرو جیسی حمد و ثنا کرنے کا حق ہے اور یہ کہ تم خوف خدا کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت پر بھی نظر رکھو اور رب کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی تعریف کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے!

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴾ (سورۃ الانبیاء ۔ 90)

تو ہم نے اُن کی پکار سن لی اور اُن کو یحیٰی بخشے اور اُن کی بیوی کو اُن کے (حسن معاشرت کے) قابل بنا دیا یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں اُمید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

اے اللہ کے بندو! اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے حق کے بدلے تمہاری جانوں کو گروی رکھ لیا ہے اور اس پر تم سے پکا وعدہ بھی لے لیا ہے اور تم سے آخرت کے بدلے دنیا کو خرید لیا ہے۔ یہ تمہارے رب کی کتاب ہے جس کا نور نہیں بجھتا۔ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ اس کے قول کی تصدیق کرو اور اس کی کتاب سے نصیحت حاصل کرو۔ تم اس نور سے تاریک دن کے لئے روشنی حاصل کرو۔ اس نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تم پر کراماً کاتبین فرشتوں کو مقرر کیا ہے جو تمہارے اعمال سے باخبر ہیں۔

اے اللہ کے بندو! خوب جان لو کہ تم صبح وشام موت کی طرف بڑھ رہے ہو تم سے موت کا علم پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اگر تم اپنے مقررہ اوقات کو رب العزت کی رضا والے کاموں میں صرف کر سکتے ہو۔ مگر اللہ کے حکم کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے

اورموت کے آنے سے قبل تم اپنے وقت کو اچھے کاموں میں صرف کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وقت تمہیں بُرے اعمال میں مصروف کر دے اور کئی قومیں ایسی تھیں جنہوں نے اپنے قیمتی وقت کو ضائع کیا اور اپنے مقصد کو بھول گئیں لہٰذا ایسے لوگوں کی پیروی سے بچو۔ جلدی کرو اور نجات پانے کی کوشش کرو۔ یقیناً تمہارے پیچھے بہت تیز رفتار موت لگی ہوئی ہے جو بہت جلد آ کر رہے گی۔

(شعب الایمان للبیہقی باب فی الزھد وقصر الامل فصل فیما بلغنا عن الصحابۃ ۔۔الخ

حدیث ۱۰۵۹۴ ج ۷ ص ۳۶۴،

المستدرک علی الصحیحین کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الانبیاء

حدیث ۳۴۹۹ ج ۳ ص ۱۴۰)

9.5 ۔ اطراف مکہ کے مرتدین

حضرت عتاب بن اسیدؓ اور عثمان بن ابی العاصؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لکھا کہ ہمارے علاقے کے مرتدین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے۔ ہم نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے خالد بن اسیدؓ کو اہل تہامہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ یہاں مدلج کی ایک بڑی جماعت اور خزاعہ اور کنانہ کی مختلف ٹولیاں بنی مدلج کے خاندان بنی شنوق کے جندب بن سلمٰی کی سرکردگی میں مرتد ہو کر مقابلے کے لئے جمع تھیں۔ اس علاقے میں صرف یہی ایک جماعت تھی جو مقابلہ کر رہی تھی۔ آبارق کے مقام پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ خالد بن اسیدؓ نے ان کو شکست دی، بہت سوں کو

قتل کیا اس میں بنی شنفوق کے سب سے زیادہ لوگ مارے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ان کی تعداد اس قدر کم ہوگئی کہ وہ ہمیشہ کے لئے ایک نا قابل توجہ جماعت بن گئے۔ اس جنگ کے بعد یہ علاقہ مرتدین سے پاک ہوگیا جو مرتدین بچ گئے تھے وہ جندب بھاگ گئے۔ (تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۵۳۷)

9.6 ۔ طائف کے مرتدین

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کی ایک فوج عثمان بن ربیعہ کی قیادت میں شنوۃ روانہ کی جہاں ازد، بجیلہ، اور خثعم کے لوگ حمیضہ بن نعمان کی سرکردگی میں مرتد ہوکر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ وہاں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور عثمان بن ربیعہ ؓ نے مرتدین کو عبرت ناک شکست دی اور وہ حمیضہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حمیضہ بھی اپنی شکست کو یقینی جانتے ہوئے کسی نامعلوم علاقے کی طرف بھاگ گیا۔ (تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۵۳۷)

9.7 ۔ اہل نجران کے مرتد

اہل نجران کو جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو اس وقت بنی لافعی کے چالیس ہزار جنگجو بھی وہاں موجود تھے۔ جو بنی حارث سے پہلے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے تجدید عہد کے لئے ایک وفد حضرت ابوبکر ؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو ایک فرمان لکھ کر دیا جس کا مضمون

درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

یہ فرمان عبداللہ ابی بکرؓ خلیفۃ الرسول (ﷺ) کی طرف سے اہل نجران کے لئے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمان رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کے ساتھ تھا اس کو تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں سوائے ان باتوں کہ جن سے خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کرلیا ہو۔ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو مذہب کی اتباع کرنے والے نہیں رہ سکتے۔ (یعنی دو مختلف نظریات رکھنے والے جو ایک ہی دین کے نام کا دعویٰ کر رہے ہوں) ۔ ان کے علاوہ وہ ان کو ان کی جان، مذہب، املاک، متعلقین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا باہر۔ ان کے پادری، راہب، گرجا گھر اور جس قدر املاک ان کے پاس ہے ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں۔ بشرطیکہ جو سرکاری لگان جو مقرر ہو وہ ادا کرتا رہے۔ اور اگر وہ اپنے واجبات ادا کرتے رہیں گے تو ان کو شہر سے نہیں نکالا جائے گا۔ نہ کسی پادری کو اس کی جگہ سے تبدیل کیا جائے گا۔ نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے گا۔ جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگرانی دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار رہیں۔ شعرابن عمرو اور عمرو مولیٰ ابوبکرؓ نے اس تحریر پر اپنی گواہی کے دستخط کئے۔

(تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۵۳۸)

9.8 ۔ بحرین کے مرتدین

بحرین کی سرزمین ایک تنگ پٹی ہے جو ہجر کے ساتھ خلیج عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ قطیب سے شروع ہو کر عمان تک پھیلی ہوئی ہے اور صحرائی علاقہ بعض کناروں پر سمندر سے ملتا ہے اور یہ پٹی بالائی حصہ میں یمامہ سے جا کر ملتی ہے۔ دونوں کے درمیان ٹیلوں کا سلسلہ واقع ہے جو ایک دوسرے کو جدا کرتے ہیں۔ یہ ٹیلے زیادہ اونچے نہیں ہیں اس لئے ان کو پار کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ ماضی میں بحرین کا اطلاق سعودی عرب کے مشرقی حصے اور کویت کے علاوہ خلیج عرب کی دیگر امارتوں پر ہوتا تھا۔ (حرب الردۃ: احمد سعید ۱۴۷)

حضور اکرم ﷺ کا وصال جس مہینہ میں ہوا اسی مہینہ میں بحرین کے حکمران منذر بن ساوی کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بحرین کے لوگ مرتد ہو گئے۔ نعمان بن منذر نے بغاوت کر دی اور حضرت علاء بن الحضرمی ؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بحرین میں نمائندہ تھے ان کو واپس آنا پڑا۔ بحرین کے مرتدین نے نعمان بن منذر کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اس کی قیادت میں اپنی قوت مضبوط کرنی شروع کر دی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مرتدین کی سرکوبی کے لئے حضرت علاء بن حضرمی ؓ کی قیادت میں ایک لشکر بحرین کی طرف بھیجا۔ جب یہ بحرین کے قریب پہنچے تو حضرت ثمامہ بن اثال ؓ نے اپنی قوم بنو تمیم کے ساتھ آپ ؓ کی مدد کی اور ان کے علاوہ جارود بن معلیٰ ؓ بھی اپنی قوم بنو عبد القیس کے لوگوں کو

لے کران کی مدد کو آ گئے۔ ان کے علاوہ قیس بن عاصم منقری، عفیف بن منذر اور مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے بھی بھرپور ساتھ دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو لکھا:

اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ شیبان بن ثعلبہ (جس کا لیڈر مفروق تھا) تم پر حملہ کرنے والے ہیں اور فتنہ پرور لوگ یہ خبر مشہور کئے جائیں تو ایک فوج بھیج کر بنوشیبان کو روند ڈالو اور ان کی پشت پناہی کرنے والے قبائل کو ایسا خوف زدہ کرو کہ انہیں سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہو۔ (طبری)

جنگ ہوئی اور مرتدین کو سخت شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں کے زبردست حملہ سے مرعوب ہو کر دشمن کی فوج بھاگی اور مرتدین جزیرہ دارین کی طرف بھاگے اور وہاں پناہ لی۔ حضرت علاء بن حضرمیؓ نے ان کا پیچھا کیا اور نعمان بن منذر اور اس کے تمام ساتھیوں کا صفایا کر دیا۔ (تاریخ طبری)

بحرین سے جب مال غنیمت آیا اور وہ مال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے برابر تقسیم کیا تو انصار ناراض ہو گئے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ انہیں (اسلام میں سبقت کی وجہ سے) ترجیح دی جائے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

" تمہارا مطالبہ درست ہے لیکن اگر میں تمہیں زیادہ حصہ دوں گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم نے دنیا کی خاطر یہ سب کچھ کیا اور اگر تم صبر کرو گے تمہارا سارا عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گا۔"

انصار نے کہا! اللہ گواہ ہے ہم نے سب کچھ اللہ عزوجل کے لئے کیا ہے پھر انصار اپنے مطالبے سے دست بردار ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

اللہ عزوجل کی حمد وثنا اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام!

انصار کی جماعت! اگر تم یہ کہو کہ ہم نے تم کو اپنے سائے میں پناہ دی اور اپنے مال میں حصہ دار بنایا اور اپنی جانوں کے ذریعہ ہماری مدد کی تو تم حق بجانب ہو۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا تمہارا مقام اور مرتبہ بہت بلند ہے اور اس مقام پر پہنچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

9.9 ۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی کرامت

علاء رضی اللہ عنہ کا شمار عبادت گزار اور مستجاب الدعواۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مقام پر قیام کیا۔ رات کا وقت تھا اونٹ تمام ساز و سامان کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ لوگ ایک اونٹ کو بھی نہ پکڑ سکے۔ لوگوں کے پاس جسم کے کپڑوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ لوگوں کو بے حد غم اور پریشانی لاحق ہوئی۔ ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ سب لوگ جمع ہو جائیں۔ پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

لوگو! کیا آپ لوگ مسلمان نہیں؟

کیا آپ اللہ کے انصار نہیں؟

لوگوں نے عرض کیا! ضرور! کیوں نہیں

فرمایا! خوش ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ آپ جیسے لوگوں کو رسوا نہیں کرتا۔

طلوع فجر کے بعد صبح کی اذان ہوئی، آپ ؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز ختم ہوگئی۔ آپ ؓ اپنے دونوں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ اور آہ وزاری کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا میں لگ گئے، لوگوں نے بھی اسی طرح سے کیا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا اور لوگ سورج کی شعاؤں کی طرف دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ دعا کرتے کرتے آپ ؓ کے گھوڑے نے حسب عادت زمین کو پاؤں سے کریدا تو آپ ؓ کے برابر سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوگیا بعد میں اس جگہ کا نام مقام ماءالفرس مشہور ہوگیا۔ پھر آپ اور دوسرے لوگوں نے اس پانی کو پیا اور غسل کیا اور جب سورج بلند ہوا تو ہر جانب سے اونٹ اپنے تمام ساز وسامان کے ساتھ واپس آگئے۔ لوگوں نے اپنے سامان میں سے ایک دھاگا بھی غائب نہیں پایا پھر اونٹوں کو بھی خوب پانی پلایا۔ لوگوں نے اس سریہ میں اللہ کی نشانیاں دیکھیں۔

(البدایہ والنہایہ: ۳۳۳/۶، طبقات ابن سعد: ۳۶۳/۴)

9.10 ۔ عمان کے مرتد

عمان میں لقیط بن مالک ازدی مرتد ہوگیا اس کا لقب ذوالتاج تھا اور یہ دور جاہلیت میں شاہ عمان جلندی کے ہم پلہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ وہاں کے کچھ لوگوں نے اس کی پیروی کی، اس نے جلندی کے دونوں بیٹوں

جیفر اور عباد کو شکست دے کر اقتدار پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس سے نپٹنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فوری طور پر حضرت حذیفہ بن محصن ؓ غلفانی کو عمان کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر کو روانہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قبیلہ ازد کے حضرت عرفجہ بن ہرثمہ البارقی ؓ ازدی کو بھی ایک لشکر کا قائد بناتے ہوئے مہرہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ دونوں ساتھ ساتھ سفر کریں سب سے پہلے عمان کے فتنہ کو ختم کیا جائے اور پھر عمان میں مرتدین سے جنگ ہو تو اس کی قیادت حضرت حذیفہ بن محصن ؓ کریں جبکہ مہرہ میں جنگ ہونے کی صورت میں حضرت عرفجہؓ لشکر کی قیادت کریں۔

چنانچہ دونوں قائدین حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے حکم کے مطابق وہاں سے روانہ ہوئے اس دوران حضرت عکرمہ ؓ کو جو یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے فتنہ کے خاتمے کے لئے گئے ہوئے تھے اور ان کی مدد کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت شرجیل ؓ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا تھا۔ حضرت عکرمہ ؓ نے حکمتِ عملی سے کام نہ لیتے ہوئے حضرت شرجیل ؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی مسیلمہ کذاب پر حملہ کر دیا تاکہ حضرت شرجیل ؓ کی مدد کے بغیر ہی کامیابی حاصل ہو جائے لیکن انہیں شکست کا سامنا ہوا۔ بہرحال حضرت شرجیل ؓ اور حضرت خالد بن ولید ؓ کے پہنچنے کے بعد مسیلمہ کذاب اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ حضرت عکرمہؓ ابھی وہاں ہی تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو مدینہ طیبہ آنے سے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ فوراً عمان پہنچیں اور باغیوں کو ختم کرنے میں حضرت حذیفہ ؓ اور حضرت عرفجہ ؓ کی مدد کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت عکرمہ ؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر سفر کرنا، امن چاہنے والوں سے لڑائی نہ کرنا، کسی مسلمان کا حق نہ مارنا، جو بات کہو حق کہو اور حق بات پر عمل کرنا، کسی کے ڈرانے سے خوف زدہ نہ ہونا، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور دشمن سے جب بھی مقابلہ ہو استقامت سے لڑنا یہاں تک کہ تم شہید ہو جاؤ۔

اس بات کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت حذیفہ ؓ اور حضرت عرفجہ ؓ کو بھی پہنچا دی۔ حضرت عکرمہ ؓ وقت ضائع کیے بغیر عمان کی طرف روانہ ہو گئے پھر تینوں قائدین نے اکٹھے ہو کر جنگ کی حکمت عملی تیار کی اور مرتدین کے ساتھ زبردست جنگ کے بعد فتح حاصل کی۔ لقیط بن مالک قتل ہوا اور عمان سے مرتدین کا خاتمہ ہوا۔ (تارخ طبری، تاریخ الکامل)

9.11 ۔ لشکر عدامہ

عمان میں ارتداد کی مہم ختم کرنے کے بعد حضرت عکرمہ ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے حکم سے اپنے سات سو شہسواروں کے ساتھ مہرہ کی طرف روانہ ہو گئے، آپ ؓ کے ساتھ عمان کے قبائل بھی تھے۔ جب آپ ؓ مہرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مہرہ دو سرداروں میں تقسیم ہے۔ ایک کا نام شخریت تھا یہ ساحلی علاقے پر قابض تھا لوگوں کی تعداد اور جنگی ساز و سامان میں زیادہ طاقت ور نہیں تھا۔ جبکہ دوسرا سردار مصبح تھا جو بالائی علاقے پر قابض تھا اور اپنی جماعت اور مال واسباب میں بہت طاقت ور تھا۔ حضرت عکرمہ ؓ نے پہلے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔

شخریت نے دعوت قبول کر لی اور دوسرے کو اپنی تعداد اور قوت پر غرور ہوا تو اس نے مقابلہ کیا۔ اس مقابلہ میں شخریت نے حضرت عکرمہ ؓ کا ساتھ دیا۔ مصبح کو شکست فاش ہوئی اور وہ اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا۔ حضرت عکرمہ ؓ نے کچھ دنوں تک وہاں ہی قیام کیا اور وہاں کے معاملات کو اپنے مطابق کیا۔ انہوں نے بخدا، ریاضہ الروضہ، ساحل، جزائر، مر، لیان، جیروت، ظہور الشجر، صبرات، ینعب، اور ذات الخیم کے لوگوں کو توبہ کرائی اور سب لوگ مسلمان ہو گئے اور علاقے میں امن وسکون قائم ہوا۔ حضرت عکرمہ ؓ نے اس کامیابی کی خوشخبری قبیلہ مخزوم کے بنی عابد کے سائب کے ذریعہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو پہنچائی۔ ان کے بعد شخریت خمس لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔

(تاریخ الردۃ للکلاعی: ۱۵۵)(تاریخ طبری: ج ۲ ح ۲ ص ۵۳۵)

9.12 ۔ کندہ کے مرتدین

کندہ کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت زیاد بن لبید ؓ کی قیادت میں لشکر کندہ روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک خط ان کو لکھا جس میں فرمایا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ابوبکر ؓ کی طرف سے زیاد بن لبید کو سلام علیک!

میں اس معبود کا ماننے والا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں واضح ہو کہ نبی ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے (فانا للہ و انا الیہ راجعون)

اس علم کے ساتھ کہ ہر کام کی کامیابی اللہ کی توفیق اور مدد پر منحصر ہے۔ تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ ہمت باندھ کر اپنے شایان شان کام کر دکھاؤ۔ اور تمہاری عمل داری میں جو لوگ ہوں ان سے میرے لئے بیعت لو۔ جو بیعت سے انکار کرے تو تلوار سے اس کی خبر لو اور مطیع کی مدد سے نافرمان کا مقابلہ کرو۔ اس میں مطلق شبہ نہیں کہ اللہ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے گا مشرکوں کو یہ بات چاہے کتنی ہی ناپسند ہو۔

حضرت عکرمہ ؓ کو حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا ایک خط موصول ہوا جس میں حکم تھا کہ تم مہاجر بن امیہ ؓ سے جا ملو جو صنعاء سے آ رہے ہیں اور پھر دونوں مل کر کندہ کا رخ کرو۔ خط ملتے ہی حضرت عکرمہ ؓ مہرہ سے نکلے اور ابین پر ٹھہر کر حضرت مہاجر بن امیہ ؓ کا انتظار کرنے لگے۔ ابین میں قیام کے دوران انہوں نے نخع اور حمیر کے قبائل کو اکٹھا کیا اور ان کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی۔ ابین میں حضرت عکرمہ ؓ کے ٹھہرنے کی وجہ سے اسود عنسی کی باقی ماندہ جماعت پر بھی اثر ہوا جس کی قیادت قیس بن مکشوح اور عمرو بن معدی کرب کر رہے تھے۔ صنعاء سے بھاگنے کے بعد قیس بن مکشوح صنعاء کے اردگرد چکر لگاتا رہا۔ عمرو بن معدی کرب اسود عنسی کی لحج میں موجود پارٹی میں شامل ہو گیا۔ لیکن جب حضرت عکرمہ ؓ ابین پہنچے تو دونوں یعنی قیس اور عمرو آپ ؓ سے جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ لیکن جلد ہی دونوں میں اختلاف ہو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ جب مہاجر بن امیہ ؓ وہاں پہنچے تو عمرو بن معدی کرب نے اپنے آپ کو حضرت مہاجر ؓ کے حوالے کر دیا پھر قیس نے بھی آ کے ہتھیار ڈال دئے۔ حضرت مہاجر بن امیہ ؓ نے

دونوں کو قید کر کے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے پاس مدینہ بھجوا دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے دونوں سے پوچھ گچھ کی اور دونوں کے معافی مانگنے پر ان کو معاف کر کے رہا کر دیا گیا۔ دونوں نے اپنی غلطیوں سے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور واپس اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔ (طبقات ابن سعد: ۵۳۴/۵۔۵۳۵)

حضرت عکرمہ ؓ کا مشرق کی طرف سے آنا لجی میں موجود مرتدین کی جماعتوں کے خاتمے میں اہم کردار تھا۔ خواہ مقابلہ کے ذریعے یا ان پر فوج کے ذریعے خوف دلا کر اور پھر مرتدین کو شمال کی طرف سے حضرت مہاجر بن امیہ ؓ کی قیادت میں دوسری فوج سے مقابلہ کرنا پڑا۔

مسلمانوں نے کندہ کے باغیوں سے جنگ کر کے ان کو شکست دی اور وہاں سے تمام مرتدین کا صفایا کیا اور اسلامی حکومت دوبارہ سے قائم کی۔

(تاریخ طبری)

9.13 ۔ علقمہ بن علاثہ کے خلاف جنگ

علقمہ بن علاثہ کا تعلق قبیلہ بنوکلب سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اس نے اسلام قبول کیا اور ان کی حیات میں ہی پھر مرتد ہو گیا اور شام چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اپنے قبیلہ میں لوٹ آیا اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اس کے ارادوں کا معلوم ہو چکا تھا۔ آپ ؓ نے حضرت قیقاع بن عمرو ؓ کو اس کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ

فرمایا۔ لیکن علقمہ مقابلہ پر نہیں آیا اور وہاں سے فرار ہو گیا۔ اس کی بیوی، بیٹے اور دیگر ساتھیوں نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں وہ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس حاضر ہوا اور آپؓ سے معافی مانگ کر توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا۔

(الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۱۰)(تاریخ طبری: ج ۲ ح ۲ ص ۴۹۲)

9.14 ۔ ابو شجرہ بن عبد العزیٰ کا ارتداد اور قبول اسلام

ابو شجرہ بن عبد العزیٰ عرب کی مشہور شاعرہ خنساء کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کی یاد میں نہایت ہی دردناک اور دل سوز مرثیے کہے کیونکہ وہ بھی اپنی والدہ کی طرح بہت اچھا شاعر تھا۔ ارتداد کے زمانے میں یہ بھی مرتد ہو گیا تھا اور اس قسم کے اشعار کہنے لگا تھا جن میں لوگوں کے جذبات مسلمانوں کے خلاف بھڑکائے جائیں اور جنگ کے لئے تیار کیا جائے۔ اس کے اشعار میں ایک یہ شعر بھی تھا۔

فرويت رمحي من كتيبة خالد

واني لارجو بعدها ان اعمرا

یعنی میں نے اپنا نیزا خالد کے لشکر کے خون سے سیراب کر دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ میں آئندہ بھی اسی طرح کرتا رہوں گا۔ لیکن جب ابو شجرہ نے دیکھا کہ اس کے اشعار خالدؓ کے خلاف مؤثر نہیں ہو رہے اور لوگ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے ہیں تو اس نے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۱۱)

10.0 ۔ قرآن کو جمع کرنا

10.1 ۔ قرآن جمع کرنے کا پس منظر

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو بڑی شدت سے مرتدین کا فتنہ اٹھا جس کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ربِ کائنات کی مدد سے حکمتِ عملی اور ثابت قدمی سے اس فتنہ کا قلع قمع کیا اور مرتدین اور باغیوں پر فتح حاصل کر کے امن وامان قائم کیا۔ ان مرتدین سے جنگوں کے دوران بہت سے ایسے صحابہؓ بھی شہید ہوئے جو حافظِ قرآن تھے۔ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کے بارہ سو مجاہد شہید ہوئے جن میں کبار صحابہ اور حفاظ وقراء کی ایک کثیر تعداد تھی۔ بعض حضرات کے نزدیک اس جنگ میں ستر حفاظ اور قراء صحابہ شہید ہوئے لیکن بخاری شریف کے حاشیہ میں ہے:

کان عدة من القراء سبع مائة ۰ (بخاری:۲/۷۴۵)

یعنی قرآن کریم کے حفاظ وقراء جو اس جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد سات سو تھی۔

اسلام کے قیام و بقا کا تمام تر دارومدار قرآن پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو آیاتِ مبارکہ نازل ہوتی تھیں وہ الگ الگ صورتوں کے طور پر لکھی جاتی تھیں لیکن مکمل طور پر پورا قرآن ایک جگہ پر نہیں تھا۔ جنگِ یمامہ میں کثیر تعداد میں حفاظ کرام کی شہادت کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ نے اس طرف حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی توجہ دلائی۔ حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ جنگِ یمامہ کے

بعد ایک دن حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھے بلوایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت عمر فاروق ؓ بھی وہاں موجود تھے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! مجھ سے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح سے حفاظ قرآن لڑائیوں میں شہید ہوتے رہے تو حفاظ کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم بھی کہیں نہ اٹھ جائے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآنِ مجید کو جمع کر لیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے کہا کہ میں اس کام کو کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات میں نہیں کیا۔ اس پر انہوں نے (حضرت عمر فاروق ؓ) جواب دیا کہ اللہ کی قسم! یہ نیک کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس وقت سے اب تک ان کا اصرار جاری ہے یہاں تک کہ اس معاملہ میں مجھے شرح صدر ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ اس کام کی بڑی اہمیت ہے۔

حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ یہ ساری باتیں حضرت عمر فاروق ؓ خاموشی سے سن رہے تھے پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا! اے زیدؓ ! تم جوان اور عقل مند آدمی ہو اور تم پر کسی بھی بات میں اب تک کوئی الزام تک نہیں لگا (یعنی سچے اور ایماندار ہو) اس کے علاوہ تم کاتبِ وحی بھی رہ چکے ہو لہٰذا تم قرآنِ حکیم کو تلاش کر کے اسے ایک جگہ جمع کر دو۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں یہ بہت ہی عظیم کام تھا اور میرے لئے بہت بھاری کام تھا اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کا حکم دیا جاتا تو یہ کام میرے لئے قرآنِ پاک کے جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے

ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں یہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا لیکن حضرت عمرؓ کی طرح حضرت ابوبکرؓ نے یہی فرمایا کہ اس میں امت کی بھلائی ہے۔ میں مختلف سوالات کرتا رہا اور وہ اس کا جواب دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی طرح میرا بھی سینہ کھول دیا۔ چنانچہ میں نے اس کام کے لئے حامی بھر لی اور قرآن کریم کی تلاش کا کام شروع کر دیا۔ چمڑے، لکڑی، پتھر کے ٹکڑوں، اونٹ اور بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں اور درخت کے پتوں کو جن پر قرآنی آیات تحریر تھیں اکٹھا کیا اور پھر لوگوں کے سینوں میں جو قرآن محفوظ تھا اس کی مدد سے قرآن حکیم جمع کیا۔ جب سورتیں اور آیاتِ قرآنی کو ایک جگہ جمع کرنے کا مرحلہ طے پا گیا تو میں (حضرت زید بن ثابتؓ) نے ان کی جانچ پڑتال اور ترتیب کا کام شروع کیا۔ کوئی آیت اس وقت تک قبول نہیں کرتے تھے جب تک کہ اچھی طرح تحقیق نہ کر لیتے کہ واقعی یہ آیت اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔

حضرت زید بن ثابتؓ مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کے سامنے آیت پڑھتے جب تک دو گواہ نہ ہوتے آپؓ قبول نہیں کرتے۔ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیت رجم پیش کی لیکن وہ کوئی گواہ نہ پیش کر سکا تو اسے نہیں لکھا گیا۔ اس کے برخلاف حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے ایک آیت بیان فرمائی تو چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی کو دو افراد کے برابر قرار دیا تھا اس لئے وہ آیت قبول کر لی گئی۔ (فتح الباری، القان)

سورۃ توبہ کی دو آیات مبارکہ حضرت زید بن ثابت ؓ کو خزیمہ بن ثابت انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا کہیں اور سے نہ مل سکیں وہ آیات یہ ہیں:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ O فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّهُ لا إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ O

(سورۃ التوبہ: 129 - 128)

(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔۱۲۸۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ اللہ مجھے کفایت کرتا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔۱۲۹۔

جب میں (حضرت زید بن ثابت ؓ) نے قرآن کریم کے اوراق لکھ لئے تو معلوم ہوا کہ اس میں سورۃ الاحزاب کی ایک آیت مبارک نہیں ہے جسے میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنا کرتا تھا۔ آخر وہ آیت بھی حضرت خزیمہ بن ثابت ؓ انصاری سے ملی وہ آیت یہ ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً O

(سورۃ الاحزاب ۔ 23)

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔۲۳

حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کے مل جانے کے بعد میں نے اسے مذکورہ بالا سورۃ الاحزاب میں شامل کر لیا۔ اس طرح میں نے قرآن حکیم جمع کر کے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وصال تک ان کے پاس رہا اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس رہا اور ان کے وصال کے بعد ان کی صاحبزادی (ام المومنین) حضرت حفصہ ؓ کے پاس رہا۔ (صحیح بخاری)

10.2 ۔ قرآن کریم کی ترتیب

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن کریم کی آیات اور صورتوں میں باہم کوئی ترتیب نہ تھی اور نہ ہی صورتوں کے نام رکھے گئے تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد میں جو اس عظیم کام کو پایہ تکمیل پہنچایا گیا وہ یہی تھا کہ ان آیات اور صورتوں کو باہم مرتب کر دیا جائے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں یہ خیال درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح

قرآنِ حکیم کی ہر آیت مبارکہ الہامی ہے اسی طرح آیات اور سورتوں کی باہم ترتیب اور سورتوں کے نام بھی الہامی ہیں۔ یہ سب کام رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔

حضرت اوس بن ابی اوس حذیفہ ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ میں بنوثقیف کے اس وفد میں شامل تھا جو اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ منورہ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ مجھے قرآن کریم کی منزل پوری کرنی ہے اور میرا ارادہ ہے کہ جب تک وہ ختم نہ کرلوں باہر نہ نکلوں گا۔ اس پر ہم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کس طرح قرآن کریم کو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تین سورتوں، پانچ سورتوں، سات سورتوں، نو سورتوں، گیارہ سورتوں، تیرہ سورتوں، اور ق سے شروع ہوکر آخر قرآن تک جسے مفصل کہتے ہیں۔

(ابوداؤد، مسند احمد بن حنبل)

اسی طرح سورتوں کے نام بھی حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی موسوم ہو چکے تھے اور ہر آیت کا آغاز اور اس کا اختتام بھی رسول اللہ ﷺ کے حکم سے معلوم ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی احادیث مبارکہ سے سورتوں کے نام اور آیات کی وضاحت کا پتا چلتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے!

ہر چیز کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۃ البقرہ ہے اور اس سورۃ میں ایک آیت ہے جو تمام آیات کی سردار ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔

(ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور میں قرآن کریم کے جمع کرنے کے عظیم کارنامے کے بارے میں سیرت نگار لکھتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قول " **يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً** " میں ارشاد فرمایا کہ قرآن حکیم صحیفوں میں جمع ہے قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا ضرور تھا لیکن متفرق تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسے ایک جگہ جمع کر دیا پھر ان کے بعد محفوظ رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان ؓ نے متعدد نسخے نقل کروا کر دوسرے شہروں میں ارسال کر دئے۔ (فتح الباری)

10.3 ۔ عظیم ترین کام

بلاشبہ قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع کرنا نہایت عظیم اور اہم کام تھا اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس سے فائدہ ہوا۔ حضرت عثمان غنی ؓ کے دور میں عرب کے دور دور کے قبائل مسلمان ہو گئے جن کے لہجوں میں قریش کے مقابلہ میں فرق تھا جس کی وجہ سے قرآن کریم کی قرأت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ سب سے پہلے حضرت حذیفہ بن یمان ؓ نے اس بات کی طرف توجہ کرائی اور کہا کہ اس سے پہلے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح یہ امت اپنی کتاب میں اختلاف کرے اس کا تدارک ہونا چاہئے۔

حضرت عثمان غنی ؓ نے ام المومنین حضرت حفصہ ؓ سے قرآن کریم کا نسخہ منگوایا اور اسے حضرت زید بن ثابت ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ، حضرت سعید بن

العاص ؓ، اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ؓ کے حوالے کیا اور ان کو حکم دیا کہ قریش کی زبان میں اس کی نقلیں تیار کریں۔ ان بزرگوں نے جب قرآن کریم کے چند نسخے تیار کر لئے تو یہ اصل مصحف ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کو واپس کر دیا اور تمام صوبوں میں ایک ایک نسخہ بھیجوا دیا گیا۔ صحیح بخاری میں نسخوں کی صحیح تعداد نہیں لکھی جبکہ دیگر کتابوں میں مختلف تعداد مذکور ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی تعداد سات تھی۔ ایک کو مدینہ طیبہ میں رکھا اور باقی مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ بھیجوا دیا گیا۔ (فتح الباری)

موطا امام مالکؒ میں حضرت سالم بن عبداللہ عمرؓ سے روایت ہے:

جمع ابو بکرؓ القرآن فی القراطیس ۰ (الاتقان:۱/۵۹)

حضرت ابوبکرؓ نے قرآن حکیم کو کاغذوں پر لکھ کر جمع کیا۔

امام بغویؒ فرماتے ہیں! صحابہ کرامؓ نے قرآن کو دو دستوں (گتوں) کے درمیان بالکل اسی طرح جمع کر دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا تھا نہ اس میں اضافہ کیا اور نہ اس میں کسی قسم کی کمی کی۔ قرآن کھجور کی شاخوں، ہڈیوں اور لوگوں کے سینوں میں متفرق تھا۔ جس کی وجہ سے حافظ قرآن کے نہ رہنے کی صورت میں اس کے بعض حصوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہ خلیفۃ الرسول کے پاس پہنچے اور ان سے قرآن جمع کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور اس طرح تمام صحابہ ؓ کے اتفاق سے قرآن ایک جگہ جمع کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر قرآن کو جس طرح

رسول اللہ ﷺ سے سنا اسی طرح لکھا۔ اس میں ذرا بھی تقدیم وتاخیر نہ کی اور نہ اپنی طرف سے اس کی ترتیب رکھی بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اسی طرح مرتب کیا۔ رسول اللہ ﷺ پر جو قرآن نازل ہوتا اس کو آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو اسی ترتیب سے سکھاتے جس ترتیب سے آج ہمارے مصاحف میں موجود ہے اور یہ ترتیب جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بتائی ہے۔ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو بتاتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھا جائے۔ (شرح السنۃ للبغوی:۵۲۲/۴)

حضرت قتادہ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چار صحابہ کرامؓ نے پورا قرآن حفظ کرلیا تھا ان سب کا تعلق انصار سے تھا ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوزیدؓ ۔ (سیرأعلام النبلاء: ۴۳۱/۲)

10.4 ۔ تدوینِ احادیث

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں قرآن کریم کو اکٹھا کرنے کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے جمع کرنے کا کام بھی سرانجام دیا۔ آپؓ نے ایک مجموعہ احادیث تیار کیا اور اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سپرد کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ احادیث کے معاملہ میں بہت

احتیاط سے کام لیتے تھے اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے اس مجموعہ کو بہت احتیاط سے رکھنے کے لئے فرمایا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب آپ ؓ نے احادیث کا یہ نسخہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو دیا تو اس رات ان کے ہاں قیام فرمایا اور تمام رات کروٹیں اس خوف سے بدلتے رہے کہ کہیں کسی حدیث کے تحریر کرنے میں کوئی کوتاہی نہ رہ گئی ہو۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی اس کیفیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ؓ نے فرمایا کہ میں پہلے یہ سمجھی کہ شاید آپ ؓ سخت بیمار ہیں اور اس بے چینی میں کروٹ بدل رہے ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

(بانگ درا از علامہ محمد اقبال)

11.0 ۔ جنگی مہمات

11.1 ۔ پس منظر

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا میں دو بڑی سلطنتیں تھیں۔ ایک روم کی سلطنت اور دوسری فارس یعنی ایران کی سلطنت۔ اس وقت دنیا میں دو ہی بڑی تہذیبیں تھیں آدھی دنیا پر رومیوں کی اور باقی پر ایرانیوں کی۔ جزیرہ نما عرب کو تہذیب کے لحاظ سے کوئی اہمیت حاصل نہیں تھی یہ علاقہ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کا ظہور ہوا اور اسلام کے ذریعہ ایک نئی سلطنت اور نئے تمدن کا آغاز ہوا اور پھر اسلامی فتوحات کا ایک سلسلہ شروع ہوا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اسلامی سلطنت اور تمدن کے مقابلہ میں رومیوں اور ایرانیوں کے تمدن ماند پڑ گئے اور فنا ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو پھر سے فتنوں نے سر اٹھایا۔ مرتدین اور باغیوں کی شکل میں اندرونی دشمن اور رومیوں اور ایرانیوں کی شکل میں بیرونی دشمنوں نے زور پکڑنا شروع کر دیا۔ ہرقل نے شام میں اور کسریٰ نے ایران میں مسلمانوں کے خلاف فوجیں جمع کرنی شروع کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی دور اندیشی اور حکمتِ عملی سے ارتداد کے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور پھر رومیوں اور ایرانیوں سے نپٹنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

11.2 ۔ عراق

مرتدین سے نبرد آزما ہونے کے ساتھ ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ شیبانی کی قیادت میں ایک چھاپہ مار دستہ عراق کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جب تک مسلمان مرتدین کے ساتھ الجھے ہوئے ہوں یہ چھاپہ مار دستہ اپنی کاروائیوں سے ایرانیوں کو پریشان کرتا رہے تاکہ ایرانی عرب پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ کرسکیں۔ اس لئے اس دستہ کو روانہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خاص طور پر حکم دیا تھا کہ عراق پہنچ کر کسی بھی جگہ جم کر لڑائی کا آغاز نہ کیا جائے۔ یہ حکمتِ عملی بہت کامیاب رہی۔ بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ شیبانی کو ان کی درخواست پر انہیں باقاعدہ طور پر ایرانیوں پر حملے کرنے کی اجازت دے دی چنانچہ اجازت ملتے ہی حضرت مثنیٰؓ اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ بھرپور جوش و جزبہ کے ساتھ ایرانی سلطنت کے زیر اثر علاقے عراق پر حملہ آور ہو گئے۔ ان کے حملے اتنے قوت اور زوردار تھے کہ عراقی ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکے اور دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے ڈیلٹائی علاقے ان کے قبضہ میں آگئے اور پھر دیگر علاقے بھی فتح ہوتے گئے۔ ان فتوحات کی اطلاع جب مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہنچیں تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ مزید کمک روانہ کی جائے تاکہ فتوحات کا سلسلہ قائم رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کے نام:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

واضح ہو کہ میں نے خالد بن ولیدؓ کو سرزمین عراق میں تمہارے پاس جانے کی ہدایت کی ہے۔ تم اپنی قوم کو ساتھ لے کر ان سے جاملو ان کی مدد کرو اور دشمن کے خلاف لڑنے میں ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ ان کے حکم کی خلاف ورزی اور ان کی رائے کی مخالفت نہ کرنا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس طرح کیا ہے:

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاء بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً﴾

(سورۃ الفتح ۔ 29)

" محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لئے بہت سخت اور آپس میں نرم اور مہربان ہیں کبھی تم ان کو رکوع میں دیکھو گے اور کبھی سجدے میں۔"

جب تک خالدؓ تمہارے ساتھ ہیں تو لشکر کے سپہ سالار وہی ہوں گے اور جب وہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں تو تم اپنے سابقہ منصب پر بحال ہو جاؤ گے۔

والسلام

اس مقصد کیلئے حضرت عیاض بن غنمؓ کو جو نجد میں مقیم تھے لکھا کہ وہاں کے مسلمانوں کا ایک لشکر تیار کریں اور اسے لے کر دومۃ الجندل اور وہاں کے باغیوں کی سرکوبی کریں۔ ان کو قابو کرنے کے بعد مشرقی حیرہ کی طرف پہنچیں اور عراق کی

شمالی طرف سے حملہ آور ہوں۔ اگر ان سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ وہاں پہنچ جائیں تو ان کی قیادت میں ایرانیوں سے جنگ کریں۔ اس کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو جو کہ یمامہ میں مقیم تھے لکھا کہ اپنے لشکر کو لے کر جنوبی عراق کی طرف روانہ ہو جائیں۔

اسی دوران وہ قبائل جو اسلام قبول کرتے گئے ان کے لوگ بھی اسلامی لشکروں میں شریک ہوتے گئے۔ ابلہ کے مقام پر حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ آ کر مل گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط ملا اس وقت ان کے ساتھ دو ہزار کا لشکر تھا۔ جنگ یمامہ میں آپؓ کے لشکر کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے تھے۔ خط کے ملتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ نے مضر اور ربیعہ قبائل سے آٹھ ہزار افراد اکٹھے کئے اور تقریباً دس ہزار کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوئے اور مقام ابلہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کی قیادت میں دو ہزار کا لشکر موجود ہے اور مزید لوگوں کی آمد سے اس لشکر کی تعداد اٹھارا ہزار ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے سپہ سالار کی حیثیت سے متحدہ اسلامی لشکر کی قیادت سنبھالی۔

11.2.1 ۔ خالد بن ولیدؓ کی جنگی حکمتِ عملی

حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ کی قیادت حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کے سپرد کی، دوسرے حصہ کی قیادت حضرت عدی

بن حاتمؓ کے اور تیسرے حصہ کی قیادت خود حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے ہاتھ میں رکھی۔ اس کے ساتھ ہی لشکر کے ہر حصہ کو حکم دیا کہ وہ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا حفیر پہنچے۔ حفیر عراق کا وہ صوبہ تھا جس پر ایران کا ایک بہادر اور جنگجو سردار ہرمز گورنر تھا۔ ہرمز کی دھاک بہت دور دور تک بیٹھی ہوئی تھی۔ عرب، عراق اور ہندوستان اس سے مرعوب تھے۔ یہ اپنے جنگی بیڑے سے ہندوستان پر حملے کرتا رہتا تھا۔ لشکر سے روانگی سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے ہرمز کو ایک خط ارسال کیا تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

" تم لوگ اسلام قبول کر لو تو امن میں رہو گے یا جزیہ ادا کرو اس صورت میں ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔ ورنہ یاد رکھو کہ میں نے ایسی قوم کے ساتھ تم پر چڑھائی کی ہے جو موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنے تم لوگ زندگی کے "۔

اس خط کے ارسال کرتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کی قیادت والے لشکر کو روانہ کر دیا تاکہ وہ فوری طور پر حفیر پہنچ جائے۔ اگلے دن حضرت عدی بن حاتمؓ کی قیادت میں لشکر کو روانہ کیا اور تیسرے دن حضرت خالد بن ولیدؓ بھی اپنے لشکر کو لے کر حفیر کی طرف روانہ ہو گئے۔

1 ۔ معرکہ ذات السلاسل

حضرت خالد بن ولیدؓ کا خط جب ہرمز کو ملا تو وہ فوری طور پر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج کو جمع کر کے چل پڑا۔ وہ پہلے اظم کی طرف بڑھا لیکن اس کو خبر

ملی کہ مسلمان حضیر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس خبر کے ملتے ہی وہ حضیر کی طرف بڑھا اور مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں اس مقام پر پڑاؤ ڈال دیا جہاں پانی تھا۔ جب مسلمان وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ہرمز کی فوجیں اس مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں جہاں وافر پانی ہے۔ اسلامی لشکر کو مجبوراً ایرانیوں کے سامنے پڑاؤ ڈالنا پڑا اس جگہ دور دور پانی نہیں تھا۔ پانی کا نہ ہونا ایک بہت بڑی مشکل تھی لیکن حضرت خالد بن ولید ؓ نے ایک پُر جوش تقریر کی اور مسلمانوں کی ہمت بندھائی اور انہیں بہادری سے لڑنے کی ترغیب دلائی اور کامیابی کی بشارت دی۔

2 ۔ جنگ کا آغاز

حضرت خالد بن ولید ؓ نے جنگ کی ابتداء کرتے ہوئے سب سے پہلے میدان میں نکل کے ہرمز کو للکارا ہرمز بھی بہادری سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے اسے مہلت دئے بغیر تلوار سے ان پر وار کیا لیکن وہ اپنے آپ کو بچا گیا اور جواباً حضرت خالد بن ولید ؓ پر وار کیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ بھی غافل نہیں تھے پھرتی کے ساتھ نیچے بیٹھے اور اٹھ کر ہرمز پر جھپٹ پڑے اور مضبوطی سے اس کلائی پکڑی اور اس کی تلوار چھین لی۔ ہرمز کے ہاتھ سے تلوار نکلتے ہی اس نے کشتی کے انداز میں حضرت خالد بن ولید ؓ کو قابو کرنا چاہا اور ان سے لپٹ گیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے اس کو کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اس زور سے زمین پر پٹخا کہ وہ بے حس وحرکت ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ

گئے۔ ایرانیوں کا ایک دستہ جسے ہرمز نے دھوکہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ کوشہید کرنے کے لئے تعینات کیا تھا میدان کی طرف ہرمز کی مدد کے لئے لپکا۔ حضرت قعقاع بن عمروؓ بڑے غور سے میدانِ جنگ کا مشاہدہ کررہے تھے۔ کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑے اور ایرانیوں کے دستہ کو روکا۔ اس دوران حضرت خالد بن ولیدؓ نے ہرمز کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔ مسلمانوں نے اپنے سامان سواریوں سے اتارے، شہسوار کھڑے کئے اور پیادہ فوج آگے بڑھی اور پھر کفار پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں پر احسان کیا کہ بادل آئے اور مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے بارش ہوگئی۔ مسلمانوں نے پانی پیا اور اس سے ان کو قوت ملی۔ (تاریخ طبری:۱۶۳/۴)

حضرت خالد بن ولیدؓ نے بہادری اور جرأت مندی کی بہترین مثال قائم کردی۔ آپؓ نے ایران کے قائد ہرمز کا کام تمام کردیا تھا۔ اس کی فوج اس کو آپؓ سے نہ بچاسکی اور آپؓ پھر ان سے تنہا لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت قعقاع بن عمروؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہنچے اور ان سب کا کام تمام کیا۔ ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے باندھ رکھا تھا تاکہ میدان جنگ سے فرار نہ ہوسکیں۔ لیکن بہادر شیروں کے سامنے کچھ کام نہ آیا۔ زنجیروں سے اپنے آپ کو باندھنے کی وجہ سے اس معرکہ کو ذات السلاسل کہتے ہیں۔ (تاریخ طبری: ۱۶۵/۴)

3 ۔ عام مقابلہ

ہرمز کے قتل ہونے کے بعد عام جنگ شروع ہوئی۔ اپنے سردار کے مارے جانے کی وجہ سے ایرانیوں کے حوصلے پست ہو گئے تھے اور مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ ایرانی زیادہ دیر مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ ٹک سکے اور شکست کھا گئے۔ ان کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ مسلمانوں نے ان بھاگتے ہوئے فوجیوں کا تعاقب کیا اور جو جو ہاتھ لگا اس کا کام تمام کیا۔ مسلمانوں کا بہت کم جانی نقصان ہوا اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ نے ایرانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے حصن المراۃ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اس قلعہ کو فتح کر کے آگے بڑھ گئے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ کی کوشش تھی کہ بھاگتے ہوئے ایرانی مدائن تک نہ پہنچ سکیں۔ دورانِ تعاقب ان کو اطلاع ملی کہ مدائن میں ایرانیوں کا ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کو اس معرکہ میں تقریباً ایک ہزار اونٹوں کے بوجھ کے برابر مال غنیمت ملا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے مال غنیمت کا خمس حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ارسال کیا اور باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ جو مال غنیمت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو بھیجا گیا تھا اس میں ہرمز کا تاج بھی تھا جس کی مالیت ایک لاکھ دینار کے برابر تھی اس پر جوہرات جڑے ہوئے تھے۔ (تاریخ طبری: ۱۶۶/۴)

4 ۔ مذار کی جنگ (ثنی)

ایرانی سردار قارن کی قیادت میں ایک لشکر مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ یہ لشکر ہرمز کی مدد کے لئے آرہا تھا لیکن اس کو راستہ ہی میں ہرمز کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ یہ اطلاع اسے میدانِ جنگ سے بھاگنے والے دو سردار انوش جان اور قباد سے ملی۔ قارن نے ان کو روک کر ان کی ہمت بندھائی اور ان کو اپنے ساتھ شامل کر کے آگے بڑھا جب دریائے دجلہ اور دریائے فرات کو آپس میں ملانے والی ایک ندی کے کنارے پہنچا تو اس مقام کو مناسب سمجھتے ہوئے وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس جگہ کا نام مذار تھا۔

حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ نے قارن کے لشکر اور اس کے ارادوں کے بارے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو اطلاع کر دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اطلاع ملتے ہی اپنی فوج لے کر حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کی مدد کے لئے مذار پہنچ گئے۔ دوسری طرف ایرانیوں کا لشکر بھر پور تیاریوں کے ساتھ اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے بے تاب تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ایرانیوں کے ارادوں کو جانتے تھے اور وہ ان کو سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے اس لئے ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ زبردست جنگ ہوئی، مسلمان بہت بہادری، جرأت اور بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ ایرانیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کے قدم اکھڑ گئے۔ ان کے تینوں سردار قارن، انوش جان اور قباد مارے گئے۔ قباذ کو عدی بن حاتم طائیؓ نے قتل کیا اور

انوش جان کو عاصم بن عمرو تمیمی نے قتل کیا۔ ان سرداروں کے قتل کے بعد ایرانی شکست کو یقینی سمجھ کر میدان سے بھاگے، تیس ہزار ایرانی میدانِ جنگ میں مارے گئے بے شمار فوجی بھاگتے ہوئے نہر میں ڈوب کر ہلاک ہوئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔

اس جنگ میں ایرانیوں کا بہت نقصان ہوا تھا حضرت خالد بن ولیدؓ نے فتح حاصل کرنے کے بعد کچھ مدت مذار ہی میں قیام کیا اوراب بھی جومخالف رہ گئے تھے ان کا صفایا کیا اور کچھ کو گرفتار کیا۔ بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ عام شہری جس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا اس کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا اوران پر اسلامی قانون کے مطابق جزیہ مقرر کیا مسلمان گورنر تعینات کئے اور مال کا پانچواں حصہ نکال کر فتح کی خوشخبری کے ساتھ حضرت سعید بن نعمانؓ کے حوالے کر کے مدینہ طیبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ (تاریخ طبری: ۱۶۸/۴، تاریخ الاسلامی: ۱۳۴/۹)

5 ۔ جنگ دلجہ

جنگِ مذار میں ایرانیوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اس کے باوجود وہ اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ ایرانیوں نے حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے عراق میں رہنے والے عیسائیوں کے ایک قبیلے بکر بن وائل کے سرکردہ لوگوں کو ایرانی دربار میں دعوت دی اوران کو مسلمانوں کے ساتھ لڑنے پر امادہ

کر کے ایک لشکر عراقی عیسائیوں کا تیار کیا اس لشکر کی قیادت ایک مشہور شہ سوار اندرزغر کو دی۔ لشکر دلجہ کی طرف روانہ ہوا اس کے ساتھ ہی ایرانیوں نے یہ خیال کیا کہ اگر اس لشکر نے مسلمانوں پر فتح حاصل کر لی تو کامیابی کا سہرا عرب عیسائیوں کو چلا جائے گا اس لئے ایرانیوں نے ایک بڑا لشکر تیار کر کے بہمن جادویہ کی قیادت میں ان کے پیچھے روانہ کیا۔ عرب عیسائیوں نے دلجہ کی طرف جاتے ہوئے حیرہ اور دلجہ کے درمیانی علاقوں (کسکر) میں مقیم قبائل اور کسانوں کو بھی ساتھ ملا لیا اس سے ان کی تعداد میں خاصہ اضافہ ہو گیا اور یہ سوچ کر ان کے حوصلے اور بلند ہو گئے کہ ان کے پیچھے بہمن جادویہ کا ایک بڑا لشکر مدد کو آ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو دشمن کی سرگرمیوں کی مکمل اطلاعات مل رہیں تھیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مذار سے دلجہ کی طرف پیش قدمی کی جہاں دشمن کی فوجیں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دلجہ پہنچتے ہی دشمن پر زبردست حملہ کر دیا خونریز جنگ ہوئی اور آخر کار دشمن کی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور ان کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کا پلہ یہاں بھی بھاری رہا۔ لشکر ایران کا سردار میدانِ جنگ میں مارا گیا اور اس کے لشکریوں نے فرار کی راہ اختیار کی۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر سے خطاب کیا!

کیا ہم نہیں دیکھتے کہ یہاں انواح واقسام کے کھانے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ کی راہ میں جہاد اور اسلام کی طرف دعوت ہم پر فرض نہ ہوتی، صرف معیشت پیشِ نظر ہوتی تب بھی عقلمندی یہی تھی کہ ہم اس سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے جنگ

کرتے اور بھوک و پیاس کو ان لوگوں کے لئے پیچھے چھوڑ دیتے جو تمہارے ساتھ نکلنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور بیٹھے رہے۔ پھر مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دئے اور پانچواں حصہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو مدینہ منورہ بھجوا دیا۔ کسانوں پر جزیہ لگایا۔ (البدایہ والنہایہ: ۳۵۰/۶)

6 ۔ جنگ الیس

جنگِ دلجہ میں جب ایرانیوں نے عرب عیسائیوں کو ابھار کر جنگ کے لئے آمادہ کیا تھا تو ان کی مدد کے لئے ایک لشکر بہمن جادویہ کی قیادت میں روانہ کیا تھا۔ لیکن اس لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی جنگ شروع ہوگئی اور عرب عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور بچے کچے فوجیوں نے فرار کی راہ اختیار کی۔ اس دوران بہمن جادویہ کا لشکر مقام الیس پر پہنچ چکا تھا۔ جنگ سے بھاگے ہوئے فوجیوں سے اس کو شکست کی خبر ملی اور وہ بھاگے ہوئے فوجی اس کے ساتھ آ کے ملتے گئے۔ قبیلہ بنو بکر بن وائل کو اس جنگ میں مسلمانوں سے جو شکست پہنچی تھی اور اس کے انتقام کی آگ ان کے دلوں میں جل رہی تھی۔ اس کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے ایک لشکر تیار کیا اور اس کی قیادت بنوعجلان کے ایک شخص عبد الاسود عجلی کے سپرد کی۔ یہ تمام لوگ مقام الیس پر جمع ہوئے اور وہاں موجود بہمن جادویہ کے لشکر سے مدد کی درخواست کی۔ بہمن جادویہ نے لشکر کی کمان ایک بہادر کمانڈر جابان کے سپرد کی اور ان کو عبد الاسد عجلی کی مدد کے لئے بھیج دیا اور خود

دربارِ شاہی کی طرف صلح مشورہ کے لئے چلا گیا اور چلتے وقت ان سے کہہ گیا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں جنگ شروع نہیں کرنا۔

بہمن جادویہ جب شاہی محل پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ بادشاہ بیمار پڑا ہوا ہے۔ اس کو بادشاہ سے بات چیت کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ وہ وہاں ٹھہر کر بادشاہ کے صحت مند ہونے کا انتظار کرنے لگا اس دوران اس نے جابان کو کوئی پیغام نہیں بھیجا۔ جب کافی دن تک جابان کو بہمن جادویہ کا پیغام نہیں ملا تو وہ خود اپنی مرضی سے جنگی حکمتِ عملی تیار کرنے لگا۔

دوسری طرف حضرت خالد بن ولید ؓ کو جب مقام الیس پر ایک لشکر جرار کی اطلاع ملی کہ وہ کسی بھی وقت حملہ آور ہوسکتا ہے تو انہوں نے خود اپنی فوج لے کر مقام الیس جانے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کے علم مں صرف عرب عیسائیوں کے جمع ہونے کی اطلاع تھی مقام الیس پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ جابان کی قیادت میں ایرانیوں کا ایک عظیم لشکر عرب عیسائیوں کی مدد کے لئے موجود ہے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فوراً موقع کی مناسبت سے اپنی حکمتِ عملی تبدیل کی اور عرب عیسائیوں کو حملہ آور ہونے کا موقع دئے بغیر جنگ کا آغاز کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے میدان میں اتر کران کو مبارزت کے لئے للکارا ان کی طرف سے مالک بن قیس مقابلہ کے لئے نکلا۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے اس پر اس طرح وار کیا کہ وہ سنبھال نہیں پایا اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی اور عرب عیسائی

مسلمانوں کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے پسپا ہونا شروع ہوگئے۔ اپنے سپہ سالار کے مارے جانے کی وجہ سے ان کے حوصلے پست ہوگئے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ایرانیوں کا ایک دستہ پر جوش نعرے لگاتا ہوا ان کی مدد کو آگے بڑھا۔ عیسائیوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے انہوں نے کہا کہ بہمن جادویہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر تمہاری مدد کو چل پڑا ہے۔ جابان کو بہمن جادویہ نے اس کے آنے تک جنگ کرنے سے منع کیا تھا اس وجہ سے وہ اس صورتحال سے بہت پریشان تھا کہ عیسائی زیادہ دیر تک مسلمانوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔ میدانِ جنگ لاشوں سے بھرتا جا رہا تھا۔ عیسائی فوجی میدان سے بھاگنا شروع ہوگئے تھے اور مسلمانوں نے ان کو بھاگتے ہوئے گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا۔ تقریباً ستّر ہزار فوجی مسلمانوں کے مقابلہ میں مارے جا چکے تھے۔ مسلمانوں نے ایک بڑی تعداد کو گرفتار کر لیا تھا اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دشمن کے معسکر میں داخل ہو گئے۔جنگ سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ نے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اور گرفتار قیدیوں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

7 ۔ فتح قلعہ امغیشیا

حضرت خالد بن ولیدؓ الیس سے فارغ ہونے کے بعد امغیشیا پہنچے۔ وہاں کے لوگ اس کو جلد ہی خالی کر کے اطراف میں پھیل گئے تھے۔ آپؓ نے وہاں کے قلعہ کو منہدم کرنے کا حکم دے دیا۔ وہاں سے مسلمانوں کو بہت زیادہ مال

غنیمت حاصل ہوا جو اس سے پہلے ابھی تک نہیں حاصل ہوا تھا۔ ہر شہسوار کا حصہ ڈیڑھ ہزار درہم تک تھا علاوہ اس مال کے جو اچھی کارکردگی والوں کو ملا۔ جب خمس اور فتح کی خبر بنو عجل کے ایک فرد جندل کے ذریعہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو پہنچی اور حضرت خالد بن ولید ؓ کے کارناموں کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ ؓ نے فرمایا! اے قریشیو! تمہارا شیر دشمن کے شیر پر ٹوٹ پڑا اور اس پر غالب آ کر اس کا گوشت چھین لیا۔ کیا خواتین خالد ؓ کی طرح مرد جننے سے عاجز آ گئی ہیں۔

(تاریخ طبری: ۱۸۵/۴)

8 ۔ حیرہ پر قبضہ

ایران کے بادشاہ اردشیر کو الیس میں عیسائیوں اور ایرانیوں کی شکست کی خبر مل گئی تھی وہ پہلے ہی شدید بیمار تھا یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور اس کی حرکتِ قلب بند ہو گئی۔ اس کی موت ایرانیوں کے لئے ایک اور شدید دھچکا تھی۔

دوسری طرف حضرت خالد بن ولید ؓ اس فتح کے بعد بغیر کسی تاخیر کے اگلی مہم پر روانہ ہو گئے اور انہوں نے حیرہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کے آمد کی خبر سن کر وہاں کے لوگ قلعوں میں گھس کر قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کئی روز تک قلعوں کا محاصرہ کیا لیکن جنگ نہیں کی کہ شاید یہ لوگ راہ راست پر آ جائیں لیکن جب ان کی طرف سے کوئی پیش رفت نہیں دیکھی تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے حملہ کر کے شہر کی آبادی اور اندرونی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ محاصرہ کی طوالت سے تنگ آ کر

حیرہ کے حاکم عمرو بن عبدالمسیح دوسرے سرداروں کے ساتھ قلعہ سے نکل کر حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے عمرو بن عبدالمسیح سے بات چیت کی۔ عمرو کے ایک ساتھی کے پاس سے زہر کی ایک پڑیا نکلی جو اس نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان سے پوچھا کہ اسے ساتھ کیوں لائے ہو۔ اس نے کہا کہ اس خیال سے کہ تم نے اگر میری قوم کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا تو میں یہ زہر کھا کر مر جاؤں گا اور اپنی قوم کی ذلت اور تباہی نہ دیکھ سکوں گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے ہاتھ سے زہر کی پڑیا لی اور اس میں سے زہر نکال کر ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا! اگر موت کا وقت نہ ہو تو زہر بھی اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ کلمات ادا کئے۔

﴿بسم اللہ خیر الاسماء رب الارض و السماء الذی

لا یضر مع اسمہٖ داء لرحمٰن الرحیم﴾

ان کلمات کو ادا کرتے ہی وہ زہر پھانک لیا۔ اس بوڑھے کافر نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ اعتقاد اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کا مظاہرہ دیکھا تو دنگ رہ گیا اور وہاں موجود تمام لوگ حیران ہو گئے عمرو بن عبدالمسیح بے اختیار بول اٹھا:

" جب تک تمہاری شان کا ایک بھی شخص تم میں موجود ہے تم اپنے مقصد میں ناکام نہیں رہ سکتے "۔

حیرہ میں موجود ایرانی سردار اور ایرانی لشکر اپنے بادشاہ کی موت کی خبر سن کر واپس چلا گیا تھا۔ عمرو بن عبدالمسیح نے دو لاکھ درہم جزیہ قبول کر کے صلح کر لی۔ ایک

روایت کے مطابق ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ جزیہ پر صلح ہوئی۔ اس جزیہ کے علاوہ حیرہ کے سرداروں نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو کچھ تحائف بھی پیش کئے جو انہوں نے مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ روانہ کردئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس جب یہ تحائف پہنچے تو آپ ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو پیغام بھیجا کہ اگر یہ تحائف جزیہ میں شامل ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں جزیہ کی رقم میں شامل کرکے باقی رقم حیرہ والوں کو واپس کردی جائے۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے اہل حیرہ کے لئے اپنے عہد نامہ میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عہد نامہ ہے جو خالد بن ولید ؓ نے عدی، عمرو بن عدی، عمرو بن عبدالمسیح، ایاس بن قبیصہ اور حیری بن اکال سے کیا ہے۔ یہ حیرہ والوں کے سردار ہیں اور حیرہ والے اس معاہدے سے راضی ہیں اور اس کا انہیں حکم دیا ہے۔ ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر معاہدہ کیا ہے۔ جو ہر سال ان سے اس حفاظت کے عوض وصول کیا جائے گا جو دنیاوی مال و متاع ان کے قبضے میں ہے خواہ وہ راہب ہوں یا پادری لیکن جن کے پاس کچھ نہیں، دنیا سے الگ ہیں، اس کو چھوڑ چکے ہیں اور محفوظ ہیں اگر ان کی حفاظت کی ضرورت نہیں تو ان پر کوئی جزیہ نہیں۔ یہاں تک کہ ان کی حفاظت کی جائے اگر انہوں نے اپنے کسی فعل یا قول کے ذریعے سے غداری کی تو اس کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ یہ معاہدہ ربیع الاول 12ھ میں لکھا گیا۔

(تاریخ طبری: ۱۸۱/۴)

ایک روایت کے مطابق حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرہ والوں کو تین باتوں میں سے ایک قبول کرنے کا اختیار دیا تھا۔

ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، تمہیں وہی حقوق ملیں گے جو ہمارے ہیں اور تم پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہم پر ہیں۔ خواہ یہاں سے منتقل ہو جاؤ یا یہیں مقیم رہو۔ یا اپنے دین پر باقی رہتے ہوئے جزیہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یا پھر مقابلہ اور جنگ۔ اللہ کی قسم! میں ایسے لوگوں کو لایا ہوں جو موت کے اس سے زیادہ حریص ہیں جتنا تم زندگی کے حریص ہو۔

ان لوگوں نے جزیہ ادا کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا! تم برباد ہو، کفر گمراہ کن میدان ہے، اس کو اختیار کرنے والا عربوں میں سب سے بڑا احمق ہے۔ (تاریخ طبری: ۱۷۸/۴)

حضرت خالد بن ولیدؓ حیرہ کی فتح سے بہت خوش تھے انہوں نے شکرانے کے طور پر آٹھ رکعت نفل پڑھی اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا!

جنگ موتہ کے روز میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں تھیں مگر جس قدر سخت مقابلہ اہل فارس نے میرے ساتھ کیا اس سے پہلے کسی نے نہ کیا اور اہل فارس میں سے الیس والوں نے جس جوانمردی سے میرا مقابلہ کیا اس کی مثال اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھی۔

9 ۔ حیرہ ۔ اسلامی فوج کا مرکز

فتح حیرہ عظیم جنگی اہمیت کی حامل تھی۔ اس سے مسلمانوں کی ایران کو فتح کرنے کی امیدیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ کیونکہ عراق اور ایرانی حکومت کے لئے اس شہر کی جغرافیائی اور معاشرتی حیثیت سے بہت اہمیت تھی۔ اس لئے اسلامی فوج نے اسے اپنا جنگی مرکز قرار دے دیا۔ جہاں سے فوجوں کو احکامات جاری کئے جاتے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسے اپنا صدر مقام بنالیا۔

حیرہ کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ضرار بن خطاب، حضرت عینیہ بن الشماس، حضرت ضرار بن الازرد، حضرت قیقاع بن عمرو اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چھوٹے چھوٹے فوجی دستوں کی کمان دے کر حیرہ کے اطراف میں بھیجا۔ چنانچہ اس حکمتِ عملی کی بدولت ہر ایک قبیلہ اور ہر ایک بستی نے اسلام قبول کرلیا یا جزیہ دینا تسلیم کرلیا۔ اس طرح حضرت خالد بن ولیدؓ نے دجلہ تک کا تمام علاقہ فتح کرلیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ایک سال تک حیرہ میں رہ کر وہاں آس پاس کے علاقوں پر مہمات بھیجنے کی نگرانی کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک حضرت عیاض بن غنمؓ دومۃ الجندل فتح کرنے کے بعد ان سے آکر نہ ملیں اس وقت تک وہ حیرہ ہی میں رہیں۔

10 ۔ ایرانی سرداروں کے نام حضرت خالد بن ولیدؓ کا خط

حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان حالات میں مزید زیادہ دیر تک عیاض بن غنم ؓ کا انتظار کرنا مناسب نہیں سمجھا ان کے خیال میں زیادہ عرصہ حیرہ میں قیام کرنے سے دشمن کو تیاری کرنے کا موقع مل جانے کا خطرہ تھا۔ دوسری طرف حضرت عیاض بن غنم ؓ کو دومۃ الجندل فتح کرنے میں کامیابی نہیں ہورہی تھی۔ چنانچہ حیرہ میں رہ کر حضرت خالد بن ولید ؓ نے ایران کے سرداروں کے نام ایک خط حیرہ ہی کے ایک باشندے کے ہاتھ روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط خالد بن ولیدؓ کی طرف سے رؤساء فارس کے نام ہے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے تمہارے نظام کو الٹا کر کے رکھ دیا اور تمہارے مکر کو ناکام کر دیا اور تمہارے اتحاد کو توڑ دیا۔ اگر ہم اس ملک پر حملہ آور نہ ہوتے تو اس میں تمہارا ہی نقصان تھا اب تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم ہماری فرمانبرداری کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو ہم تمہارے علاقے چھوڑ دیں گے اور دوسری طرف چلے جائیں گے اگر تم نے ہماری اطاعت قبول نہیں کی تو پھر تم کو ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو موت کو اس سے زیادہ پسند کرتے ہیں جتنا تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔

(تاریخ طبری: ۱۸۶/۴)

ایران کے سرداروں کو خط لکھنے کے ساتھ ایک خط حضرت خالد بن ولید ؓ نے عراق کے امراء کے نام بھی بھیجا۔ جو زمیندار اور جاگیردار تھے اور انہوں نے ابھی

مسلمانوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی۔ اس خط کو انبار کے ایک باشندے کے ہاتھ بھیجا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط خالد بن ولیدؓ کی طرف سے امراء کے نام ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کی ہیں کہ جس نے تمہارے اتحاد کو توڑ دیا اور تمہاری شان وشوکت ختم کر دی تم لوگ اسلام قبول کرلو تمہای سلامتی اسی میں ہے یا پھر ہماری حفاظت میں آ کر ذمی بن جاؤ اور جزیہ ادا کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ میں نے ایسی قوم کے ساتھ تم پر چڑھائی کی ہے جو موت کی اتنی ہی دلدادہ ہے جتنے تم لوگ شراب نوشی کے۔

ایرانی رؤساء اور عراقی امراء کو جب یہ خط ملے تو وہ آپس میں مل کر بیٹھے اور اس مسئلہ پر صلح ومشورے کیئے کہ مسلمانوں سے کس طرح نپٹا جائے کیونکہ وہ کسی طرح سے مسلمانوں سے ہار ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔

11 ۔ انبار کی جنگ (ذات العیون)

حضرت خالد بن ولید ؓ کے خط کے بعد ایرانیوں نے مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اس نے حیرہ کے قریب انبار میں پڑاؤ ڈالا۔ اس لشکر کی قیادت سباط کے حاکم شیرزاد کو سونپی گئی۔ شیرزاد بہت جہاندیدہ اور دلیر سردار تھا۔ اس نے شہر کے باہر مورچے بنوائے اور ان میں ماہر تیر اندازوں کو بٹھایا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کو ایرانیوں کے لشکر کی خبر ملی تو انہوں نے حضرت قیقاع بن

عمروؓ اور حضرت اقرع بن حابسؓ کو خاص ذمہ داریاں دیں۔ حضرت قیقاع بن عمروؓ کو حیرہ کی حفاظت کی ذمہ داری اور حضرت اقرع بن حابسؓ کو جنگ کے پہلے دستہ کے طور پر انبار روانہ کیا۔ بعد میں حضرت خالد بن ولیدؓ خود بھی مزید فوج لے کر انبار پہنچ گئے اور شہر کا محاصرہ کرلیا۔ ایرانی فوج جو مورچوں میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے اچانک تیروں کی بارش کر دی اس اچانک حملہ کی مسلمانوں کو توقع نہیں تھی اس وجہ سے تقریباً ایک ہزار مجاہد زخمی ہو گئے۔ اس جنگ میں دشمنوں نے مسلمانوں پر اچانک تیروں کی بارش کر دی جس سے بے شمار مسلمان فوجیوں کی آنکھیں بے کار ہو گئیں اس لئے اس معرکہ کا نام ذات العیون پڑ گیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک ماہر فوجی سپہ سالار کی طرح یک دم اپنی حکمت عملی تبدیل کی اور بیمار اور ناکارہ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کو ان خندقوں میں ڈال دیا جس میں ایرانیوں نے مسلمانوں کو روکنے کے لئے مورچے بنائے ہوئے تھے۔ اس سے مسلمانوں کو خندقوں کو پار کرنے کا موقع مل گیا اور ایرانیوں کا راستہ بھی تنگ کر دیا۔ مسلمان شہر کی فصیل تک پہنچ گئے اور دیوار پر چڑھ گئے اور شہر کی فصیل کے اندر کود گئے اور پھر زبردست مقابلہ کے بعد شہر کا دروازہ بھی کھلوا لیا۔ بے شمار ایرانی فوجی قتل ہوئے جن کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

آخر کار اسلامی فوج انبار شہر میں داخل ہوگئی۔ شیرزاد کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ اب مسلمانوں کو شہر فتح کرنے سے نہیں روکا جا سکتا تو اس نے صلح کا پیغام بھجوایا اور کہا کہ میری جان بخشی کر دی جائے تو میں اپنے سواروں

کے دستہ کے ساتھ شہر سے نکل جاؤں گا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے اسے پیغام بھیجوایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تین دن کا زادراہ لے کر چلا جائے اسے کچھ نہیں کیا جائے گا۔ شیرزاد نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور فوراً شہر چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ ایک فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے۔ انبار کے اردگرد کے قبائل نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے مصالحت کرنے میں اپنی عافیت سمجھی۔

(تاریخ طبری: ۱۹۱/۴)

12 ۔ عین التمر کی فتح

حضرت خالد بن ولید ؓ ابھی انبار میں ہی تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ ایرانی عین التمر میں مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی فوج جمع کر رہے ہیں جس کی قیادت ان کا سردار مہران بن بہرام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے آس پاس کے عرب قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملایا ہوا ہے وہ بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان عرب قبائل کی قیادت ان کا سردار عقبہ بن ابی عقبہ کر رہا ہے۔ ان قبائل میں بنوتغلب، ایاد اور نمر وغیرہ کے لوگ شامل ہیں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے زبرقان بن بدر کو انبار شہر کا نائب بنایا اور ایرانیوں کو بغیر کوئی مہلت دئے ہوئے عین التمر کی طرف روانہ ہو گئے اور تین دن میں عین التمر پہنچ گئے۔ ایرانی فوج کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی فوج بھی عین التمر پہنچ گئی ہے تو انہوں نے فوراً عقبہ بن ابی عقبہ، تمر، تغلب، ایاد کو اطلاع کی کہ

فوراً آ کر ایرانی فوج کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

عقبہ نے مہران سے کہا کہ ہم عربوں کے لڑائی کے طریقوں کو جانتے ہیں اس لئے پہلے ہم کو ان سے مقابلہ کرنے دیا جائے۔ مہران نے عقبہ کی اس بات کو مان لیا اور عقبہ کی فوج مسلمانوں کے سامنے آ گئی۔ عقبہ سب سے پہلے میدان میں نکلا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقابلہ کی دعوت دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے نہایت پھرتی سے عقبہ پر کمند پھنکی اور اسے زندہ گرفتار کرلیا۔ عقبہ کی فوج کے لوگوں نے دیکھا کہ ان کے سردار کو مسلمانوں نے اتنی ااسانی سے گرفتار کرلیا تو ان کے حوصلے پست ہو گئے اور میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرنے لگے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کرلیا۔

مہران بن بہرام قلعہ میں ایرانی فوج کے ساتھ اس خوش فہمی میں بیٹھا تھا کہ کچھ ہی دیر میں عرب کے بدو اسلامی فوج کو شکست دے دیں گے۔ لیکن جب اس کو اس کے برعکس خبر ملی تو اس پر مسلمانون کی ہیبت طاری ہوگئی اور وہ بغیر مقابلہ کئے اپنی فوج لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ قلعہ کو خالی دیکھ کر عقبہ کے بھاگتے ہوئے سپاہی قلعہ میں پناہ لینے کے لئے داخل ہو گئے اور قلعہ کو بند کر دیا۔ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور چار دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ قلعہ میں بند سپاہیوں نے جب دیکھا کہ وہ مقابلہ کی سکت نہیں رکھتے تو انہوں نے مجبور ہو کر یہ شرط پیش کی کہ اگر ان کی جان بخشی کردی جائے تو وہ قلعہ کے دروازے کھول دیں گے مگر حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کو بغیر کسی شرط کے قلعہ کے دروزے کھولنے کے لئے کہا۔ ان لوگوں نے مجبور ہو کر قلعہ کے دروازے کھول دئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے حکم پر ان سب کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا اور ان کے سامنے ان کا سردار عقبہ بن ابی عقبہ کو لا کر قتل کر دیا گیا۔ اس سے ان فوجیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کے دلوں پر مسلمانون کی ہیبت بیٹھ گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مالِ غنیمت جمع کیا اور حضرت ولید بن عقبہؓ کو فتح کی خوشخبری اور مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ منورہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔

13 ۔ دومۃ الجندل کی فتح

حضرت عیاض بن غنمؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دومۃ الجندل کی مہم پر بھیجا ہوا تھا۔ حضرت عیاض بن غنمؓ عراق کے بالائی علاقے کے قبائل کو زیر کرتے ہوئے دومۃ الجندل پہنچے تھے۔ دومۃ الجندل میں دو سردار تھے اکیدار بن مالک اور جودی بن ربیعہ دونوں اکٹھے ہو کے دومۃ الجندل کا دفاع کر رہے تھے۔ ان کے حلیف قبائل بنو بہراء، کلب، غسان، اور تنوح ان کی مدد کر رہے تھے۔ ایک سال کا عرصہ ہو گیا تھا اور کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ان دونوں سرداروں نے آس پاس کے تمام قبائل بھی اپنے ساتھ ملائے ہوئے تھے وہ ان کی بھرپور مدد کر رہے تھے۔ جو علاقے مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے وہاں کے لوگ بھی فرار ہو کر ان کے ساتھ ملتے جا رہے تھے جس کی وجہ سے ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا اور وہ بھی انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔ دومۃ الجندل کی صورتحال تشویش ناک ہوتی جا رہی تھی۔ یہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضرت عیاض بن غنمؓ نے حضرت خالد بن

ولیدؓ کو ایک خط لکھا اور ان سے مدد کی درخواست کی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ عین التمر سے فارغ ہو چکے تھے خط ملتے ہی انہوں نے دومۃ الجندل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ آپؓ نے حضرت عویم بن کامل اسلمیؓ کو عین التمر میں اپنا نائب بنایا اور دومۃ الجندل روانہ ہو گئے یہ عین التمر سے پانچ سو کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا۔ یہ فاصلہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دس دنوں میں طے کر لیا اور دومۃ الجندل پہنچ گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی آمد کی خبر سن کر اکیدار بن مالک گھبرا گیا کیونکہ وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی جنگی مہارت، بہادری اور جرأت کو جانتا تھا کہ اس کے لئے ان کو شکست دینا آسان کام نہیں تھا۔ اس نے خوف زدہ ہو کر جودی بن ربیعہ اور دوسرے عیسائی سرداروں سے کہا کہ ہم کو ان سے لڑائی کرنے کے بجائے صلح کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اس سرداروں نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ جس کے نتیجہ میں اکیدار ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گیا۔ اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں کہ وہ کہیں چلا گیا تھا اور یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جب دومۃ الجندل پہنچے تو اس وقت وہاں کی صورتحال بہت پیچیدہ تھی۔ حضرت عیاض بن غنمؓ نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود ان کو فتح حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ حکمتِ عملی اختیار کی کہ جس جگہ سے حضرت عیاض بن غنمؓ حملہ آور تھے اس کے بالکل مخالف سمت سے قلعہ پر حملہ کر دیا تا کہ ان کی طاقت دو حصوں میں بٹ جائے۔

جودی بن ربیعہ نے اپنی فوج کے دو حصے کیۓ ایک حصہ حضرت عیاض بن غنم ؓ کی طرف بھیجا اور خود حضرت خالد بن ولید ؓ کے مقابلہ پر آیا اور لشکر سے باہر نکل کر مسلمانوں کو للکارا اس کے مقابلہ میں حضرت خالد بن ولید ؓ نکل کر آئے اورانہوں نے بڑی بہادری اور تکنیک سے جودی کو زندہ گرفتار کرلیا۔ پھران کا سردار ودیعہ مقابلہ پر آیا اس کے مقابلہ کے لئے حضرت اقرع بن حابس ؓ باہر آئے اورانہوں نے بھی مقابلہ کے بعد ودیعہ کو زندہ رفتار کرلیا۔ اپنے بڑے بڑے سرداوں کی اس طرح گرفتاری دیکھ کر دوسرے نصرانی واپس قلعہ کی طرف بھاگے اور وہ قلعہ بند ہونا چاہتے تھے اس دوران دوسری طرف حضرت عیاض بن غنم ؓ نے بھی نصرانیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس طرح جب دونوں طرف سے لوگ قلعہ میں پناہ لینے کے لئے بھاگے تو قلعہ لوگوں سے بھر گیا اور اس میں مزید لوگوں کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔ باقی فوجیوں کو مسلمانوں نے قلعہ سے باہر ہی پالیا اور ان کو وہاں ہی قتل کر دیا۔ جودی بن ربیعہ بھی مارا گیا اور گرفتار لوگوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ جس نے امان طلب کی اس کو امان دے دی گئی۔ قلعہ اور شہر پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اطلاع دینے کے لئے قاصد روانہ کر دیا۔

(تاریخ الاسلامی: ۹/۱۶۴)

14 ۔ حصید کی جنگ

حضرت خالد بن ولید ؓ حیرہ چھوڑ کر جب دومۃ الجندل حضرت عیاض

بن غنم ؓ کی مدد کے لئے گئے تو پیچھے قبائل نے سوچا کہ مسلمانوں سے حیرہ کا قبضہ چھڑانے کا یہ اچھا موقع ہے اور وہ عقبہ بن ابی عقبہ کے قتل کا بدلہ بھی لینا چاہتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے اقرع بن حابس ؓ کو واپس انبار کی طرف بھیج دیا اور خود دومۃ الجندل ٹھہر گئے۔ ایران کے شاہی دربار سے دو مشہور سردار زرمہر اور روزبہ کو دو بڑے لشکر دے کر حیرہ کی طرف بھیجا گیا۔ اس کی خبر جب مسلمانوں کو ملی تو حضرت قیقاع بن عمرو ؓ ان کے مقابلہ کے لئے آئے انہوں نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کی قیادت ابو لیلیٰ کو دی اور دوسرے حصے کی قیادت خود کی۔ ایرانی اور عرب قبائل کے لشکر مقام حصید و خنافس میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے دو طرف سے ان پر اچانک اور بھرپور حملے کر دئے اور ان کو سنبھلنے تک کا موقع نہیں دیا بہت خونریز جنگ ہوئی ہزاروں فوجی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان کے دونوں سردار بھی مارے گئے۔

15 ۔ خنافس کی جنگ

دشمن کی بقیہ فوج نے میدانِ جنگ سے فرار ہو کر مقام خنافس میں جا کر پناہ لی یہاں ایرانیوں کا مشہور سپہ سالار بہوزان اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ حضرت ابو لیلیٰ بن فدا شکست خوردہ ایرانیوں کا پیچھا کرتے ہوئے خنافس پہنچ گئے تو ایرانی سردار بہوزان مقابلہ کے بجائے خنافس سے بھاگ کھڑا ہوا اور مصیخ میں جا کر پناہ لی۔ مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ ان تمام فتوحات کی

اطلاع حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھجوا دی گئی۔

(تاریخ طبری: ج ۲ ح ۲ ص ۵۸۲)

16 ۔ مصیّخ کی جنگ

مصیخ کا حاکم ہذیل بن عمران تھا۔ اس کو جب مسلمانوں کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس کے ساتھ قبیلہ تغلب کا سردار ربیعہ بن بجیر تغلبی بھی اپنے جنگجوؤں کے ساتھ تھا۔ دوسری طرف حضرت خالد بن ولیدؓ دومۃ الجندل سے واپس حیرہ پہنچ چکے تھے۔ تمام حالات اور صورت حال سے مکمل آگاہ تھے انہوں نے حضرت قیقاعؓ اور حضرت ابو لیلیٰ کو مقام مصیخ کی طرف دو لشکر دے کر روانہ کیا اور ہدایت کی کہ دو مختلف مقام پر ایک ہی وقت میں مصیّخ پہنچیں اور تیسری سمت سے خود ایک لشکر لے کے پہنچ گئے اور ایک ہی وقت میں تین طرف سے شہر پر دھاوا بول دیا۔ ایک ساتھ تین طرف سے حملوں کی وجہ سے ان کی فوج میں کھلبلی مچ گئی اور ان کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا اور وہ مقابلہ کرنے کے بجائے میدان سے فرار ہونے لگے تو مسلمان فوجیوں نے ان کو بھاگتے ہوئے قتل کرنا شروع کر دیا۔ ان کا سردار ہذیل بن عمران بھی میدان سے فرار ہو گیا۔ اس جنگ میں غلطی سے دو مسلمان بھی مارے گئے جو مصیّخ میں رہتے تھے ان کے نام عبدالعزیز ابی رہم اور لبید بن جریر تھے۔ بعد میں ان کا خون بہا دے دیا گیا تھا۔

17 ۔ الزمیل کی فتح

ہذیل بن عمران نے مصیخ میں شکست کے بعد بھاگ کر الزمیل میں عتاب بن فلان کے پاس آ کے پناہ لی۔ وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بشر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کو ربیعہ بن بجیر کے خاتمے کی خبر پہنچے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پر بھی تین طرف سے شب خون مارا۔ اس معرکہ میں اس کثرت سے آدمی قتل ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ خالدؓ نے قسم کھائی تھی کہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کو ختم کر دیں گے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ خالدؓ نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کیا اور خمس کے ساتھ فتح کی خبر مصباح بن فلان المزنی کے ذریعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھیجوادی۔ (تاریخ طبری: ج۲ ح۲ ص۵۸۴)

18 ۔ فراض کی جنگ

مصیّخ کی جنگ میں مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد ان کے دونوں سردار ہذیل بن عمران اور ربیعہ تغلبی فرار ہو کر یسیر کے مقام پر وہاں کے سردار عتاب بن اسید کے پاس چلے گئے تھے۔ وہاں وہ بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے فوج جمع کر رہا تھا۔ ان کی تیاریوں کی اطلاعات حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسلسل مل رہیں تھیں۔ حضرت قیقاع بن عمروؓ ربیعہ تغلبی کا پیچھا کرتے ہوئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ ہذیل بن عمران کا پیچھا کرتے ہوئے یسیر پہنچ گئے تھے۔ وہاں ان کو

خبر ملی کہ بلال بن عقبہ نے رضافہ کے مقام پر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے ایک لشکر تیار کر رکھا ہے۔ وہاں سے حضرت خالد بن ولید ؓ فوراً رضافہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بلال بن عقبہ کی فوج نے اچانک مسلمانون کی فوج کو اپنے سروں پر دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے فرار کی راہ اختیار کی اور یہ سب لوگ دومۃ الجندل کی سرحد اور فارس، شام اور عرب کو ملانے والی سرحد پر واقع مقام رضاب اور فراض پر جمع ہو گئے۔ فراض دریائے فرات کے قریب واقع تھا۔ اس جگہ پر بنو تغلب، بنو آیاد اور بنو تمر کے جنگجو پہلے سے بھی موجود تھے۔ اور ان کی مدد کے لئے رومی فوج بھی دریائے فرات کی دوسری طرف موجود تھی۔

حضرت خالد بن ولید ؓ بھی اپنی فوج کی قیادت کرتے ہوئے فراض پہنچ گئے اور دریائے فرات کے کنارے پر اسلامی فوج نے پڑاؤ ڈال دیا۔ اسلامی فوج کی آمد کی خبر سن کے رومیوں کا لشکر دریائے فرات کے قریب پہنچ گیا اور مسلمانوں کو پیغام بھیجوایا کہ تم دریا پار کر کے ہماری طرف آتے ہو یا ہم دریا عبور کر کے تمہاری طرف آ جائیں۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کو جواب بھیجا کہ تم دریا پار کر کے اس طرف آ جاؤ۔ رومی فوج نے مسلمانوں کا پیغام ملتے ہی دریائے فرات عبور کر کے درسری طرف آ کے جمع ہونا شروع کر دیا۔ ان کا لشکر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ میں دس گنا تھا۔ مسلمان بغیر آرام اور وقفہ کئے مسلسل جنگ میں مصروف تھے مسلمان سپاہی بہت تھکے ہوئے تھے۔ لیکن ہمت، جوش اور جرأت سے بھرپور تھے۔ لڑائی شروع ہوئی تو بہت بے جگری سے لڑے بڑا خونریز مقابلہ ہوا اور لڑائی میں مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور بے شمار رومی فوجی مارے گئے۔ میدانِ جنگ میں ہر طرف لاشیں

بکھری پڑیں تھیں اور بچے کچے رومیوں نے فرار کی راہ اختیار کی۔ مسلمانوں نے فراض بھی فتح کرلیا۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے فراض میں دس دن قیام کیا اور 25 ر ذوالقعدہ 12ھ کو اسلامی لشکر کو شجرہ بن الاغر کی قیادت میں واپس حیرہ بھیج دیا اور خود خفیہ طور پر حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ اپنے حج پر جانے کو اس لئے خفیہ رکھا کہ ان کی غیر موجودگی کی وجہ سے دشمن فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ ان کے حج پر جانے کی خبر خاص خاص لوگوں کے سوا ان کے لشکر میں بھی کسی کو نہیں تھی۔ اسی سال حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی حج کی سعادت حاصل کی تھی۔ انہوں نے اپنی جگہ حضرت عثمان غنیؓ کو قائم مقام بنایا اور خود حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حج میں حضرت ابوبکرؓ سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے ملاقات نہیں کی۔ مدینہ منورہ واپسی پر کسی نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو حضرت خالد بن ولید ؓ کے حج پر آنے کی اطلاع دی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور آئندہ اس قسم کی بے احتیاطی سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس طرح دشمن کو خبر ہونے کی صورت میں بہت سی مشکلات ہو سکتی تھیں۔ اس بات کے علاوہ حضرت خالد بن ولید ؓ کا حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے مکمل رابطہ تھا، ان کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہتی تھی اور حضرت خالد بن ولید ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ہر بات میں راہ نمائی لیتے تھے اور حضرت ابوبکر ؓ بھی وقتاً فوقتاً ان کو ہدایات بھجواتے رہتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ ماہ ربیع الاول 13ھ تک حیرہ میں رہے۔ حج سے واپسی کے بعد بھی حیرہ ہی میں قیام کیا اور

آس پاس کے جو علاقے فتح ہونے سے رہ گئے تھے وہ بھی فتح کر لئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام:

تم یرموک میں اسلامی فوج سے جا ملو وہ پھنسے ہوئے ہیں۔ خبر دار! جیسی بے احتیاطی تم نے کی وہ دوبارہ نہیں کرنا اور اللہ کے فضل سے وہ تمہاری طرح نرغے ہوئے نہیں ہیں اور ان مشکلات سے تمہاری طرح کوئی نہیں نمٹ سکتا ہے۔ اے ابو سلیمان! اخلاص اور نصیب مبارک ہو، اپنی ذمہ داریاں پوری کرو، اللہ تمہارے لئے اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ خود پسندی تمہیں لاحق نہ ہو، ایسی صورت میں تم کو نقصان اور رسوائی ہو گی۔ خبر دار! تم اپنے کسی عمل کی وجہ سے احسان نہ جتلانا، حقیقت میں اللہ ہی احسان کرنے والا ہے اور وہی اس کا بدلہ بھی دینے والا ہے۔ (تاریخ طبری: ۲۰۲/۴)

11.3 ۔ معرکہ شام

11.3.1۔ حکمت عملی اور حالات

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں کو ملک شام کے جہاد پر ابھارتے ہوئے تقریر فرمائی اور کہا! اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور کریم ﷺ پر درود و سلام! یاد رکھو! ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے جو اس مقصد کو پا لیتا ہے وہ بامراد ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عمل کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہوتا ہے۔ تم پر جدوجہد

لازم ہے کیونکہ آدمی منزل تک استقامت کے ذریعہ ہی پہنچ سکتا ہے۔ جان لو جس کا ایمان نہیں اس کا دین بھی نہیں جو شخص اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید نہیں رکھتا اس کے لئے کوئی اجر نہیں اور جس کی نیت درست نہیں اس کا عمل بھی مقبول نہیں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا بہت بڑا اجر بیان کیا گیا ہے جس کو پڑھ کر ہر مسلمان کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دے۔ جہاد وہ تجارت ہے جس کی نشاندہی خود اللہ عزوجل نے فرمائی ہے اور جو شخص جہاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلت و رسوائی سے بچاتا ہے اور دنیا و آخرت میں اسے عزت و توقیر سے نوازتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رومیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اہل مکہ کو جہاد کی دعوت دی اور ان کے نام ایک خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

ابوبکر عبداللہ عتیق بن ابی قحافہؓ کی طرف سے مکہ اور نواحِ مکہ کے مسلمانوں کے نام:

میں اللہ کا شکر گزار ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ آپ لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اس سے پہلے میں مدینہ کے مسلمانوں کو اپنے دشمن سے نمٹنے اور ملک شام فتح کرنے کے لئے طلب کر چکا ہوں۔ اب میں آپ کو لکھتا ہوں کہ اپنے رب کے اس حکم کی جلد از جلد تعمیل کر کے دکھائیں۔

انْفِرُواْ خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ☆

(سورۃ التوبہ ۔41)

تم ہلکے ہو یا بوجھل (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آؤ اور اللہ کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یہی تمہارے حق میں اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔

یہ آیت آپ لوگوں کے لئے ہی نازل ہوئی ہے اس لئے سب سے زیادہ آپ ہی کو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا اور جو اللہ کی مدد کرنے سے گریز کرے گا تو اللہ بھی اس سے بے نیاز ہو جائے گا۔ جلد از جلد چل پڑو ایک ایسی جنت کی طرف جس کے پھل نیچے ہیں اور جسے اللہ نے مجاہدین، مہاجرین و انصار اور ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو اس راہ پر چلیں۔ والسلام

حضرت خالد بن ولیدؓ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مرتدین سے نپٹنے کے بعد شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ کیونکہ شام کی طرف سے مسلسل خطرہ تھا۔ ایرانیوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو وہاں کے کمانڈروں کی مدد کے کے لئے وہاں کے شورش زدہ علاقوں میں بھیج دیا تھا۔

شام کی سرحدوں کے قریب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک اور لشکر حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کی قیادت میں بھیج دیا تھا۔ اور ان کو خاص ہدایت

کردی تھی کہ جب تک مدینہ طیبہ سے جنگ کے احکامات نہ آئیں جنگ نہیں چھیڑنا۔ لیکن اگر تم پر دشمن حملہ آور ہو جائے تو مقابلہ کی اجازت ہے۔ ان کو ہدایت تھی کہ آس پاس کے قبائل کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی جائے لیکن جو لوگ پہلے مرتد ہو گئے تھے ان کو شامل نہ کیا جائے۔ حضر خالد بن سعید بن عاص ؓ نے چند ہی دنوں میں آس پاس کے قبائل کو اکٹھا کر کے ایک بڑا لشکر تیار کرلیا۔ دوسری طرف جب رومی بادشاہ ہرقل کو مسلمان فوج کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے بھی بھرپور تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت خالد بن سعید بن عاص ؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو علاقے کی مکمل صورت حال کے بارے میں خط کے ذریعہ آگاہ کیا اور ان سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی تاکہ رومی فوج اتنی قوت اور طاقت حاصل نہ کر سکے کہ ایک دم حملہ کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچا دے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو جب حضرت خالد بن سعید بن عاص ؓ کا خط ملا تو انہوں نے اس پر کافی سوچ بچار کیا اور شام کی سرحد پر موجود فوج کو مزید مدد بھیجنے کو ضروری سمجھا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو مختلف علاقوں سے فتح و کامیابیوں کی خبریں آ رہیں تھیں۔ خاص طور پر حضرت خالد بن ولید ؓ کو کافی نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں تھیں۔ حضرت عکرمہ ؓ اور حضرت مہاجر بن امیّہ بھی مرتدین کے خلاف اپنی مہم میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کی پے در پے فتوحات سے دشمنوں پر کافی رعب اور ہیبت طاری ہو گئی تھی۔ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے سے ہچکچاتے تھے سب دفاعی پوزیشن پر آ گئے تھے۔

ان تمام صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مدینہ میں خاص خاص صحابہ کرام ؓ کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا!

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ آپ اس بات کو یاد رکھئے کہ اللہ رب العزت نے ہم سب کو اسلام کی دولت سے نوازا۔ حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے پیدا فرمایا۔ ہم سب کے ایمان و یقین کو زیادہ کیا اور کامل فتح عطا فرمائی۔ چنانچہ خود اللہ رب العزت فرماتا ہے؛ میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کیا تم پر اپنی نعمتیں پوری کیں اور اسلام کو تمہارے لئے پسند فرمایا۔ نیز یہ کہ ہمارے آقا رسول کریم ﷺ نے شام میں جہاد کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور چاہا تھا کہ وہاں کوشش اور ہمت سے کام لیا جائے مگر اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیا اور اب میں آپ لوگوں کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ مسلمانوں کا ایک لشکر شام کی طرف بھیجوں کیونکہ رسول کریم ﷺ نے اپنے وصال سے قبل مجھے اس بات کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ مجھے زمین دکھائی گئی ہے۔ میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا سو جو زمین مجھے دکھائی گئی وہ عنقریب میری امت کی مِلک میں آئے گی۔ پس اب تم سب متفق ہو کر مجھے اس کا مشورہ دو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

آپ ؓ کی تقریر سن کے سب صحابہ کرام ؓ نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ آپ ؓ جو حکم دیں گے ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ سن کر آپ ؓ بہت خوش ہوئے کیونکہ اہل مدینہ کی طرف سے جوش و خروش قبل دید تھا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اہل یمن کو خط لکھا تا کہ ان کو بھی شام کی مہم میں شامل کیا جائے۔ اس خط میں آپؓ نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

خلیفۃ الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے یمنی مومنوں کے نام جس کو میرا یہ خط سنایا جائے ان سب کو السلام علیکم! میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور اس بات کا حکم دیا ہے کہ تنگی ہو یا وسعت ہو جنگی سامان کی کمی ہو یا زیادتی انہیں ہر حال میں دشمنوں سے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

انفِرُواْ خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ 41)

تم ہلکے ہو یا بوجھل (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آؤ اور اللہ کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یہی تمہارے حق میں اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔

جہاد ایک لازمی فریضہ ہے اور اس کا اجر اس قدر ہے کہ جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ تمہارے وہ بھائی جو میرے سامنے ہیں انہیں میں نے جہاد کی غرض سے شام جانے کے لئے امادہ کیا ہے اور انہوں نے میری آواز پر لبیک کہا ہے اور

اخلاص، نیت کے ساتھ روانہ ہو رہے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! اب تمہاری باری ہے تم بھی میری آواز پر لبیک کہو اور تمہارے رب کی طرف سے جو فریضہ تم پر عائد کیا گیا ہے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔ اللہ عزوجل آپ کے دین کی حفاظت فرمائے اور آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو بُرائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین وصابرین کا اجر فرمائے۔ والسلام علیکم

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خط جب اِہل یمن کے پاس پہنچا تو وہ فوراً تیار ہو گئے۔ انہوں نے حضرت ذوالکلاح حمیری کی قیادت میں ایک بڑا لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا تا کہ اسے شام کی طرف بھیجا جائے۔ اس لشکر میں اطراف کے قبائل کے لوگ بھی شامل ہوتے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عکرمہؓ کو ایک بڑا لشکر دے کر مدینہ منورہ سے شام کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک لشکر جس کی قیادت حضرت عمرو بن عاصؓ کے ہاتھ میں دی اور ہدایت فرمائی کہ وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ مل کر فلسطین کی طرف سے شام پر حملہ کریں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

اے عمرو بن عاصؓ! اپنی خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس سے حیا کرنا کیونکہ وہ تمہارے نیک و بد تمام اعمال کو جانتا ہے اور تم نے دیکھ لیا کہ جو حضرات تم سے آگے نیک عمل کر کے گئے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام

ہے۔ تم بھی آخرت کے لئے عمل کرنے والے بن جاؤ اور تمہارا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو اور تم لوگوں کے چھپے ہوئے بھید ہرگز جاننے کی کوشش نہ کرنا۔ دشمن سے جب بھی مقابلہ کرنا سچائی کے ساتھ کرنا اور دوران جنگ بزدلی نہ دکھانا۔ میں تمہیں امانت میں خیانت نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگر تم اپنی اصلاح کرو گے تو تمہاری رعایا خود بخود تمہارے لئے بھلی ہو جائے گی۔

11.3.2 ۔ معرکہ اجنادین

حضرت عمرو بن عاصؓ دریائے اردن کے کنارے رومی فوج کی جھڑپوں سے بچتے ہوئے اسے خالی کرانے میں مصروف تھے تاکہ اسلامی فوج سے مل سکیں۔ دشمن پوری تیاری سے ان کے تعاقب میں تھا اور اس کی کوشش تھی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ اپنی باقی فوج سے ملنے سے پہلے جنگ میں پھنس جائیں۔ لیکن حضرت عمرو بن عاصؓ پوری طرح بیدار و ہوشیار تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ ان حالات میں جنگ چھیڑنا مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ اس وقت ان کے ساتھ سات ہزار کی فوج تھی اور دشمن کی تعداد لاکھوں میں تھی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جنگی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے کہ جلد از جلد حضرت عمرو بن عاصؓ کے لشکر سے جا ملیں اور ان کے ساتھ مل کے رومی فوج کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کر کے رومی قوت کو تباہ کر دیں۔ اس طرح اسلامی فوج کی پوزیشن مضبوط ہو گی اور فلسطین میں مسلمانوں کے قدم جم جائیں گے۔ دوسری

صورت یہ تھی کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں اور حضرت عمرو بن عاص ؓ کو آ کر ملنے کا انتظار کریں۔ وہ یہاں آ کر رومی فوج کا مقابلہ کریں جو دمشق سے ان کے مقابلے کے لئے نکلی تھی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے پہلی صورت کو ترجیح دی کیونکہ فلسطین میں رومی فوج پر غلبہ پانے کی صورت میں مسلمانوں کی واپسی کا راستہ محفوظ ہو جائے گا اور ان کے مرکز کو تقویت ملے گی۔ ایسی صورت میں وہ اس پوزیشن میں ہوں گے کہ رومی فوج کو چیلنج کر سکیں اور دشمن اپنے پیچھے سے خطرہ محسوس کرے گا پھر اس کی تدبیر میں لگ جائے گا اور اس کی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مشغول ہو جائے گا اور اقدام کے بجائے دفاعی پوزیشن پر آ جائے گا۔

حضرت خالد بن ولید ؓ یرموک سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے اور عمرو بن عاص ؓ کو اطلاع بھیجی کہ وہ رومی فوج کو دھوکے میں رکھتے ہوئے وہاں سے منتقل ہونے میں لگے رہیں۔ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کا لشکر وہاں پہنچ جائے اور پھر مل کے رومی فوج پر حملہ کر دیں۔ عمرو بن عاص ؓ اجنادین آ گئے۔ اور حضرت خالد بن ولید ؓ کا لشکر بھی وہاں پہنچ گیا اب مسلمان فوج کی تعداد تیس ہزار ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ اپنے لشکر کے ساتھ بڑے مناسب وقت پر پہنچے اور زبردست جنگ ہوئی۔ دونوں سپہ سالاروں کی جنگی مہارت کی وجہ سے میدان میں مسلمان فتح کی طرف بڑھنے لگے۔ مسلمان رومی فوج کو چیرتے ہوئے ان کے جرنیل تک پہنچ گئے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ جرنیل کے قتل ہوتے ہی رومی فوج ہمت ہار گئی اور مختلف راستوں سے فرار ہونے لگی۔

شام میں معرکہ اجنادین روم اور مسلمانوں کے درمیان پہلا معرکہ تھا۔ جب اس شکست کی خبر حمص میں قیصر روم ہرقل کو پہنچی تو اس کو حالات کی سنگینی کا احساس ہو گیا۔

خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے خط لکھا:

خلیفۃ الرسول ابوبکرؓ کے نام مشرکین کے خلاف کھلی تلوار خالد بن ولید کی طرف سے۔

السلام علیکم! میں اس اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ امابعد!

اے صدیقؓ! میں آپؓ کو یہ خبر دے رہا ہوں کہ ہم مشرکین کے مقابلہ میں اترے۔ انہوں نے اجنادین میں بہت بڑی فوج اکٹھی کی، اپنی صلیب بلند کی اور اپنی کتابیں کھولیں۔ اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم کو ختم کر کے یا اپنے ملک سے نکال کر دم لیں گے۔ میدان سے فرار اختیار نہیں کریں گے۔ ہم بھی اللہ پر اعتماد و توکل کرتے ہوئے ان کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ نیزوں سے ان پر وار کیا، پھر ہم نے تلواریں سنبھال لیں اور ہر وادی، میدان اور رستے میں ان سے مقابلہ کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے دین کو غلبہ عطا کیا۔ دشمن کو ذلیل کیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جب یہ خط حضرت ابوبکر صدیقؓ کو موصول ہوا تو بے حد خوش ہوئے اور فرمایا! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور اس سے

میری آنکھوں کوٹھنڈا کیا۔ (فتوح الشام للبلازدی: ۸۴۔۹۳)

ان کے بعد ایک اورلشکر تیار کیا گیا اس کی قیادت حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کےحوالے کی گئے اوران کوحکم دیا کہ وہ دمشق کی طرف سےحملہ آور ہوں۔ ان کونصیحت کرتے ہوئے حضرت ابوبکرصدیقؓ نے فرمایا!

اے یزیدؓ! تمہاری رشتہ داریاں بہت ہیں اور ممکن ہے تم ان رشتہ داریوں کوامارت میں ترجیح دواوراس کا مجھےتمہاری جانب سے بہت خطرہ ہے۔ بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جومسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہواورمسلمانوں میں کسی کو ناحق تخصیص کی بنا پرامیر بنا دے، ایسے امیر بنانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے امیر بنانے والے کے کسی خرچ اور کسی کوشش کوقبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دے گا اور جس نے اپنے بھائی کے مال میں سے کسی کی کچھ مدد کی اس پراللہ کی لعنت ہوگی۔ لوگوں کواس بات کی دعوت دوکہ اللہ تعالیٰ پرایمان لائیں۔

ایک لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی کمان میں دے کرحمص کی طرف سےحملہ آور ہونے کے لئے بھیجا۔ اسی دوران حضرت شرجیل بن حسنہؓ بھی عراق کی مہم فتح کر کے مدینہ طیبہ واپس آ گئے تھے۔ حضرت ابوبکرصدیقؓ نے اطراف کے قبائل کے ساتھ مل ایک اورلشکر تیارکیا اس کی کمان حضرت شرجیل بن حسنہؓ کےحوالے کی اوراس کوحکم دیا کہ وہ اردن کی طرف سے شام پرحملہ آور ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت شرجیل بن حسنہؓ سے فرمایا!

خالد بن سعیدؓ کے پاس جاؤ اور جو کچھ ان کا حق تمہارے اوپر ہے اس کا لحاظ رکھنا جیسا کہ تمہیں اس زمانے میں یہ بات پسند تھی کہ یہ گورنر ہو کر تمہارے سامنے آتے اور جو تمہارا حق ان کے اوپر ہے اسے پہچانتے۔ تم نے ان کا مرتبہ اسلام میں جان رکھا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو یہ آپ ﷺ کی طرف سے گورنر تھے۔ اور میں نے بھی انہیں گورنر بنا رکھا تھا۔ اب میں نے خیال کیا کہ انہیں معزول کر دوں قریب ہے کہ ان کے لئے معزولی ان کے دین کے لئے بہتر ثابت ہو اور مجھے کسی کی امارت سے حسد نہیں ہے اور میں نے لشکروں کی امارت کے بارے میں خالدؓ کو اختیار دیا تھا کہ جس کو چاہیں منتخب کر لیں اور انہوں نے تمہارے غیر کو چھوڑ کر تمہارا انتخاب کیا اور اپنے چچیرے بھائی کے مقابلہ میں تم کو ترجیح دی۔ جب تمہیں کوئی امر درپیش ہو جس کے لئے تمہیں کسی کی نصیحت کی ضرورت ہو تو تم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، اور حضرت خالد بن سعیدؓ کے پاس نصیحت اور بھلائی پاؤ گے۔

اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی جنگی ماہرانہ حکمتِ عملی کے ساتھ شام پر بھرپور حملے کرنے کی مکمل تیاری کر لی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جو بھی لشکر تیار کرتے اس کو حکم تھا کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر جرف کے مقام پر جمع ہوں اور پھر وہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لے جاتے اور ان کو دعاؤں اور نصیحتوں کے ساتھ رخصت کرتے اور فرماتے!

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، یاد رکھو! ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے جس نے اس مقصد کو حاصل کرلیا اس نے کامیابی حاصل کرلی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ تمہیں کوشش اور جدو جہد سے اپنا کام کرنا چاہئے کیونکہ بغیر کوشش کے کوئی بھی کام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ یاد رکھو! جس شخص میں ایمان نہیں وہ مسلمان کہلانے کا بھی حقدار نہیں، جو کام ثواب حاصل کرنے کی غرض سے نہ کیا جائے اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔ جس کام میں نیک نیتی شامل نہیں وہ کام ہی نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو عظیم اجر کی خوشخبری دی گئی ہے۔ لیکن کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اجر و ثواب کو صرف اپنے لئے مخصوص کرلے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ایک تجارت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے جاری فرمایا ہے۔ جو شخص اسے اپناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوائی سے بچاتا ہے اور دونوں جہاں میں عزت عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہدایت کے مطابق اسلامی لشکروں نے شام کی طرف پہنچنا شروع کردیا۔

11.3.3 ۔ رومیوں کی جنگی تیاریاں

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہدایت کے مطابق مسلمان فوج اپنے اپنے بتائے ہوئے مقامات پر پہنچنے لگی۔ تمام اسلامی دستے ایک دوسرے سے مکمل رابطہ میں تھے ان میں مستقل خط وکتابت ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ رومی بھی بے خبر

نہیں تھے ان کو بھی مسلمانوں کے نقل وحمل کی تمام اطلاعات مل رہی تھیں۔ ہرقل نے بھی اپنے تمام سپہ سالاروں کو جمع کر کے مشورہ کیا اوران کو جنگ سے متعلق ہدایات دیں۔ اس نے چار نامی گرامی جرنیلوں کو فوج کے ساتھ تیار کیا۔ ان میں اس کا بھائی تذارق اور تھیوڈور بھی تھے۔ اس نے ایرانیوں کے ساتھ رومیوں کی جنگ میں بہت کامیابیاں حاصل کیں تھیں بہت بہادر اور تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ تذارق کو نوے ہزار کی فوج دے کر فلسطین کی طرف حضرت عمرو بن عاص ؓ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ ہرقل کی توقع کے برخلاف تذارق مسلمانوں کے سامنے نہ ٹک سکا اور اس کو شکست ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے مقابلے کے لئے ہرقل نے فیقار بن سطور کی کمان میں ساٹھ ہزار کا لشکر حمص کی طرف بھیجا۔ اسی طرح حضرت شرجیل بن حسنہ ؓ کے مقابلہ کیلئے راقص کی کمان میں پچاس ہزار کا لشکر دے کر اردن کی طرف روانہ کیا۔ اور حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کے مقابلہ کے لئے جرجہ بن نوذر کو چالیس ہزار کا لشکر دے کر دمشق کی طرف روانہ کیا۔ اس طرح مسلمانوں کے مقابلہ میں ہرقل نے اپنے چار سپہ سالاروں کے ساتھ دو لاکھ چالیس ہزار افراد کی فوج بھیجی جو کہ اسلحہ اور جنگی سامان میں مسلمانوں کے مقابہ میں کئی گنا زیادہ تھی۔ جبکہ مسلمان فوج کی کل تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔

11.3.4۔ مقابلہ کیلئے مسلمانوں کے صلح مشورے

مسلمانوں نے رومیوں کی تعداد کے بارے میں معلوم ہونے کے بعد صلح

مشورے کئے اور آپس میں طے کیا کہ الگ الگ لڑنے کے بجائے اکٹھے ہوکر رومیوں کا مقابلہ کرنا زیادہ بہتر رہے گا۔ ایک جگہ اکٹھے ہونے پر رومی تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود مقابلہ نہ کرسکیں گے۔ دشمن کی کثیر فوج اور اپنے مشوروں کے بارے میں تمام صورت حال سے ایک قاصد کے ذریعہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو آگاہ کیا گیا اور ان سے احکامات کی درخواست کی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے چاروں سپہ سالاروں کو ایک جگہ اکٹھے ہوکر جنگ کرنے کی اجازت دے دی اور تحریر فرمایا!

اکٹھے مل کر ایک فوج کی صورت بن جاؤ اور متحد ہوکر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلو۔ تم اللہ کے مددگار ہو جو شخص اللہ کا مددگار ہوگا اللہ تعالیٰ بھی اس کا مددگار رہو گا۔ لیکن جو شخص اس کا انکار کرے گا اور ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے چھوڑ دے گا۔ گناہوں سے مکمل پرہیز کرو اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

چاروں اسلامی لشکروں نے باہمی مشورے کے بعد تمام لشکر یرموک کے مقام پر اکٹھے کئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے تمام صورت حال کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خط لکھا اس پیغام کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

تمہارا خط آیا جس میں تم نے لکھا ہے کہ دشمن نے فوجیں تم سے لڑنے کے لئے روانہ کردی ہیں اور ان کے بادشاہ نے اتنی بڑی فوج بھیجنے کا وعدہ کیا ہے جس کا زمین میں سمانا مشکل ہے۔ واللہ سرزمینِ شام میں تمہاری موجودگی سے زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود قیصر اور اس کے لشکر پر تنگ ہوگئی ہے۔ خدا کی قسم! مجھے

امید ہے کہ تم جلد ہی قیصر روم کو اس کی قرارگاہ (انطا کیہ) سے نکال باہر کرو گے۔ تم اپنے دستے دیہات اور مزروعہ بستیوں میں چھاپے مارنے کے لئے پھیلا دو اور رومیوں کو غلے اور چارے سے محروم کر کے ان کا جینا دوبھر کر دو۔ بڑے شہروں کا محاصرہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک میں یہاں سے نہ لکھوں۔ اگر دشمن تم سے لڑنے کے لئے بڑھے تو تم بھی لڑنے کے لئے بڑھو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں ان پر غالب کرے۔ ان کے پاس جتنی رسد آئے گی میں اتنی یا اس سے دگنی یا تگنی بھیجوں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ نہ تو تمہاری تعداد کم ہے اور نہ تم کمزور ہو۔ میں سمجھ نہیں سکا کہ پھر تم ان سے لڑنے میں کیوں مذبذب ہو۔ اللہ ضرور تم کو دشمن پر فتح دے گا اور غالب کرے گا۔ وہ تم کو سرفراز کر کے آزمانا چاہتا ہے کہ تم کیا طرز عمل اختیار کرتے ہو۔ عمرو بن عاص ؓ کے ساتھ تمہارا عمدہ برتاؤ ہونا چاہئے میں نے ان کو سمجھا دیا ہے کہ صحیح مشورہ دینے میں پس و پیش نہ کریں وہ تجربہ کار اور صائب الرائے آدمی ہیں۔

والسلام

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا!

اللہ کے بندو! اللہ کے دین کی مدد کرو، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ اے مسلمانو! صبر سے کام لو۔ صبر نجات اور اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے اور ذلت و رسوائی کو ختم کرنے والا ہے۔ اپنی صفوں سے پیچھے نہیں ہٹنا۔ ایک قدم بھی ان کی طرف مت بڑھو، دشمن سے قتال میں پہل نہ کرو۔ دشمن کی طرف نیزوں کو سیدھا رکھو اور ڈھال کے ذریعہ

سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ خاموشی کو لازم پکڑو، دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو۔ یہاں تک کہ میں تمہیں جنگ کرنے کا حکم دوں۔ ان شاء اللہ

حضرت معاذ بن جبلؓ آگے بڑھے اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

اے قرآن والو! اے اللہ کی کتاب کے حافظو! اے ہدایت کے مددگارو حق کی طرف دوڑو! اللہ کی رحمت اور اس کی جنگ صرف آرزوؤں سے حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت اور وسیع رحمت صرف سچوں کو عطا کرتا ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنتے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِيْ الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضَی لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِيْ لَا يُشْرِكُونَ بِيْ شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ O

(سورۃ النور ۔ 55)

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں۔۵۵

اللہ تم پر رحم کرے اپنے رب سے شرم کرو کہ وہ تمہیں دشمن سے بھاگتا ہوا دیکھے حالانکہ تم اللہ کے قبضہ میں ہو۔ اللہ کے سوا تمہیں کوئی پناہ دینے والا نہیں اور اس کے بغیر عزت وغلبہ ملنے والا نہیں۔

ان کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ آگے بڑھے اور فرمایا!

مسلمانو! نگاہ نیچی رکھو، گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ، نیزے سیدھے کرلو، جب تم دشمن پر حملہ آور ہو تو انہیں ڈھیل دو یہاں تک کے وہ نیزوں کے نشانے پر آ جائیں پھر شیر کی طرح ان پر کود پڑو۔ اس ذات کی قسم! جو سچائی کو پسند کرتا ہے اور اس پر ثواب سے نوازتا ہے اور جھوٹ کو ناپسند کرتا ہے اور اس پر سزا دیتا ہے۔ اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیتا ہے۔ میں نے یہ بات سنی ہے کہ مسلمان عنقریب فتح کریں گے، بستی بستی، قصر قصر، لہٰذا ان کی کثرت تعداد سے تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تم نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا تو وہ پرندوں کی طرح بکھر جائیں گے۔

پھر حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے فرمایا!

مسلمانو! تم اس وقت اپنے اہل وعیال سے الگ امیر المومنین اور مسلمانوں کے امدادی لشکر سے دور بلاد عجم میں ہو اور واللہ تم ایسے دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو جو تعداد میں بہت زیادہ ہے اور تمہارے خلاف انتہائی سخت ہے۔ وہ اپنے ملک میں بیوی بچوں، مال واسباب اور اپنے لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اللہ تمہیں اسی وقت ان سے نجات دے گا اور تمہیں اللہ کی رضا حاصل ہوگی جب تم ناپسندیدہ حالات میں صبر واستقامت سے کام لیتے ہوئے ڈٹ کے مقابلہ کرو۔ اپنی تلواروں

سے اپنی حفاظت کرو۔ آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، یہی تمہارے لئے پناہ وحصار ہو۔

پھر خواتین کے پاس گئے اور انہیں ہدایات ونصیحتیں کیں پھر واپس آئے اور مجاہدین سے کہا!

اے مسلمانو! وہ چیز آ گئی جس کا تم مشاہدہ کر رہے ہو۔ سنو! یہ تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ اور جنت ہے اور تم شیطان اور جہنم کے سامنے ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا!

لوگو! حور عین اور جنات نعیم میں اپنے رب کی طرف آگے بڑھو۔ آج جس مقام پر کھڑے ہو یہ تمہارے رب کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ مقام ہے۔ خبردار ہو جاؤ! صابرین کا بڑا اونچا مقام ہے

(البدایہ والنہایہ: ۹/۷، ۱۰)

11.3.5 ۔ جنگِ یرموک

مسلمانوں کے چاروں لشکر یرموک میں جمع ہو گئے تھے اس کی اطلاع جب ہرقل کو ملی تو اس نے بھی اپنے چاروں کمانڈروں کو حکم دیا کہ وہ سب بھی یرموک میں آ کے جمع ہو جائیں۔ رومی فوج کے چاروں لشکر یرموک کی چشمہ کے قریب ایک بیضوی میدان میں جمع ہو گئے ان کے اطراف میں پہاڑ تھے۔ اس وسیع وعریض

میدان میں رومیوں کی دو لاکھ چالیس ہزار افراد پر مشتمل فوج جمع ہوگئی۔ اس جگہ کو رومی بہت محفوظ سمجھ رہے تھے لیکن ان کو یہ احساس نہیں ہوا کہ وہ تین طرف پہاڑ اور ایک طرف چشمہ کی وجہ سے ایک تنگ جگہ میں محصور گئے ہیں اور جس طرف سے نکلنے کا راستہ تھا اس طرف مسلمان آ کر بیٹھ گئے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور رومیوں کی غلط حکمتِ عملی سے ان کی فوج مسلمانوں کے گھیرے میں آ گئی تھی۔
حضرت عمرو بن عاصؓ نے میدانِ جنگ کی یہ صورتحال دیکھی تو خوشی سے با آواز بلند پکار اٹھے!

مسلمانو! تمہیں خوش خبری ہو کہ رومی فوج گھیرے میں آ چکی ہے اور گھیرے میں آنے والی فوج محاصرہ کرنے والی فوج کے ہاتھوں مشکل سے ہی بچتی ہے۔

رومی فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جس جگہ خیمہ زن ہوئی تھی اس کی وجہ سے ان کا آگے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ رومی فوج کا جو دستہ بھی آگے نکل کر مسلمانوں ہر حملہ کرنے کے لئے نکلتا تو اس پر مسلمان حملہ کر دیتے اور وہ پسپائی پر مجبور ہو جاتا۔ اس وجہ سے رومی کثیر تعداد ہونے کے باوجود مسلمانوں پر حملہ نہیں کر پا رہے تھے۔ دوسری طرف مسلمان ان کی طرف پیش قدمی ان کی کثیر تعداد کی وجہ سے نہیں کر رہے تھے۔ اسی شش و پنج میں دو مہینے گزر گئے۔ کوئی بھی فریق کامیابی حاصل نہیں کر پا رہا تھا۔ مسلمان کمانڈروں نے اس صورت حال کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہنچائی۔

1 ۔ خالد بن ولیدؓ کی سالارِ اعظم کی حیثیت سے تقرری

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بہت غور و خوض کیا حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک خط لکھا جو اس وقت حیرہ میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لکھا!

تم صوبہ حیرہ میں اپنی جگہ مثنٰی بن حارثہؓ کو وہاں کا ذمہ دار افسر بنا کر آدھی فوج مثنٰی بن حارثہؓ کے پاس چھوڑ دو اور آدھی فوج لے کر شام کی طرف یرموک میں اسلامی لشکر کے ساتھ آ کر مل جاؤ اور وہاں موجود تمام اسلامی فوج کی کمان بطور سپہ سالارِ اعظم اپنے ہاتھ میں لے لو۔ وہ وہاں دشمن سے الجھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تم کو دیکھ کر دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم اپنے لشکر کو دشمن کے نرغے سے نکال کر لے آتے ہو۔ اے ابوسلیمان! میں تمہیں تمہارے اخلاص اور خوش بختی پر مبارک باد دیتا ہوں اس مہم کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ تمہارے دل میں غرور نہیں آنا چاہئے کیونکہ غرور کا انجام نقصان اور رسوائی ہے اپنے کام پر ناز نہیں کرنا۔ فضل و کرم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہی اعمال کا اجر عطا کرنے والا ہے۔

دوسری طرف رومی فوج کے کمانڈر تذارق نے بھی جنگ کی صورت حال سے اپنے بادشاہ ہرقل کو آگاہ کیا۔ اس پر ہرقل نے ایک اور عظیم لشکر باہان نامی سپہ سالار کی قیادت میں شامیوں کی مدد کے لئے روانہ کیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حکم ملتے ہی دس ہزار فوج حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کے پاس چھوڑی اور دس ہزار کی فوج اپنے ساتھ لی۔ ان کے ساتھ بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے۔ یہ مہم کافی مشکل تھی اس میں کافی عرصہ بھی لگ سکتا تھا۔ اس وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو خطرہ ہوا کہ کہیں ان کی غیر موجودگی میں حیرہ میں دشمن موقع کا فائدہ اٹھا کر کوئی نقصان نہ پہنچا دیں اس لئے کمزور مردوں اور عورتوں کو مدینہ منورہ بھجوادیا تاکہ اگر ایرانیوں نے کوئی شرارت کی تو ان عورتوں اور بچوں کو ان سے محفوظ رکھا جائے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ شام کی ابتدائی حدود ادک پہنچے، اس پر حملہ کر کے محاصرہ کر لیا پھر مصالحت کر کے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر تدمر کا رخ کیا وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے اور امان کا مطالبہ کیا۔ آپؓ نے ان سے بھی مصالحت کر لی۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر قریتین پہنچے اور ان سے جنگ کی اور فتح حاصل کی پھر حوارین کا رخ کیا اور ثنیہ کے مقام پر پہنچے اور وہاں بھی اپنا پرچم لہرا دیا۔ یہ پرچم رسول اللہ ﷺ کا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام "ثنیۃ العقاب" پڑ گیا۔ اور جب عذراء سے آپؓ کا گزر ہوا تو اس کو بھی زیر کر لیا اور غسان کا بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر دمشق کے مشرق سے نکلے اور بصریٰ پہنچ گئے۔ صحابہ کرامؓ وہاں جنگ میں مصروف تھے، بصریٰ کے حاکم نے مصالحت کر لی اور شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ الحمد للہ یہ پہلا شہر تھا جسے شام میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بلال بن حارث مزنیؓ کے ذریعہ سے غسان سے حاصل

شدہ مال غنیمت کا خمس حضرت ابوبکر صدیقؓ کو روانہ کیا۔۔ پھر حضرت خالد بن ولیدؓ ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ، مرثد اور شرجیلؓ مل کے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس چلے جن کا رومی تعاقب کرر ہے تھے، پھر معرکہ اجنادین پیش آیا۔

(البدایہ والنہایہ: ۶/۷۔۷)

راستہ میں کئی قبائل کے لوگوں نے مذاہمت کرنے کی کوشش کی مگر آپؓ ان کو پسپا کرتے ہوئے یرموک پہنچ گئے۔ اس دوران رومیوں کے لئے بھی مددگار فوج پہنچ چکی تھی۔ رومیوں کی افرادی برتری قائم تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے یرموک پہنچنے سے پہلے اکادکا چھڑپیں ہورہیں تھیں لیکن کوئی بڑا معرکہ نہیں ہوا تھا اس طرح سے تین ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یرموک پہنچتے ہی تمام محازِ جنگ کا معائنہ کیا اور فیصلہ کن جنگ کی حکمت عملی تیار کی۔ آپؓ نے تمام اسلامی فوج اکٹھا کر کے اس کو اڑتالیس دستوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا!

ہمارا دشمن کثیر تعداد میں ہے اور اسے اپنے تعداد کی کثرت پر فخر بھی ہے اس کے مقابلہ میں یہی تدبیر مناسب ہے کہ ہم اپنی فوج کو بہت سے دستوں میں تقسیم کرلیں تا کہ دشمن کو ہماری تعداد اصل سے زیادہ دکھائی دے۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے تقریباً ایک ہزار فوجیوں پر مشتمل اڑتالیس دستوں کو تشکیل دیا اور ہر دستہ پر ایک تجربہ کار اور بہادر سالار مقرر کیا اس کے علاوہ ایک چھوٹا دستہ اپنے ساتھ رکھا۔ ہر سپہ سالار کو اس کے کام اور فرائض سے متعلق ہدایات دیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے علاوہ اسلامی فوج کے قلب،

میمنہ اور میسرہ کو بھی ترتیب دیا۔ اوران پر بھی امیر مقرر کیئے۔ چنانچہ قلب میں اٹھارا دستوں کو متعین کیا اوران تمام پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امین مقرر کیا۔ قلب کے دستوں میں حضرت عکرمہؓ اور حضرت قیقاع بن عمرو کو بھی تعینات کیا۔ میمنہ پر متعین دس دستوں کی کمان حضرت شرجیل بن حسنہؓ کے سپرد کی اور میسرہ پر تعینات دس دستے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کے سپرد کیئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ہر دستے کا علیحدہ سپہ سالار اس کو مقرر کیا جو بہادری، جرأت اور سمجھداری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ان دستوں کے سالار اپنے اپنے حصوں پر میمنہ، میسرہ اور قلب کے سرداروں کے ماتحت تھے اوران سے احکام لینے کے پابند تھے۔ اس طرح حضرت خالد بن ولیدؓ نے میدانِ جنگ میں ایک ماہر کی حیثیت سے اپنی جنگی حکمت عملی تیار کی۔ میمنہ، میسرہ اور قلب پر دستے تعینات کرنے کے بعد انہوں نے خاص خاص بہادروں پر مشتمل ایک دستہ ہراول کا بھی ترتیب دیا اوراس دستہ کی قیادت حضرت غیاث بن اشیمؓ کے سپرد کی۔

2 ۔ باقاعدہ جنگ کا آغاز

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس طرح اسلامی فوج کی صف بندی کی تھی اس سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے اوران کے اندر بے پناہ جوش وخروش پیدا ہوگیا اور وہ رومیوں کی تعداد کی کثرت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شہادت شوق اور جزبہ سے سرشار رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالار کے حکم کا انتظار کرنے

لگے۔ دوسری طرف رومی فوج بھی مسلمانوں کی جنگی تیاریوں سے واقف تھی۔ ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جنگ کی کمان سنبھال لی ہے اور مسلمان فوج کی بھرپور طریقہ سے صف بندی کی ہے۔ جو رومی سردار حضرت خالد بن ولیدؓ کو پہلے سے جانتے تھے ان پر رعب طاری ہو گیا تھا۔ ان کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے جنگی تجربے، بہادری، اور جنگ کی بازی پلٹنے کی صلاحیت کا بھی علم تھا۔ ان کو معلوم تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ ایک ایسے جرنیل ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ اب کیا حکمت عملی اختیار کرنے والے ہیں اس کا اندازہ کوئی نہیں کر پاتا۔

جب دونوں جانب سے جنگی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو رومیوں کی طرف سے چالیس ہزار سواروں کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی اس حملہ کے لئے مکمل تیار تھے چنانچہ آپؓ نے اپنے بہادر ساتھیوں کے دستہ کے ساتھ آگے بڑھ کر ان کو پسپا کر دیا۔ رومیوں کا ایک سردار جرجہ نے بھی حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق ان کی شجاعت اور بہادری کے بہت قصے سن رکھے تھے تو اس کو خواہش تھی کہ وہ ان سے ملاقات کرے۔ اتفاق سے رومیوں کے سپہ سالار باہان نے جرجہ کو اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ جرجہ میدان، جنگ میں آیا تو اس نے یہ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو کچھ باتیں کرنے کے لئے طلب کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ آگے آ گئے تو اس نے اسلام کے بارے میں چند سوالات کئے حضرت خالد بن ولیدؓ نے بہت خوبصورت انداز میں ان کے سوالات کے جواب دئے۔

جرجہ: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (ﷺ) پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری ہے جسے انہوں نے تمہیں عطا کیا ہے کہ جس پر بھی اسے چلاتے ہو اور دشمن کو شکست دے دیتے ہو۔

خالدؓ: نہیں

جرجہ: پھر آپؓ کا نام سیف اللہ کیوں پڑا؟

خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنے نبی ﷺ کو مبعوث کیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں دعوت دی۔ ہم نے آپ ﷺ کی بات نہ مانی اور آپ ﷺ سے ہم سب دور ہو گئے پھر ہم میں سے بعض لوگوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی پیروی اختیار کی اور بعض نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور آپ ﷺ سے دوری اختیار کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت بخشی۔ ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے کہا! تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جسے اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے۔ اور آپ ﷺ نے میرے لئے فتح و نصرت کے لئے دعا کی۔ اسی وجہ سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا۔ میں مشرکین پر مسلمانوں کی طرف سے سب سے زیادہ سخت ہوں۔

جرجہ: آپ لوگ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔

خالدؓ: ہم **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی شہادت اور جو کچھ آپ ﷺ اللہ کی طرف سے لے کر آئے اس کے اقرار کی دعوت دیتے ہیں۔

جر جہ: جو اس دعوت کو قبول نہ کرے۔

خالدؓ: وہ جزیہ ادا کرے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

جر جہ: اور جو جزیہ دینے کو تیار نہ ہو۔

خالدؓ: ہم اس کے خلاف اعلان جنگ کریں گے۔

جر جہ: آج جو آپ کی دعوت کو قبول کرے اور اس دین میں داخل ہو جائے، اس کا کیا مقام ہوگا۔

خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو فرض کیا ہے اس میں ہمارا ایک ہی مقام ہے۔ شریف ورذیل اور اول وآخر سب برابر ہیں۔

جر جہ: کیا آج جو آپ کے دین میں داخل ہوگا اسے آپ لوگوں کی طرح ہی اجرو ثواب ہوگا۔

خالدؓ: ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

جر جہ: وہ آپ کے برابر کیسے ہوگا حالانکہ آپ لوگوں نے اس سلسلہ میں سبقت کی ہے۔

خالدؓ: ہم نے یہ دین قبول کیا اور اپنے نبی ﷺ سے بیعت کی جبکہ آپ ﷺ ہمارے درمیان زندہ تھے۔ آسمانی خبریں آپ ﷺ کے پاس آتیں تھیں۔ وہ ہمیں کتاب کی خبر دیتے اور معجزات دکھاتے اور جو ہم نے دیکھا اور سنا اور جو اس کے دیکھنے اور سننے پر لازم ہے اسے قبول کیا اور پیروی کی۔ تم لوگوں نے اس چیز کا مشاہدہ نہیں کیا جس کا ہم نے مشاہدہ کیا اور جو عجائب اور دلیلیں ہم نے سنیں وہ تم نے نہیں سنیں، تو تم میں سے جو

شخص اخلاص نیت کے ساتھ دین میں داخل ہو وہ ہم سے افضل ہے۔

جرجہ: واللہ! آپؓ سچ کہہ رہے ہیں، دھوکا تو نہیں دے رہے؟

خالدؓ: اللہ کی قسم! میں نے تم سے سچ بات کی ہے اور جو سوال تم نے کیا ہے اس پر اللہ گواہ ہے۔

یہ سن کر جرجہ نے اپنی ڈھال پلٹ دی اور خالدؓ کے ساتھ ہو گیا اور عرض کیا: مجھے اسلام سکھائیے۔ خالدؓ اسے لے کر اپنے خیمہ میں آ گئے۔ اس کو غسل کرنے کا حکم دیا اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ (البدایہ والنہایہ)

ابھی حضرت خالد بن ولیدؓ اور جرجہ کے درمیان گفتگو جاری تھی کہ رومی جرجہ کی مدد کرنے کے خیال سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے اور مسلمانوں کو تھوڑا سا پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہ دیکھ کر حضرت عکرمہؓ جو حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ کے سامنے کھڑے اپنے دستہ کی قیادت کر رہے تھے۔ مسلمانوں کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھ کر جوش میں آ گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے بولے!

میں (اسلام لانے سے پہلے) رسول اللہ ﷺ جیسے مقدس انسان سے ہر میدان میں لڑتا رہا ہوں کیا آج تم لوگوں کے ڈر سے بھاگ جاؤ گے۔ اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کی طرف مڑے اور بولے۔آؤ۔ کون ہے جو موت کے لئے بیعت کرتا ہے۔

ان کی پُر جوش آواز نے مسلمانوں کو گرما دیا۔ ان کے بیٹے عمرو بن عکرمہ، حارث بن ہشامؓ، ضرار بن ازور اور دیگر چار سو مسلمانوں نے حضرت عکرمہؓ کے

ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ حضرت عکرمہ ؓ نے رومیوں پر اس قدر زبردست حملہ کیا کہ رومی حملہ کی تاب نہ لا سکے اور ان کے قدم اکھڑ گئے ان کے دلوں پر مسلمانوں کی ہیبت طاری ہوگئی۔ دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ رومیوں کا سردار جرجہ حضرت خالد بن ولید ؓ سے بات چیت کر کے بہت متاثر ہوا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور پھر مسلمانوں کی طرف سے جنگ میں شریک ہوگیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی حضرت مقداد ؓ کو قاری کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ آپ ؓ سورۃ الانفال کی آیات تلاوت فرما کر مسلمانوں کے دلوں کو گرما رہے تھے۔ مسلمانوں کا جوش و جزبہ عروج پر تھا۔ مرد تو مرد عورتیں بھی جنگ میں شریک ہوگئیں تھیں اور بہادری کے جوہر دکھا رہی تھیں۔ حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی حضرت جویریہ نے بھی بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت ابوسفیان ؓ بھی لڑائی میں پیش پیش تھے۔ مسلمانوں کو جوش دلانے کے لئے رجز پڑھتے جاتے تھے اور بلند آواز میں کہتے!

اللہ اللہ! تم حامیان عرب ہو اور دین اسلام کے مددگار، تمہارے مقابلہ پر حامیان روم اور شرک کے مددگار ہیں۔ یااللہ! آج کی جنگ صرف تیرے نام کے لئے ہے۔ یااللہ! تو اپنے بندوں کی مدد فرما۔

جنگ اپنے عروج پر تھی رومیوں کو اپنی بھاری تعداد ہونے کے باوجود کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ مسلمان فوجی جس بے جگری سے لڑ رہے تھے اس کی کم ہی مثال ملتی ہیں۔ رومی مسلمانوں کا مقابلہ کرتے کرتے بہت تھک گئے تھے ان کا جوش و جزبہ بھی ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا اور ان پر مایوسی اور بدحواسی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ وہ مزید مسلمانوں کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور انہوں نے پسپائی اختیار کرنی

شروع کر دی اور پیچھے کی طرف بھاگے لیکن ان کی پچھلی طرف فرار کا راستہ نہ تھا وہاں واقوصہ کی گھاٹی تھی اور رات کا اندھیرا تھا۔ بہت سے فوجی اس میں گر کر ہلاک ہو گئے۔ بہت سے دوسری طرف بھاگے وہ پانی میں ڈوب کے ہلاک ہو گئے۔ جو لوگ میدان میں رہ گئے تھے وہ مسلمانون کی تلواروں سے ہلاک ہوئے اس طرح رومیوں کے ایک لاکھ تیس ہزار افراد اس جنگ میں ہلاک ہوئے اور مسلمان شہداء کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رومی فوج کے کمانڈر انچیف کے خیمہ پر قبضہ کر لیا۔

ان کا سپہ سالار باہان میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا جبکہ ہرقل کا بھائی اور ان کا سالار جنگ میں مارا گیا، ان کے بہت سے سردار اس جنگ میں مارے گئے فیقا بن نسطور بھی ان میں شامل تھا۔ جنگ میں رومیوں کو مکمل شکست ہو گئی تھی۔ میدان رومیوں سے خالی ہو چکا تھا ان کی لاشوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ رومیوں کی شکست کی خبر سن کر ہرقل حمص کی طرف فرار ہو گیا۔ رومی لشکر کا ایک سردار جرجہ جو عین میدانِ جنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا تھا وہ اسلامی لشکر کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ مسلمانوں کی طرف سے جن جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا ان میں حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل ، حضرت عمرو بن عکرمہ، حضرت ابان بن سعید، حضرت عمرو بن سعید، حضرت طفیل بن عمرو، حضرت ہبار بن سفیان، سلمہ بن ہشام، حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔

یرموک کی جنگ ختم ہوئی تو مسلمانوں نے اردن کا رخ کیا اور اسے بھی جلد فتح کرلیا۔

11.4 ۔ عراق کی صورت حال

حضرت خالد بن ولیدؓ کے شام کی طرف جانے کی وجہ سے ایرانیوں نے موقع سے فائدہ حاصل کرنا چاہا صورت حال بہت نازک ہوگئی تھی۔ ایرانی سپہ سالار بہمن جادویہ نے ایک بڑا لشکر تیار کیا کہ مسلمانوں کو حضرت خالد بن ولیدؓ کی غیر موجودگی میں عراق سے نکال دیا جائے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ موقع کی نزاکت کو سمجھتے تھے ان کے پاس دس ہزار کی فوج تھی۔ انہوں نے حیرہ سے آگے نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا ضروری سمجھا تا کہ دشمن پر رعب بیٹھ جائے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ نے لشکر کو نئے سرے سے ترتیب دیا۔ اپنے دونوں بھائیوں مسعود اور معنی کو میمنہ اور میسرہ پر تعینات کیا اور بابل کی طرف روانہ ہوگئے راستہ میں انہیں ایران کے شہنشاہ شہر بازان کا ایک قاصد کے ذریعہ خط ملا جس میں تحریر تھا!

تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے ایک ایرانی لشکر روانہ ہو چکا ہے بلاشبہ وہ مرغیوں اور سؤروں کو چرانے والے ہیں لیکن تمہارا اچھی طرح سے بھرکس نکال دیں گے۔

حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ نے اسی وقت اس خط کا جواب لکھا اور شہنشاہ ایران کو بھجوا دیا۔ اس خط میں تحریر تھا!

مثنیٰ کی طرف سے شہر بازان کے نام ۔

تمہاری حالت یقیناً ان دو صورتوں سے مختلف نہیں یا تم سرکش ہو یہ چیز تمہارے لئے نقصان دہ ہے اور ہمارے لئے فائدہ مند یا پھر تم جھوٹے ہو اور یہ بات تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے بندوں کی نگاہوں میں رسوائی کے لحاظ سے سب سے زیادہ جھوٹے بادشاہ ہوتے ہیں ۔ تمہارے خط سے ہمیں اس بات کا پتہ چل ہی گیا ہے کہ اب تم اس حد تک مجبور ہو گئے ہو کہ مرغیوں اور سور چرانے والوں کے علاوہ ہمارے مقابلہ میں بھیجنے کے لئے تمہیں اور لوگ نہیں ملتے ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے تمہارا مکر و فریب تم پر ہی واپس کر دیا اور تم اس بات پر مجبور ہو گئے ہو کہ مرغیاں اور سور چرانے والوں کی مدد حاصل کرو ۔

حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ نے بابل کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور مدائن سے تقریباً چوراسی کلو میٹر دور بابل کے کھنڈرات میں ایک بلند مقام پر خیمہ زن ہوئے ۔ ایرانی لشکر بھی وہاں آ پہنچا دونوں لشکروں میں زبردست جنگ ہوئی مسلمان بڑی دلیری اور بے جگری سے لڑے اور ایرانی بھی ان کا مقابلہ کرتے رہے لیکن زیادہ دیر تک مسلمانوں کے سامنے ٹک نہ سکے اور ان کے قدم اکھڑ گئے انہوں نے پسپائی اختیار کی اور میدانِ جنگ سے بھاگنے لگے ۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی انہوں نے مدائن تک ایرانی فوج کا تعاقب کیا اور اس کے بعد حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ حیرہ واپس تشریف لے آئے ۔

11.5 ۔ ایران کی صورت حال

ایرانی شہنشاہ کو بابل میں ایرانیوں کی شکست کی خبر ملی تو اس کو بہت دکھ ہوا اور اس صدمہ سے وہ بیمار پڑ گیا اور بخار کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیٹی دخت زنان کو اس کی جگہ بٹھایا گیا۔ لیکن محلاتی سازشیں شروع ہو گئیں اور دربار میں گروہ بندیاں ہو گئیں جس کے نتیجہ میں کسریٰ کی بیٹی کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ سابور بن شہر بازان کو شہنشاہ بنا دیا گیا۔ اس کا مددگار المہام زاد بن بندوان بنا۔ اس نے سابور سے کہا کہ کسریٰ کی دوسری بیٹی آزرمیدخت سے میری شادی کرا دو۔ اس نے درخواست منظور کر لی اور آزرمیدخت کا نکاح فرخ زاد سے کر دیا۔ آزرمیدخت اس نکاح سے خوش نہیں تھی۔ آزرمیدخت نے سیادخش کو بلایا۔ یہ بہت بڑا عجمی قاتل تھا۔ اس سے اس معاملہ کے بارے میں گفتگو کی۔ اس نے کہا کہ اگر آپ کو یہ بات ناپسند ہے تو آپ اپنی ناراضگی کا اظہار نہیں کیجئے اور اس کو اپنے پاس رہنے کے لئے بلائیے میں اس سے نمٹ لوں گا۔ چنانچہ آزرمیدخت نے ایسا ہی کیا اور سابور نے فرخ زاد کو بلا کر آزرمیدخت کے حجلہ عروسی میں بھیج دیا دوسری طرف سیادخش تیار تھا۔ جب فرخ زاد آزرمیدخت کے کمرے میں داخل ہوا تو سیادخش نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھیوں اور محافظوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر وہ آزرمیدخت کو سابور کے پاس لے آیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سابور کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے قتل کی سازش کسریٰ کی بیٹی آزرمی دخت نے کی تھی اور اس کے قتل کے بعد وہ ملکہ بن گئی۔

ایران میں محل میں تو سازشیں چل رہیں تھیں لیکن ان کے سردار اور امراء مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس بات سے حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ بھی لاعلم نہیں تھے انہوں نے بھی ان کا مقابلہ کرنے کی مکمل تیاری کر رکھی تھی۔ حضرت خالد بن ولید ؓ شام کی طرف گئے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ سے بھی فوری کوئی مدد کی امید نہیں تھی۔ ان حالات میں حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ایک خط لکھا۔ لیکن خط کا کافی دنوں تک جواب نہیں آیا حالات کی حساسیت بڑھتی جا رہی تھی اس لئے حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ نے خود مدینہ منورہ جا کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ملاقات کرنا ضروری سمجھا۔ اس غرض سے انہوں نے حضرت بشیر بن خصامہ ؓ کو اپنا نائب بنایا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ بہت بیمار تھے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ان کے وصال سے چند گھنٹے پہلے ملاقات کی اور ان کی تمام باتیں بڑے انہماک سے سنیں اور پھر حضرت عمر فاروق ؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا!

عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میری بات غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ میرے انتقال کے بعد تم مثنیٰ کے ساتھ فوج جمع کر کے ضرور اور جلد از جلد روانہ کرنا۔ کوئی بھی مصیبت تمہیں دینی کام اور پروردگارِ عالم کے حکم سے غفلت میں نہ ڈالے۔ تم نے دیکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کیا کیا تھا۔ حالانکہ مسلمان اس وقت ایک زبردست آزمائش میں تھے۔ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی بجا آوری میں دیر کرتا اور کمزوری دکھاتا تو نہ صرف

مدینہ طیبہ بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں کی نذر ہو جاتا بلکہ اسلام بھی خطرہ میں پڑ جاتا۔ جب اہل شام پر فتح حاصل ہو جائے تو اہل عراق کو واپس عراق کی طرف روانہ کر دینا۔ کیونکہ وہ عراق ہی کے کاموں کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں اور ان کا دل بھی عراق میں لگا ہوا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور پھر جب آپؓ رخصت ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔

یا اللہ! میں نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو مسلمانوں کی بھلائی اور فتنہ وفساد کے خطرہ کو دور کرنے کے لئے اپنے بعد اپنا خلیفہ منتخب کیا ہے میں نے جو کچھ کیا ہے مسلمانوں کی بہتری کے لئے کیا ہے تو دلوں کے حال اچھی طرح جانتا ہے۔ میں نے مسلمانوں کی بھی رائے لی ہے اور ان میں سے جو شخص سب سے بہتر قوی اور مسلمانوں کی بہتری چاہنے والا اور امین ہے اس کو والی بنایا۔ پس تو ان میں میرا خلیفہ قائم رکھ۔ وہ تیرے بندے ہیں اور تیرے ہی ہاتھ میں ان کی پیشانی ہے اور ان کے حکمرانوں کو نیک بنا اور عمر کو بہترین خلیفہ بنا اور عمر کی رعیت کو بہترین رعیت بنا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کے ہمراہ ایک لشکر عراق روانہ کیا۔

(ماخوز از طبقات ابن سعد، تاریخ طبری، تاریخ اسلام، فتوح الشام)

12.0۔ فدک اور آخری ایام

12.1 ۔ فدک کی زمین

" فدک " خیبر کا ایک علاقہ ہے اس میں کھجوروں کے باغات اور چشمے ہیں۔ یہ علاقہ کفار نے بغیر لڑائی کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا تھا۔ اس کی آمدنی رسول کریم ﷺ اپنے اہل وعیال ازواج مطہرات پر صرف کرتے تھے۔ اور تمام بنو ہاشم کو بھی اس میں سے کچھ عطا فرماتے رہتے تھے۔ مہمان داری، بادشاہوں کے سفیروں کی خدمت بھی اسی آمدنی سے ہوتی تھی۔ اس سے غریبوں اور یتیموں کی امداد بھی فرماتے تھے۔ جہاد کا سامان تلواریں، گھوڑے وغیرہ اس سے خریدے جاتے تھے اور اصحاب صفہ کی حاجتیں بھی اسی سے پوری کی جاتی تھیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الخراج الفیئی ۔۔الخ، باب فی صفایا۔۔الخ حدیث ۲۹۶۳
ج ۳ ص ۱۹۳، ۱۹۴، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۴۵، تاج العروس ج ۷ ص ۲۹۲)

امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ، اور حضرت عباس ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی وراثت طلب کرنے گئے۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کی فدک کی زمین طلب کر رہے تھے اور آپ ﷺ کا وہ حصہ جو خیبر میں تھا۔ اس پر دونوں سے حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ " لا نورث ما ترکنا صدقہ " ہم وارث نہیں بناتے جو چھوڑا وہ صدقہ

ہے۔آلِ رسول کواس مال سے اپنی ضروریات کے لئے حصہ ان کے مالی اخراجات کے لئے ملتا تھا وہ ان کواسی طرح ملتا رہے گا اوراس میں کسی قسم کا تغیر اور تبدیلی نہیں ہو گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا! میں نے سنا ہے کہ نبی کسی کو وارث نہیں بناتے لیکن میں ان کے اخراجات پورے کروں گا جن کے اخراجات رسول اللہ ﷺ پورا کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم میں ہر اس بات پر عمل کروں گا جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا۔

(متفق علیہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ)

حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے شہادتِ توحید اور رسالت کے بعد کہا کہ اے ابوبکرؓ! ہم آپؓ کی فضیلت اور شرافت کا اعتراف کرتے ہیں اور ابوبکرؓ کی جو رشتہ داری حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہے اس کا ذکر کیا اور اور ان کے حقوق کا بھی ذکر کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور علیہ السلام کی رشتہ داری وقرابت کا لحاظ مجھے اپنی قرابتداری سے زیادہ محبوب و مقدم ہے۔

(صحیح البخاری جلد اول کتاب المناقب و جلد ثانی کتاب المغازی)

(شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف ج ا ص ۲۹۸

کتاب الذکوۃ، باب الصدقہ علی بنی ہاشم)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہلوایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو غنیمت مدینہ اور فدک میں ملی تھی اور خیبر کے خمس میں جو بچا ہے وہ دے دیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہم وارث نہیں بناتے جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمدؐ اس مال سے اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ میں بخدا رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کیئے ہوئے مال میں تصّرف نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی زندگی میں تھا اسی حال میں رکھوں گا اور وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ نے فرمایا کہ آپ ؓ نے جو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس کو آپ ؓ ہی بہتر جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فدک سے حضرت فاطمہ ؓ کے لئے ضروریات زندگی (خوراک) لیا کرتے تھے اور باقی کو مستحقین میں تقسیم کیا کرتے تھے اور مجاہدین کی سواریاں اسی سے مہیا کی جاتی تھیں۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی وہی کچھ کروں گا جس طرح رسول اللہ ؐ کیا کرتے تھے یہ سن کر حضرت فاطمہ ؓ راضی ہوگئیں۔

(شرح نہج البلاغہ، جلد پنجم، علامہ کمال الدین میثم البحرانی)

امام زید شہیدؒ (زید بن علی بن امام حسین) فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر یہ معاملہ (فدک) میرے سامنے آتا تو میں بھی اس کا وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکر ؓ نے فیصلہ کیا۔

(حدیدی شرح نہج البلاغہ جلد۴ ص۱۱۳۔ بحث فی الاخبار الواروۃ فی فدک بحوالہ ابی بکر الجوہری)

یہ چیز عیاں ہے کہ اولادِ علیؓ و رسول اللہ ﷺ کے دل میں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق کسی قسم کا حسد اور کینہ وعداوت، بغض اور عناد وغیرہ نہیں تھا۔ ورنہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے فیصلہ کی کسی مرحلہ پر بھی تصدیق و تائید نہ کرتے جہاں آپس میں عناد وتضاد ہوتا ہے وہاں ہر ایک فریق دوسرے کی مخالفت اور تردید کے درپے رہتا ہے اس پر زمانے کے حالات گواہ ہیں۔

12.1.1 ۔ چند وضاحتیں

جن روایات میں حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے خلیفۃ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے متروکہ مال نبوی ﷺ کا مطالبہ کیا۔ اس طرح کی تمام روایات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے مطالبے کو مخصوص نوعیت یعنی وراثت کی شکل میں ادا کرنے سے انکار کیا ہے مکمل طور پر حق ادا کرنے سے انکار نہیں کیا۔ آسان لفظوں میں اس طرح ہے کہ حضرت فاطمہؓ اپنے خیال میں نبی کریم ﷺ کے متروکہ مال سے بطور وراثت اپنا حق طلب کرتیں تھیں اور خلیفہ وقت نے اس فرمان کو " لا نورث ما ترکنا صدقہ " کہ ہم ترکہ میں وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ ہوتا ہے وہ صدقہ ہے۔

اس معاملہ میں خود شہادت موجود ہے جو غور کرنے سے معلوم ہو رہی ہے:

ا) پہلا یہ کہ روایت میں درج ہے کہ صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ " انما یاکل آل محمد من ھٰذا المال .. الخ (ضرور آل محمد ﷺ

اس مطلوبہ مال سے کھاتے رہیں گے۔

۲) دوسرا یہ کہ صدیق اکبرؓ کہتے ہیں کہ میں ان اموال میں نبی کریم ﷺ جیسا عمل یقیناً جاری رکھوں گا۔

(**لا عملّن فیما بما عمل فیھا رسول اللّٰہ ﷺ .. الخ**)

اور حقیقی بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ عمل دراصل حق ادا کرنے کا عمل تھا نہ کہ حق کو روکنا اور منع کرنا تھا۔

۳) تیسرا یہ کہ صدیق اکبرؓ حلف اور قسم کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری مجھے اپنی رشتہ داری سے زیادہ محبوب ہے۔ (**و اللّٰہ لقرابۃ رسول اللّٰہ ﷺ احّب الّی من قرابتی**) اور ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی صورت میں یہ اپنی قسم میں بارآور اور صادق ہو سکتے ہیں نہ کہ دوسروں کے حق ضائع کر دینے میں سچے ہو سکتے ہیں۔

تمام اسلامی دنیا یہ تسلیم کرتی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ اپنے قول میں اعمال میں وعدہ کے وفا کرنے میں سچے اور صادق تھے تب ہی تو آپؓ کو صدیقؓ کا لقب عطا ہوا۔

12.1.2 ۔ انبیاء کی میراث

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت عام کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ تمام امہات المومنینؓ نے چاہا کہ حضرت عثمان غنیؓ کو سفیر بنا کر خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بھیجیں اور وراثت کا مطالبہ کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا!

کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں، کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ میرے مال میں وراثت جاری نہیں ہوگی جو کچھ چھوڑوں کا وہ صدقہ ہو گا۔ یہ ارشاد سن کر سب ازواج مطہراتؓ خاموش ہو گئیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس معاملہ میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا پڑا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر نیز کتاب الفرائض)

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

﴿ان الابنیاء لم یورثوا دینارا و لادرهما و رثو االعلم فمن اخذها اخذ بحظ و افر﴾ یعنی انبیاءؑ درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔

(سنن الترمذی کتاب العلم ابواب العلم باب ماجاء فی فضل الفقۃ۔حدیث ۲۶۹۱ ج۴ص۳۱۲)

حضرت ابودرداءؓ سے ایک اور روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ﴿ان العلماء ورثة الانبیاء﴾ یعنی بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

(سنن ابن ماجۃ کتاب السنۃ باب فضل العلماء۔۔الخ حدیث ۲۲۳ ج ا ص ۱۴۶)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں! حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور آپؓ سے رسول اللہ ﷺ کی میراث، فدک کی زمین اور خیبر کا حصہ طلب کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

﴿لا نورث ما ترکنا صدقة و انما يأكل
آل محمد من هٰذا المال﴾

ہماری کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔
یقیناً آل محمد (ﷺ) اس مال سے کھاتے رہیں گے۔ خدا کی قسم! سلوک کرنے کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھ کو اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح البخاری۔٦٧٢٦)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جو کام کیا کرتے تھے میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا، اس کو ضرور کروں گا۔ اگر میں نے اس میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔ (صحیح المسلم۔١٧٨٩)

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے استدلال کے بعد حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حجت نہیں کی جو اجماع کو تسلیم کرنے کی دلیل ہے۔ اور جب ان کو حدیث پہنچ گئی اور اس کی وضاحت بھی کر دی گئی تو آپؓ نے اپنی رائے کو ترک کر دیا اور اس کے بعد نہ تو آپؓ نے اور نہ ہی آپؓ کی اولاد میں سے کسی نے میراث کا مطالبہ کیا اور جب حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ بنے تو انہوں

نے بھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے طریقہ کو ہی اپنایا۔
(شرح صحیح المسلم للنووی)

تاریخی حیثیت سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے دور خلافت میں مدینہ کے مال فئے، فدک کے اموال، اور خیبر کے خمس میں سے اہل بیت کے حقوق برابر ادا کئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اس میں سے میراث کا حکم جاری نہیں فرمایا۔

محمد بن علی بن حسین الباقرؒ اور زید بن علی بن حسینؒ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ہمارے اباءواجداد کے ساتھ کوئی ظلم یا زیادتی نہیں کی۔

(المرتضی للندوی: ۹۰ . ۹۱ ، نقلاً عن نهج البلاغة شرح ابن ابی الحدید)

12.1.3 ۔ خمس کی تقسیم

حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (عباس ؓ، فاطمہ ؓ، زید بن حارثہ ؓ کی موجودگی میں) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں کا جو حصہ خمس میں ہے اس کی تقسیم کی ذمہ داری اگر آپ ﷺ اپنی زندگی میں میرے سپرد کر جائیں تو بہتر ہوگا تا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص ہمارے ساتھ معاملہ میں نزاع نہ پیدا کر سکے۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کام کا متولی بنا دیا۔ دور نبوی ﷺ میں میں اس خمس کے حصہ کو بنی ہاشم میں تقسیم کرتا تھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور خلافت میں بھی انہوں

نے مجھے ہی والی (ذمہ دار) بنایا۔ پھر مجھے حضرت عمر بن خطابؓ نے خمس کی تقسیم کا والی بنایا۔ حتیٰ کہ جب فاروقی خلافت کے آخیری سال میں بہت سا مال غنیمت آیا تو انہوں نے ہم لوگوں کا خمس الگ نکال کر میری طرف پیغام بھیجوایا کہ اس مال کو لے کر حسب دستور اپنے لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس وقت میں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! ہم لوگ (یعنی بنی ہاشم) اب مستغنی ہیں (ہماری معاشی حالت بہت اچھی ہے) اور دوسرے مسلمانوں کو ضرورت ہے اور وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ تب حضرت عمر بن خطابؓ نے وہ مال محتاج مسلمانوں کے لئے بیت المال میں واپس کر دیا۔

(ابوداوٗد کتاب الخراج باب بیان مواضع قسم الخمس ج ۲ ص ۶۱)

(مسند امام احمد ج ۱ ص ۸۴،۸۵۔ مسندات علی بن ابی طالبؓ)

(کتاب الخراج لامام ابی یوسف باب فی قسمۃ الغنائم ص ۲۰۔ طبع مصر)

(المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱۲ ص ۴۷۰۔ کتاب الجہاد تحت سہم القربیٰ ھؤ طبع کراچی)

12.2 ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو وصیت

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ عیادت کو تشریف لائیں تو آپؓ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

بیٹی! وہ وقت آ گیا جب تمام پردے ہٹا دئے جاتے ہیں اور میں اپنا انجام دیکھ رہا ہوں۔ اب اگر مجھے کوئی خوشی ہے تو وہ دائمی خوشی ہے اور اگر کوئی پریشانی ہے تو

وہ دائمی پریشانی ہے۔ میں نے خلافت کا بوجھ اس وقت اٹھایا جب حالات بہت ناسازگار تھے اور اگر اس وقت میں یہ ذمہ داری قبول نہ کرتا تو امت کا شیرازہ بکھر جاتا۔ میرا اللہ گواہ ہے کہ میں نے اس وجہ سے یہ بوجھ اٹھایا کہ اس کے بعد میرے اندر غرور پیدا نہ ہو اور نہ ہی میں نے کبھی اپنے اس عہدے پر فخر کیا۔ میں نے کبھی بیت المال سے اپنی ضرورت سے زیادہ مال حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی اور بس اتنا ہی لیا جتنی مجھے حاجت تھی۔ اور جب میرا انتقال ہو جائے تو میری یہ چکّی، غلام اور میری چادر اور میرے پرانے کپڑے یہ سب بیت المال میں واپس کر دینا۔

12.3 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وصال

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک دن شدید سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا جس کی وجہ سے آپؓ کو بخار ہو گیا۔ آپؓ پندرہ دن اس بخار میں مبتلا رہے اور پھر آپؓ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ والد ماجد کی علالت کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپؓ نے 21 یا 7/ جمادی الاخرہ 13ھ بروز پیر غسل فرمایا اس دن شدید سردی تھی جس کی وجہ سے ان کو بخار ہو گیا اور پندرہ دن تک بیمار رہنے اور بخار کی وجہ سے اس عرصہ میں آپؓ نماز کے لئے باہر تشریف نہ لا سکے اور اسی بخار کی حالت میں آپؓ کا وصال ہو گیا۔

12.4 ۔ خلافت کے بارے میں صلح مشورے

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیماری نے جب طول پکڑا تو آپ ؓ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ آخری وقت قریب ہے۔ آپ ؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو بلا لیا اور ان سے خلافت کے بارے میں مشورہ کیا اور ان سے پوچھا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ؓ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ پھر بھی تمہاری ان کے متعلق کیا رائے ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا! واللہ! عمر بہترین شخص ہیں لیکن ان کے مزاج میں سختی ہے اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا!

عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی سختی کا سبب صرف یہ ہے کہ میں نرمی سے پیش آتا تھا اگر خلافت کا کام ان کے سپرد کر دیا جائے تو ان کی سختی بڑی حد تک دور ہو سکتی ہے۔ میں خود بھی دیکھتا ہوں کہ اگر میں کسی پر خفا ہوتا ہوں اور سختی سے پیش آتا ہوں تو عمر اس سے نرمی کا سلوک کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اگر میں کسی سے نرمی کا برتاؤ کرتا ہوں تو میرے سامنے عمر ؓ اس بارے میں سختی کا اظہار کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت عثمان غنی ؓ کو بلا کے یہی سوال کئے تو انہوں نے کہا کہ عمر ؓ کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں کوئی بھی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر آپ ؓ نے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو بلا کر یہی سوال کئے انہوں نے بھی وہی جواب دئے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت سعید

بن زیدؓ، حضرت اسید بن خضیرؓ اور دوسرے مہاجرین اور انصاری صحابہ کرامؓ سے مشورے لئے اور ان کی رائے معلوم کی۔ حضرت اسید بن خضیرؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آپؓ کے بعد عمرؓ ہی وہ شخص ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس سے ناخوش ہو وہ اس سے ناخوش ہوں ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور خلافت کے کاموں کے لئے ان سے زیادہ قوی اور مستعد شخص کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔

انہی مشوروں کے دوران جب حضرت طلحہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے تو آپؓ نے ان کے سامنے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ اپنے بعد عمرؓ کو مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کر جاؤں۔ حضرت طلحہ بن عبداللہؓ نے کہا کہ آپؓ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے کہ آپؓ نے اپنی رعیت کے ساتھ کیا سلوک کیا (حضرت عمرؓ کی سختی کو مدنظر رکھتے ہوئے)۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ جلال میں آ گئے لیکن بخار کی کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا! مجھے اٹھا کر بٹھا دو پھر فرمایا!

تم مجھے اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈراتے ہو۔ واللہ! میں اللہ تعالیٰ کو جواب دوں گا کہ میں نے تیری مخلوق میں سے بہترین شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

یہ سن کر حضرت طلحہ بن عبداللہؓ خاموش ہو گئے۔

(تاریخ الخلفاء، تاریخ اسلام)

12.4.1 ۔ صدیق اکبرؓ کا خطاب

اللہ عز و جل کی حمد وثنا اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام!

دنیا و آخرت میں حکمران سب سے زیادہ بدنصیب لوگ ہیں۔ لوگو! تم سطحی نگاہ سے دیکھتے ہو اور جلد بازی میں فیصلہ کرتے ہو کیا تم حکمرانوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ اپنے مال سے زیادہ دوسروں کی دولت کو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کے دلوں میں ہر وقت خوف طاری رہتا ہے۔ ان کو حسد اور غیظ وغضب کی بیماری لگ جاتی ہے۔ وہ راحت اور مسرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ان کو اعتماد اور سکون میسر نہیں ہوتا۔ وہ کھوٹے سکے اور فریب وسراب کی مانند ہوتے ہیں۔ دیکھنے میں وہ بظاہر بارعب نظر آتے ہیں لیکن اندر سے غمگین ہوتے ہیں اور جب ان کی عمر ختم ہو جاتی ہے اور اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے سخت حساب لیتا ہے۔ انہیں کم معاف کرتا ہے ان کے مقابلہ میں مفلوک الحال شخص خوش نصیب ہوتے ہیں۔ بہترین حکمران وہ ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی کتاب اور سنت کے مطابق فیصلے کرتا ہو۔ میرے بعد وہ دور بھی عنقریب آنے والا ہے جب اس امت میں انتشار پیدا ہو جائے گا اور ناحق خون بہایا جانے لگے گا۔ پھر اہل حق کو اقتدار حاصل بھی ہوا کرے گا تو اس کی مدت نہایت ہی مختصر ہوگی اور ان کی حکومت کے اثرات بہت کم ہوں گے۔ لوگ سنتِ نبوی ﷺ کو چھوڑ دیں گے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں ان حالات میں مسجد سے علیحدہ نہ ہونا اور قرآن کریم سے راہ نمائی حاصل کرتے رہنا۔

12.4.2 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وصیت

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت عثمان غنی ؓ سے حضرت عمر فاروق ؓ کی خلافت کے بارے میں وصیت لکھنے کے لئے کہا۔ آپ ؓ شدید بیماری اور نقاہت کی وجہ سے بولتے بولتے رک جاتے تھے۔ وصیت کے الفاظ یہ ہیں۔

یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ ؓ نے اس وقت کی ہے جبکہ اس کا آخری وقت دنیا میں، اوّل وقت آخرت کا ہے۔ ایسی حالت میں کافر بھی ایمان لے آتا ہے اور فاسق وفاجر بھی یقین کر لیتا ہے۔ میں نے تم لوگوں پر عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور میں نے تم لوگوں کی بھلائی اور بہتری میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پس اگر عمر ؓ نے عدل وانصاف سے کام لیا تو یہ میری ان کے لئے واقفیت تھی اور اگر بُرائی کی تو مجھے غیب کا علم نہیں ہے۔ میں نے تو تمہارے لئے نیکی اور بھلائی کا قصد کیا ہے ہر شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

(جنہوں نے ظلم کیا، وہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ کس پہلو پر پھیرے جاتے ہیں)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(تاریخ الخلفاء، تاریخ اسلام)

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت عثمان غنی ؓ سے وصیت لکھوانی شروع کی تو آپؓ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمان ؓ کو آپ ؓ کے ارادوں کا معلوم تھا اس لئے آپ ؓ نے خود ہی حضرت عمر فاروق ؓ کا نام لکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو فرمایا کہ کیا لکھا پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے پڑھ کر سنایا تو اللہُ اکبر کہتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے میرے دل کی بات لکھ دی۔ جب وصیت نامہ مکمل ہو گیا تو آپ ؓ نے حکم دیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنا دیا جائے پھر اسی شدید مرض کی حالت میں تشریف لائے اور مسلمانوں کے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا!

میں نے اپنے کسی عزیز رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا اور میں نے صرف اپنی ہی رائے سے عمر فاروق ؓ کو خلیفہ نہیں بنایا۔ بلکہ صاحبِ رائے لوگوں سے مشورہ لینے کے بعد خلیفہ بنایا ہے اور ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو تم میں سب سے بہتر ہے۔ پس کیا تم لوگ ان کے خلیفہ ہونے پر رضا مند ہو جس کا میں نے تمہارے لئے انتخاب کیا ہے۔

اس پر تمام مجمع میں حاضرین نے کہا کہ ہم آپ ؓ کی تجویز اور آپ ؓ کے انتخاب پر راضی ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ تم کو چاہیئے ان کے احکامات کی مکمل اطاعت کرو۔ سب لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا اور کہا کہ ہم آپ ؓ سے عہد کرتے ہیں کہ ہر حال میں عمر فاروق ؓ کی اطاعت و فرمابرداری کریں گے۔ (طبقات ابن سعد، تاریخ اسلام)

12.4.3 ۔ عمر فاروق ؓ کو نصیحت

اے عمر! میں نے تم کو اپنا جانشین بنایا اور تم کو اصحابِ رسول ﷺ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ سے ظاہر اور باطن میں ڈرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے بعض حقوق ہیں جو رات سے متعلق ہیں اور ان کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ جن کے نیک اعمال قیامت میں وزنی ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے اعمالِ صالحہ کم ہوں گے وہ مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ فلاح اور نجات کے راستے قرآن کریم پر عمل کرنے اور حق کی پیروی کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اے عمر! کیا تم کو معلوم نہیں کہ ترغیب وترہیب اور انداز وبشارت کی آیات قرآن کریم میں ساتھ ساتھ نازل ہوئیں ہیں تا کہ مومن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اپنی مغفرت طلب کرتا رہے۔ اے عمر! جب قرآن کریم میں اہلِ جہنم کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ اے اللہ! مجھے ان میں شامل نہ کرنا اور جب اہل جنت کا ذکر آئے (یعنی آیات کی تلاوت کرتے وقت) تو یہ دعا کرو کہ اے اللہ! مجھے بھی ان میں شامل فرما۔ اے عمر! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں محبوب نہ ہوگی۔ اور تم بڑی بے تابی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کے اس کے انعامات سے لطف اندوز ہونے کی خواہش کا اظہار کرو گے۔ لیکن اگر ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دو گے تو موت سے زیادہ کوئی اور چیز تمہارے لئے خوف کا باعث نہ ہوگی اور یاد رکھو کہ اس طرح سے تم اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہ کرسکو گے۔ (طبقات ابن سعد)

12.4.4 ۔ ترکہ

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے گھریلو معاملات کی طرف توجہ فرمائی۔ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو ایک زمین کا قطعہ ہبہ فرما دیا۔ جس پر کچھ کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور وصال کے وقت فرمایا!

میرے بیٹی! میں تم کو تمام لوگوں سے زیادہ آسودہ حال دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے کسی طرح یہ پسند نہیں کہ میرے بعد تم تنگدست ہو جاؤ میں نے تم کو جو قطعہ زمیں دیا تھا اب تک تم نے اس سے نفع اٹھایا اور وہ تمہارا تھا اب میرے انتقال کے بعد وہ متروکہ ہو جائے گا اور قرآن کریم کے احکام وراثت کے مطابق تمہاری بہنوں اور بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔

(طبقات ابن سعد، تاریخ اسلام)

عطا بن صائب سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ بیعتِ خلافت کے دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق ؓ دو چادریں لئے بازار کی طرف جا رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے راستہ میں پوچھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ بازار جا رہا ہوں انہیں فروخت کرنے کے لئے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ اب آپ ؓ یہ کام چھوڑ دیں آپ ؓ مسلمانوں کے امیر ہو گئے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ پھر میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں گے۔ امورِ خلافت احسن طریقہ سے چلانے کے لئے آپ ؓ نے تجارت کا پیشہ چھوڑ دیا اور شوریٰ کے مشورے سے آپ ؓ کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا گیا جو آپ ؓ کے اور آپ ؓ کے اہل وعیال کے لئے کافی ہوتا۔ اپنے وصال

سے پہلے اپنے اہل و عیال کو وصیت فرمائی کہ میں نے خلافت کے زمانے میں بیت المال سے جو کچھ لیا تھا اسے واپس کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے میری فلاں زمین فروخت کر کے رقم بیت المال میں جمع کروادی جائے۔ چنانچہ آپؓ کے وصال کے بعد آپؓ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ حضرت عمرؓ کے پاس جب ان کی بیت المال سے لی ہوئی چیزیں پہنچائی گئیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) پر رحم فرمائے وہ چاہتے تھے کہ ان کے انتقال کے بعد ان پر اعتراض کرنے کا کسی کو کوئی موقع نہ مل سکے۔

(طبقات ابن سعد، تاریخ اسلام)

12.4.5 ۔ آخری سفر

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ والد محترم نے وصال سے پہلے فرمایا کہ میرے بدن پر جو کپڑا ہے اس کو دھو کر دوسرے کپڑوں کے ساتھ کفن میں شامل کرنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دو چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک سفید اور دوسری گیروی (سرخ) رنگی ہوئی تھی۔ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا جن میں ایک گیروی رنگ کی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے جب فرمایا کہ یہ تو استعمال شدہ اور پرانا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ مُردوں کی بہ نسبت زندوں کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے میرے لئے یہی پرانے کپڑے ہی

کافی ہیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے وصال سے پہلے یہ وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ اور میرا بیٹا حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ؓ غسل دیں۔ (طبقات ابن سعد، تاریخ الخلفاء)

حضرت ابوبکر ؓ کی وصیت کے مطابق آپ ؓ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے آپؓ کو غسل دیا اور آپ ؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ؓ نے آپ ؓ کے جسم پر پانی ڈالا۔ (ابی الدنیا)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ آج آپ ؓ کو شدید علالت لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ؓ کی روح کو توفیق عطا فرمائے (یعنی اللہ تعالیٰ آپ ؓ پر رحم فرمائے) یہ سن کر آپ ؓ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ کیونکہ ” سکرات موت کا آنا ضروری ہے یہ وہ وقت ہے جس سے میں خوف کھایا کرتا تھا “ پھر آپ ؓ نے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال کس دن ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ پیر کے دن۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آج رات ہی میں انتقال کر جاؤں گا۔ چنانچہ پیر اور منگل کی درمیانی رات آپ وصال فرما گئے۔

(انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

آپ ؓ کا وصال مبارک ایک روایت کے مطابق 21/ جمادی الآخرہ کو غروب آفتاب کے بعد ہوا جبکہ دوسری روایت میں 22/ جمادی الآخرہ 13ھ کو

غروب آفتاب کے بعد ہوا۔ وصال کے وقت آپؓ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

(طبقات ابن سعد، تاریخ الخلفاء)

12.4.6 ۔ نماز جنازہ اور تدفین

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غسل اور کفن کے بعد اسی چار پائی پر مسجدِ نبوی لے جایا گیا جس پر رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر رکھ کر قبرِ انور میں اتارا گیا تھا۔

حضرت ابومحمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے چار تکبیروں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جنازہ پڑھایا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۵۸)

حضرت سعید بن مسیّبؒ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نماز جنازہ قبر مبارک اور منبرِ رسول ﷺ کے درمیان ادا کی گئی۔

(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۵۸)

مسجد نبوی میں آپؓ کا جنازہ روضہ اطہر اور منبرِ رسول ﷺ کے درمیان رکھا گیا جہاں حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کرائی۔ (طبقات ابن سعد)

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے وصال سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے کو تیار کر کے حجرہ انور میں جس میں رسول اللہ ﷺ کا روضہ اطہر ہے سامنے رکھ کر عرض کرنا: " السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ) یہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ (ﷺ) کے دروازے پر حاضر ہے " پھر جیسا حکم ہو کرنا۔ چنانچہ آپؓ کی وصیت کے مطابق آپؓ کا جنازہ تیار کر کے حجرہ انور

کے سامنے رکھ دیا گیا اور عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ؓ کے یار غار ابوبکر (صدیق ؓ) آپ ﷺ کے دروازے پر حاضر ہیں اور ان کی تمنا آپ ﷺ کے حجرہ انور میں دفن ہونے کی ہے۔ یہ سن کر حجرہ اقدس کا دروازہ جو کہ بند تھا خود بخود کھل گیا اور آواز آئی:

ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب مشتاق

(یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو کیونکہ حبیب کو حبیب سے ملنے کا اشتیاق ہے)

حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر سے جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دفن ہونے کی اجازت عطا ہوئی تو جنازہ کو اندر لے جایا گیا اور رسول کریم ﷺ کے شانہ مبارک کے متوازی آپ ؓ کا سر رکھا گیا۔

(سیرۃ الصالحین) (الخصائص الکبریٰ باب حیاتہ فی قبرہ۔۔الخ ج ۲ ص ۴۹۲،
السیرہ الحلبیۃ باب بذکر فیہ مدۃ مرضہ۔۔الخ ج ۳ ص ۵۱۷،
لسان المیزان حرف العین المھملۃ من اسمہ عبدالجلیل ج ۴)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وصیت کے مطابق سرورِ کائنات ﷺ کے پہلو میں آپ ؓ کی قبر تیار کی گئی۔ حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت طلحہ ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ نے آپ ؓ کو قبر میں اتارا۔ جس رات آپ ؓ کا انتقال ہوا اسی رات کو دفن کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد ذکر وصیۃ ابی بکر ج ۳ ص ۱۵۶، تاریخ اسلام)

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے فضائل کی کتاب میں ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کو ایک ہی مٹی سے تخلیق کیا تھا۔ اور تینوں کو ایک ہی خمیر سے خلقت عطا کی تھی۔ اس لئے یہ تینوں حضرات ایک ہی جگہ دفن ہوئے۔ اور جب قیامت کا سور بجے کا تو تینوں ایک ہی گنبد کے سائے سے نکلیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

﴿انا و ابو بکر و عمر خلقنا من تربة و احد ة فيها تد فن﴾

میں ﷺ ابوبکرؓ، اور عمرؓ ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔

(فتاویٰ افریقہ:ص۹۹، فردوس الاخبار، رقم الحدیث ۵۷۷۲، کنز العمال:۲۲۶۸۳)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سوا دو سال خلافت کی بعض روایات میں دو سال سات ماہ بھی لکھا ہے۔

13.0 ۔ وصال کے بعد

13.1 ۔ حضرت ابوقحافہ ؓ

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے انتقال کے وقت آپ ؓ کے والد حضرت ابوقحافہ ؓ حیات تھے۔ آپ ؓ نابینا تھے جب لوگوں کو روتے ہوئے سنا تو پوچھا کہ کیا ہوا۔ ان کو بتایا گیا کہ ان کے بیٹے ابوبکر (صدیق ؓ) کا انتقال ہوگیا ہے۔ یہ سن کر آپ ؓ نے فرمایا! (انا للّٰہ و انا الیه راجعون)

اس کے بعد خاموشی اختیار کرلی۔ ان کے دل پر اس واقعہ کا بہت صدمہ ہوا۔ بہت غمگین رہنے لگے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ترکہ میں سے ان کا حصہ دیا گیا تو اس کو انہوں نے اپنے پوتوں کو واپس کر دیا کہ یہ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت ابوقحافہ اپنے پیارے بیٹے ابوبکر (صدیقؓ) کے وصال کے چھ ماہ چھ دن زندہ رہے اور ماہ محرم سنہ 14ھ کو ترانوے سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔
(تاریخ الخلفاء)

13.2 ۔ جانشین صدیق اکبر ؓ عمر فاروق ؓ کا خطبہ

حمید بن بلال نے کہا ہے کہ مجھے ایک شخص نے جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وفات کے وقت موجود تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ جب حضرت عمر فاروق ؓ ان کے تدفین سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ان کی قبر کی مٹی سے ہاتھ جھاڑا۔ پھر اپنی

جگہ پر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے ساتھ شامل کیا۔ اس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا۔ واللہ تمہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا تو اس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہوگا۔ اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اس میں امانت و کفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا۔ اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور ضرور ان کے ساتھ احسان کروں گا اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور انہیں سزا دوں گا۔ راوی نے کہا! واللہ انہوں نے اس سے کچھ زیادہ نہ کہا یہاں تک کہ دنیا چھوڑ گئے۔ (یعنی بس وہی کہا)

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب ؓ نے کہا کہ اس شخص کو معلوم ہونا چاہئے جو میرے بعد اس خلافت کا والی ہوگا کہ قریب و بعید کے لوگ اس کی خواہش کریں گے۔ میں اپنی طرف سے ان لوگوں سے لڑوں گا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لئے مجھ سے زیادہ قوی ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں تو مجھے اس کا والی بننے سے اپنی گردن کا مار دیا جانا زیادہ پسند ہوتا۔

(طبقات ابن سعد؛ ج ۲ ح ۳ ص ۵۴)

13.3 ۔ حضرت عمر فاروق ؓ کی تعزیت

حضرت عمر فاروق ؓ کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وصال کا بہت زیادہ صدمہ تھا آپ ؓ کی بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی آپ ؓ نے صرف اس قدر

فرمایا!

اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ ! تم نے اپنے بعد قوم کو بڑی مصیبت اور مشکل میں ڈال دیا۔ تمہارے غبار کو بھی پہنچنا بہت مشکل ہے۔ میں تمہاری برابری کہاں کرسکتا ہوں۔ (تاریخ اسلام)

13.4 ۔ حضرت علیؓ کا غم اور تعزیتی خطاب

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ فوت ہوئے تو حضرت علیؓ اس مکان کے دروازے پر جس میں صدیقِ اکبرؓ کی نعش پر چادر ڈالی ہوئی تھی تشریف لا کر کھڑے ہوئے اور صدیقِ اکبرؓ کو خطاب کر کے فرمانے لگے کہ اللہ جل شانہٗ کی قسم! آپؓ دین کے لئے ابتدائی مراحل میں سبقت کرنے والے اور پیشرو تھے جس دور میں دین سے لوگ متنفر تھے اور آخری دور میں بھی آپؓ ثابت قدم رہے جبکہ لوگ ضعیف اور بزدل ہو رہے تھے اور (اپنی رائے کو انہوں نے کمزور سمجھا تھا) آپؓ دین کے معاملہ میں اس پہاڑ کی طرح مضبوط رہے جس کو سخت تر ہوائیں متحرک نہ کرسکیں اور توڑنے والی آندھیاں اپنی جگہ سے زائل نہ کرسکیں۔

(یعنی انتقالِ نبوی ﷺ کے بعد فتنۂ ارتداد میں آپؓ ثابت قدم وراسخ العمل رہے)

(کتاب " الفائق " جاراللہ زمخشری جلد اول، سین مع الجیم)

خلیفۂ رسول ﷺ! حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ میں صفِ ماتم بچھ گئی اور مدینہ کے درو دیوار پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضرت علیؓ کو وفات کی خبر ملی تو فوراً

اِناَّ لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ O

پڑھتے ہوئے مکان سے باہر تشریف لائے۔

اور فرمایا! الیوم انقطعت خلافه النبوّه

(یعنی آج خلافتِ نبوت کا انقطاع ہو گیا)

پھر دوڑے ہوئے آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا! اے ابوبکرؓ! اللہ تم پر رحم کرے۔ تم سب سے پہلے اسلام لائے، تم سب سے زیادہ مخلص مسلمان تھے، تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا، تم سب سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والے تھے، سب سے زیادہ باعظمت تھے، صحبت اور منقبت میں سب سے افضل تھے، مرتبہ کے اعتبار سے سب سے برتر تھے، سب سے غنی اور رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ حفاظت و نگہداشت کرتے تھے، اسلام میں سب سے زیادہ حامی اور خیر خواہ تھے، سیرت اور عادات میں انحضرت ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، آپؓ مسلمانوں کے لئے رحم دل باپ تھے، جبکہ وہ آپؓ کی اولاد کی طرح تھے، آپؓ نے خوب پیش قدمی دکھائی اور اپنے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا، پس ہم سب اللہ کے لئے ہیں، اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ہم اللہ کی قضاء پر راضی ہیں، ہم نے معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا دے، تم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی جبدوسروں نے تکذیب کی، اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کی غم خواری کی جب دوسروں نے بخل کیا، اور جب لوگ نصرت اور حمایت سے رکے ہوئے تھے تم نے کھڑے ہوکر اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کی، اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی کتاب میں صدیق کہا، تم اسلام کے پشت پناہ اور کافروں کو بھگانے والے تھے، نہ تمہاری حجت بے راہ ہوئی اور نہ تمہاری بصیرت ناتواں ہوئی، تمہارے نفس نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی، تم پہاڑ کی مانند مستقل مزاج تھے، تند ہوائیں تم کو نہ اکھاڑ سکیں اور نہ ہلا سکیں، تمہاری نسبت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ضعیف البدن، قوی الایمان، منکسر المزاج، اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ، زمین پر بزرگ، مومنوں میں بڑے ہیں۔ نہ تمہارے سامنے کسی کو طمع ہو سکتی ہے اور نہ خواہش، کمزور تمہارے نزدیک قوی اور قوی کمزور تھا یہاں تک کہ کمزور کا حق دلا دو اور زور آور سے حق لے لو۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ کی وفات جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا، آپؓ دین کی عزت اور قلعہ کی حیثیت کے حامل تھے، پس اللہ آپؓ کو اپنے نبی ﷺ سے ملا دے اور ہم کو آپؓ کے بعد آپؓ کے اجر سے محروم اور بے راہ نہ کرے۔ (آمین)

(تاریخ اسلام ۔ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی، جلد ا، ص ۲۷۴)

(حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ۱۰۰ قصے، ص ۹۴)

13.5 ۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی تعزیت

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے انتقال پر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا!

پیارے ابا! اللہ تعالیٰ آپ ؓ کے چہرے کو نورانی کرے اور آپ ؓ کی کوششوں کا نیک پھل لائے۔ آپ ؓ نے اپنے اٹھ جانے سے دنیا کو ذلیل اور عقبیٰ کو عزیز کر دیا۔ اگرچہ آپ ؓ کی مصیبت رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے بڑی مصیبت ہے اور آپ ؓ کی موت تمام حوادث سے بڑھ کر بڑا حادثہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب صبر پر نیک اجر کا وعدہ دلاتی ہے۔ لہٰذا میں آپ ؓ پر صبر کر کے وعدہ الٰہی کو پسند کرتی ہوں۔ آپ ؓ کے لئے مغفرت طلب کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو رخصت کرنے والی کا سلام پہنچائے۔ جس نے نہ آپ ؓ کی زندگی سے نفرت کی اور نہ آپ ؓ کے حق میں قضائے الٰہی کو برا مانا۔

14.0 ۔ دور صدیقؓ کے چند حقائق

14.1 ۔ دور صدیقی کے گورنروں کے نام

مدینہ منورہ:	حضرت ابوبکر صدیقؓ، خود بحیثیت خلیفہ
مکہ مکرمہ:	عتاب بن اسیدؓ
طائف:	عثمان بن ابی العاصؓ
صنعاء: یمن	مہاجر بن ابی امیہؓ
حضر موت: یمن	زیاد بن لبیدؓ
زبید اور رقع:	ابوموسی الاشعریؓ
خولان: یمن	یعلی ابن ابی امیہؓ
جند: یمن	معاذ بن جبلؓ
نجران:	جریر بن عبداللہؓ البجلی
جرش:	عبداللہ بن ثورؓ
بحرین؛	علاء بن حضرمیؓ
عراق:	مثنیٰ بن حارثہؓ شیبانی
عمان:	حذیفہ بن محصنؓ
یمامہ:	سلیط بن قیسؓ
دومۃ الجندل (عراق):	عیاض بن الغنمؓ
ثور (بلاد مزنیہ):	جرش

حمص شام	ابوعبیدہ بن جراحؓ
اردن	شرجیل بن حسنہؓ
دمشق	یزید بن ابی سفیانؓ
فلسطین	عمرو بن عاصؓ
نجد (قبائل ہوازن)	سعد بن ابی وقاصؓ

14.2 ۔ دور صدیقی کے سپہ سالار

۱) خالد بن ولیدؓ مرتدین کے خلاف بھیجے جانے والی ایک فوج اور عراق عرب کی طرف بھیجے جانے والے لشکر کے سالار اعلیٰ

۲) جریر بن عبداللہ البجلیؓ نجران جانے والے لشکر کے سالار

۳) عیاض بن غنمؓ دومۃ الجندل کی فوجی مہم کے سالار

۴) مثنیٰ بن حارثہ شیبانیؓ بالائی عرب (عراق عرب) کی چھاپامار فوج کے سالار اعلیٰ

۵) سوید بن قطبہ عجلیؓ زیریں عراق عرب کی چھاپہ مار فوج کے سربراہ

۶) ابوعبیدہ بن جراحؓ شام پر حملہ کرنے والی فوج کے سالار اعلیٰ

۷) یزید بن ابی سفیانؓ محاذ شام پر جانے والے ایک لشکر کے سالار

۸) شرجیل بن حسنہؓ محاذ شام پر جانے والے ایک لشکر کے سالار

۹) عمرو بن عاصؓ محاذ شام پر جانے والے ایک لشکر کے سالار
۱۰) ثابت بن قیسؓ نجدی باغیوں کے خلاف بھیجے گئے لشکر میں انصاری دستے کے سالار
۱۱) معاویہ بن ابی سفیانؓ محاذ شام کی عقبی فوج کے سالار
۱۲) عکرمہ بن ابی جہلؓ محاذ شام کی عقبی فوج کے سالار
۱۳) صفوان بن امیہؓ محاذ شام کی عقبی فوج کے سالار
۱۴) ولید بن عقبہؓ محاذ شام کی عقبی فوج کے سالار
۱۵) ہاشم بن عتبہؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۱۶) سعید بن عامرؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۱۷) قیس بن مکشوع مرادیؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۱۸) عدی بن حاتم طائیؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۱۹) معن بن حاتم طائیؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۲۰) حمزہ بن مالک ہمدانیؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۲۱) حبیب بن مسلمہؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار
۲۲) ضحاک بن قیسؓ محاذ شام کی کمکی فوج کے سالار

بعض اہم فوجی افسران:

(ان میں زیادہ تر شام میں لڑنے والی فوج سے تعلق رکھتے تھے)

۱)	معاویہ بن خدیجؓ	۲)	ذوالکلاع حمیریؓ
۳)	ربیعہ بن عامرؓ	۴)	وجیہ بن خلیفہ کلبیؓ
۵)	قیقاع بن عمروؓ	۶)	ضحاک بن سفیان کلابیؓ
۷)	علقمہ بن مجزرؓ	۸)	زیاد بن حنظلہ تمیمیؓ
۹)	عمارہ بن مخشیؓ	۱۰)	سمط بن اسودؓ
۱۱)	ابوالاعور بن سفیان سلیمیؓ	۱۲)	امرالقیس بن عابس کندیؓ
۱۳)	عمرو بن عبسہ سلیمیؓ	۱۴)	مذعور بن عدی عجلیؓ
۱۵)	یزید بن تحنسؓ	۱۶)	قیس بن عمروؓ
۱۷)	ابن ذی الخمارؓ	۱۸)	ضرار بن الازور اسدیؓ

۱۹) قباث بن اشیمؓ ۔ مقدمہ الجیش کے کمانڈر

۲۰)	جاریہ بن عبداللہ اشجعیؓ	۲۱)	عتبہ بن ربیعہ سلیمیؓ
۲۲)	حوشب ذو ظلیم یمنیؓ	۲۳)	لقیط بن عبد القیسؓ

۲۴) ابوسفیان بن حربؓ ۔ فوج میں آیات جہاد پڑھنے والے حضرات کے مہتمم

۲۵) ابوالدرداء انصاری ۔ قاضی عسکر

۲۶) عبداللہ بن مسعود ہذیلیؓ ۔ غنیمت کے انچارج

14.3 ۔ عہدے داروں کا انتخاب اوران کا احترام

حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہر کسی کو حکومت کے عہدے کے لئے منتخب نہیں فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ ؓ کے کچھ اصول تھے جو شخص ان اصولوں پر پورا اترتا تھا آپ ؓ اس کو اس عہدے کے لئے منتخب فرماتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بہترین نظم ونسق کے لئے ضروری ہے کہ جس عہدے کے لئے جس شخص کو منتخب کیا جائے وہ ہر لحاظ سے اس کے لئے موزوں ہو۔ موزوں آدمی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انتخاب کرنے والے میں بھی مردم شناسی کا جوہر موجود ہو۔ آپ ؓ میں اللہ تعالیٰ نے یہ جوہر خاص طور پر رکھا تھا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا! ”رحم اللّٰہ ابا بکر ھو کان اعلم بالرجال منی“

اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے وہ کام کے آدمیوں کا حال مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔ یعنی مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔

آپ ؓ نے عہدے داروں کے انتخاب کے لئے اصول وضع کئے ہوئے تھے اوران پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ جن لوگوں کو آپ ؓ منتخب فرماتے ان کو وقتاً فوقتاً ہدایات دیتے رہتے۔ آپ ؓ جن لوگوں کو محاذ پر بھیجتے ان کے سپہ سالاروں اور کمانڈروں کو بھی ہدایات دیتے۔

(سنن کبریٰ بیہقی: ۸۵/۸، المحلیٰ لابن حزم: ۲۹۴/۷، المغنی لابن قدامہ: ۴۵۱/۸، کنز العمال: ۲۹۶/۱، المصنف لعبدالرزاق: ۱۹۹/۵، شرح السیر الکبیر: ۳۹/۱)

حضرت ابوبکر صدیقؓ جن حضرات کو گورنر یا حکومت کے کسی عہدے کے لئے منتخب کرتے تو اس کی دل جوئی کے ساتھ ساتھ اس کا احترام بھی کرتے۔ یہ ان کی شائستگی کی ایک دلیل ہے کہ ان کے عہدے داران کا ان کے منصب و مرتبے کے لحاظ سے احترام کیا جائے۔ جیسا کہ لشکر اسامہ ؓ کو روانہ کرتے وقت حضرت ابو بکر صدیق ؓ چاہتے تھے کہ حضرت عمر ؓ اس لشکر میں نہ جائیں اور مدینہ میں رہ کر ان کے ساتھ خلافت کے کاموں میں مدد فرمائیں۔

چونکہ امیر لشکر حضرت اسامہ بن زید ؓ تھے اس لئے آپ ؓ نے حضرت عمر ؓ سے متعلق خود فیصلہ کرنے کے بجائے ان سے درخواست کی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو عمر ؓ کو ان کے پاس چھوڑ جائیں۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ نے نہایت ہی خوش دلی سے ان کی اس بات کو قبول فرمایا اور حضرت عمر ؓ مدینہ واپس آگئے۔ پھر ان کی دل جوئی کا یہ حال تھا کہ جب حضرت اسامہ ؓ کا لشکر روانہ ہوا تو حضرت اسامہ ؓ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور ان کو ہدایات دے رہے تھے۔ حضرت اسامہ ؓ کے سخت اصرار کے باوجود نہ ان کو نیچے اترنے دیا اور نہ خود سواری پر بیٹھے۔ اسی طرح سے حضرت یزید بن ابی سفیان ؓ کو جہاد پر بھیجتے وقت کیا تھا اور ان کے ساتھ بھی دور تک پیدل گئے جبکہ حضرت یزید ؓ سواری پر تھے۔

(موطا امام مالک: ۲/۴۴۷، المغنی: ۸/۳۵۳، سنن الکبریٰ بیہقی: ۹/۸۵)

14.4۔دورصدیقیؓ میں حکومتی عہدے داروں کے ذرائع آمدنی

خلیفہ بننے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آمدنی کے دو ذرائع تھے۔ ایک تجارت اور دوسرا جائیداد۔ تجارت آپؓ کا آبائی پیشہ تھا۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کی اراضی میں سے ایک جائداد عطا فرمائی تھی جس پر کھجور کا باغ اور زراعت کرنے کے قابل زمین تھی۔ ان کی ایک جائداد مدینہ طیبہ سے پانچ چھ میل دور غابہ کے علاقے میں تھی۔ (سنن کبریٰ بیہقی: ۲۷۰/۸)

مدینہ منورہ میں دو مکان تھے جن میں ان کی دو بیویاں رہتی تھیں۔

(طبقات ابن سعد: ۱۸۵/۳)

اس کے علاوہ خیبر کی خالصہ اراضی سے رسول اللہ ﷺ نے بعض روایات کے مطابق چھ سو من اور بعض کے مطابق بارہ سو من کھجور سالانہ کا حصہ مقرر فرمایا تھا۔ انہیں وقتاً فوقتاً مال غنیمت اور جزیہ میں سے بھی حصہ ملتا رہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مختلف قسم کے عطیات بھی ان کی آمدنی کا ذریعہ تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ گھوڑوں، اونٹوں اور بکریوں کے بھی مالک تھے۔ صرف دو بیویوں اور ایک بچہ کی کفالت کی ذمہ داری آپؓ کے اوپر تھی۔ آپؓ کے لئے ایک پُرآسائش زندگی بسر کرنے کے لئے ان کی آمدنی کافی تھی۔

خلیفہ بننے کے بعد آپؓ کی ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئیں کہ تجارت چھوڑنی پڑی۔ صحابہ کرامؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد آپؓ کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء مختص کر دیں جن سے آپؓ اپنی ضروریات زندگی پوری کرتے تھے۔ دو یمنی

چادریں ایک سردیوں کے لئے اور دوسری گرمیوں کے لئے لباس کے طور پر۔ سفر کے لئے ایک سواری، اہل وعیال کے خرچ کے لئے اتنی رقم جتنی حضرت ابو بکر صدیق ؓ پہلے خرچ کرتے تھے۔ اور مہینہ بھر کے لئے بکری کا نصف حصہ جس میں سر اور اوجھڑی شامل نہیں تھی۔ (کنز العمال: ۵/۵۹۵، مصنف عبدالرزاق: ۱۱/۱۰۵)

جب آپ ؓ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا! میں نے عمر ؓ سے کہا کہ میرے لئے بیت المال سے کچھ لینے کی گنجائش نہیں ہے لیکن عمر ؓ مجھ پر غالب آ گئے جس کی وجہ سے مجھے اپنا وظیفہ بیت المال سے لینا پڑا۔ اب جب میں اس دنیا سے انتقال کر جاؤں تو میرے مال میں سے آٹھ ہزار درہم لے کر بیت المال میں واپس کر دینا۔ (طبقات ابن سعد: ۳/۱۹۴)

وفات کے بعد یہ رقم حضرت عمر فاروق ؓ کو پیش کی گئی تو آپ ؓ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ابو بکر ؓ پر رحم فرمائے انہوں نے بعد میں آنے والوں کو سخت مصیبت اور مشکلات میں ڈال دیا۔ (کنز العمال: ۵/۵۹۹، کتاب الاموال؛ص ۲۶۸)

یہ تھی اس شخص کی سوا دو سال کی تنخواہ جس نے قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔

کارکنان حکومت کی تنخواہیں:

کارکنان حکومت کی تنخواہوں کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ جب کہ فتح مکہ کے بعد مکہ کے گورنر عتاب بن اسید ؓ کی تنخواہ

روز آنہ ایک درہم مقرر کی گئی۔ (اسد الغابۃ: ۳۵۸/۳)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں حضرت عتاب بن اسیدؓ کی تنخواہ تیس درہم ماہانہ تھی یعنی وہی ایک درہم یومیہ۔

(روض الانف: ۳۵۸/۳، الترتیب الاداریہ: ۲۶۴/۱)

گورنروں اور کارکنوں کی تنخواہیں کتنی ہوتی تھیں تاریخ میں اس کی کوئی تعداد نہیں آئی۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں عہد نبوی ﷺ سے زیادہ تنخواہیں ملتی تھیں کیونکہ ریاست کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

14.5 ۔ تعزیرات و حدود

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پولیس واحتساب کا کوئی ادارہ قائم نہیں کیا تھا۔ البتہ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور بُرائیوں کی روک تھام کے لئے ہمیشہ خاص خیال رکھا۔ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو نگرانِ عام مقرر کیا تھا اور بعض جرائم کی سزائیں بھی متعین کیں۔

عہد رسالت ﷺ میں شراب نوشی کے لئے کوئی خاص سزا متعین نہیں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ موقعہ کے مطابق سزا دیتے تھے۔ بعض دفعہ جوتوں سے پٹوا دیتے تھے تاکہ نادم ہو کر آئندہ کے لئے توبہ کر لے۔ کبھی چالیس کوڑے لگوا دیتے

تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے عہد میں شرابی کے لئے چالیس کوڑوں کی سزا لازمی کردی۔ (مسند ابوداؤد کتاب الحدود)

چوری کی سزا قرآن میں بیان کی گئی ہے اس لئے اس کی نسبت اختلاف نہیں ہوسکتا۔ البتہ بعض خاص صورتیں بھی پیش آسکتی ہیں جن کی قرآن میں تخصیص نہیں کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں فیصلے کرتے تھے۔ اور اگر ایسی کوئی مثال نہ ملتی تو اپنے اجتہاد سے کام لیتے تھے۔ اگر چور نابالغ ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اس پر حد جاری نہیں کرتے تھے۔ سنگین قسم کے قومی جرائم پر سخت سزا دیتے تھے۔

(خلفائے راشدین۔ شاہ معین الدین احمد ندوی بحوالہ الترغیب والترہیب: ج۲ ص۱۱۶)

14.6 ۔ ذمیوں کے حقوق

اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلم اگر اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر لیں اور جزیہ دینے پر تیار ہو جائیں تو وہ ذمّی کہلاتے ہیں۔ اسلامی حکومت ان کی جان، مال، زمین اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے اور ان کی مذہبی آزادی کی ضمانت بھی فراہم کرتی ہے۔ شریعت میں اس بات کا صاف حکم ہے کہ ذمیوں کے تمام بنیادی حقوق وہی ہوں گے جو عام مسلمانوں کے ہوتے ہیں۔ یعنی جان و مال، عزت و آبرو، نجی زندگی کا تحفظ، عقیدہ کی آزادی، مذہبی دل آزاری سے تحفظ، حاجت مندوں، مسکینوں اور معذوروں کے لئے حکومت کی طرف سے مدد وغیرہ۔ غیر مسلم قوموں کے ساتھ سیاسی اور تمدّنی تعلقات تو رسول اللہ ﷺ کی

حیات میں ہی ہو گئے تھے۔ خیبر فتح ہوا تو وہاں کے یہود سے ایک صلح کا معاہدہ طے ہوا تھا جس کے آخری الفاظ یہ تھے:

اس معاہدے کی رو سے ان کے مال، جان، زمین، مذہب، حاضر و غائب، قبیلہ اور گرجوں کی حفاظت کی جائے گی اس کے علاوہ ہر اس چھوٹی بڑی چیز کی حفاظت کی جائے گی جو ان کے قبضہ میں ہے۔ کسی پادری، کسی راہب اور کسی کاہن کو اس کے عہدے سے الگ نہیں کیا جائے گا۔

(کتاب الخراج ۔ قاضی ابو یوسف)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس معاہدے کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اپنے دستخط اور مہر سے اس کی توثیق و تجدید فرمائی۔ اسی طرح ان کے اپنے عہد میں جو علاقے فتح ہوئے وہاں کے ذمی رعایا کو بھی وہ تمام حقوق حاصل تھے جو مسلمانوں کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور میں جب حضرت خالد بن ولید ؓ نے حیرہ فتح کیا تو وہاں کے عیسائیوں سے ایک معاہدہ کیا جس کی شرطیں یہ تھیں:

ان کی خانقاہیں اور گرجے نہیں گرائے جائیں گے اور نہ کوئی ایسا قلعہ یا محل گرایا جائے گا جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوتے ہیں اور دن رات میں سوائے اذان کے اوقات کے ہر وقت ناقوس بجا سکتے ہیں۔ اپنے تہوار کے دن صلیب نکال سکتے ہیں۔ جو شخص بوڑھا ہو یا معذور ہو یا محتاج ہو اور اس کے ہم مذہب لوگ ان کو صدقہ دینے لگیں تو ان کا جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔

اوراس کی اوراسکے اہل وعیال کی کفالت بیت المال سے کی جائے گی۔

(کتاب الخراج لابی یوسف)

14.7 ۔ مالی نظام

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے عہد خلافت میں ریاست کا مالی نظام وہی رکھا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔ آپ ؓ کے عہد خلافت میں بھی ایک قسم کی سادگی پائی جاتی تھی۔آپ ؓ کی ریاست کے ذرائع آمدنی وہی تھے جو اسلامی ریاست کے ہوتے ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے اور وہ ذرائع درج ذیل ہیں:

زکوٰۃ:

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور کسی خلیفہ کے لئے اس کی وصولی کے معاملہ میں سستی دکھانا جائز نہیں۔ اگر کوئی اس کی ادائیگی میں سستی کرے تو اس سے زبردستی وصول کی جائے گی۔ اور اگر وہ اس کی ادائیگی سے انکار کرے چاہے وہ سرے سے اس کی فرضیت کا انکار کرے یا نہ کرے ایسے لوگ کافر اور مرتد ہیں۔ اور خلیفہ وقت ایسے لوگوں کے خلاف جنگی کاروائی کرے گا۔ ایسے لوگوں کا شمار کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے باغی اور امیر کی اطاعت سے نکل جانے والے لوگوں میں ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسی وجہ سے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں سے جنگ کی تھی۔ اور اس موقعہ پر آپ ؓ کا ایک مشہور

قول ہے کہ جو شخص بھی نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور اس لئے کہ زکوٰۃ مال میں اللہ کا حق ہے۔ بخدا! اگر یہ لوگ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے آئے تھے تو میں اس کے لئے بھی ان سے جنگ کروں گا۔

(یہ حدیث امام بخاریؒ نے باب وجوب الزکوٰۃ میں، امام مسلمؒ نے باب الامر بقتال میں، امام مالکؒ، امام نسائیؒ اور امام ابوداوٗدؒ نے کتاب الزکوٰۃ میں نقل کی ہے۔
مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور ابن حزم نے بھی بیان کیا ہے)

عشر:

عشر میں پیداوار کا دسواں حصہ مسلمانوں کی اس زرعی پیداوار میں سے لیا جاتا ہے جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے۔ جس زمین کی سیرابی تالاب، چشمے اور دریا یا نہروں کے ذریعہ اس طرح ہوئی ہو کہ کاشت کار کو اس کے لئے نا قابل لحاظ مصارف برداشت کرنے پڑے ہوں نہ ہی کوئی خاص محنت کرنی پڑی ہو۔ ایسی زمین میں پیداوار میں عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ بیت المال کو دینا ہوگا۔ یہ عشر جنس یا رقم کی شکل میں دینا ہوگا اور فصل کٹنے پر وصول کیا جائے گا۔ اگر کاشت کار نے کنویں وغیرہ سے پانی کھینچ کر سیراب کیا ہو تو پھر کل پیداوار کا بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

خراج:

یہ اسلامی ریاست کی آمدنی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو اسلامی فتوحات کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ خراج مال اور زمین کی پیداوار کی اس معین مقدار کو کہتے ہیں جو مفتوحین کی زمین پر بطور محصول عائد کی جاتی ہے۔زمینیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک عشری اور دوسری خارجی۔ (کتاب الاموال:ص۵۰)

خراج کی آسان لفظوں میں یہ تعریف ہے کہ یہ اس کرایہ کا نام ہے جو اسلامی ریاست اپنی سرکاری ملکیت کی زمین پر وصول کرتی ہے۔

(الخراج فی الدولہ الاسلامیہ: ص۱۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو یہودیوں سے نصف پیداوار پر معاملہ طے ہوا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے خیبر کی پیداوار کا تخمینہ چالیس ہزار وسق لگایا تھا۔

(کتاب الاموال:ص۲۰۸، کتاب الخراج الابو یوسف: ص۵۰)

ایک وسق ۲۳ من کے برابر ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں ان لوگوں کے ساتھ یہی معاملہ قائم رکھا۔

(کتاب الخراج: ص۵۱)

آپ ؓ کے عہد خلافت میں جو علاقے فتح ہوئے ان پر سرسری طور پر کچھ رقم مقرر کر دی گئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمینوں پر دونوں طرح سے معاملہ ہو سکتا ہے۔ بٹائی کے ذریعہ بھی اور ایک معین مقدار مقرر کر کے بھی۔ لیکن یہ حکم اس

صورت میں ہے جب زمین بزور شمشیر فتح کی گئی ہو اور مسلمانوں کے درمیان تقسیم نہ کی گئی ہو۔

اجارہ:

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی قطعہ اراضی کسی شخص کو کاشت یا کاروبار کے لئے دیا جائے اور شرط یہ ہو کہ اس کاروبار کے منافع میں سے ایک مقررہ رقم بیت المال کو ادا کی جائے گی۔

جزیہ:

اسلامی ریاست کے غیر مسلموں سے ان کی جان و مال کی حفاظت کا ایک ٹیکس لیا جاتا ہے جس کو جزیہ کہتے ہیں۔ یہ جزیہ صرف ایسے مردوں پر لگایا جاتا ہے جو فوجی خدمت کے قابل ہوں۔ اسی لئے عورتیں اور بچے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ غریب اور اپاہج جو مال نہیں رکھتے ہیں وہ بھی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ ٹیکس لوگوں کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا ہے۔ جزیہ ادا کرنے والے ذمی کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر ذمی فوجی خدمت کے لئے تیار ہوں اور ریاست ان پر اعتماد کرتی ہے تو ان کو جزیہ سے بری کر دیا جاتا ہے۔

جزیہ کی اسلام میں کوئی شرح معین نہیں تھی۔ اس لئے سربراہ مملکت یا فوج کے سربراہ کی صواب دید پر تھی۔ عہد صدیقی میں بھی اس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی تھی۔

غنیمت اور فئے:

ایک اسلامی ریاست کی آمدنی کا بڑا ذریعہ مال غنیمت اور فئے بھی ہے۔ غنیمت وہ مال ہے جو جنگ کے بعد مخالف سے حاصل ہو۔ غنیمت اور فئے میں فرق یہ ہے کہ جو کچھ اہل شرک وکفر سے جنگ میں جبراً چھین لیا جائے جب کے جنگ عملاً قائم ہو وہ مال غنیمت ہے جس کا پانچواں حصہ الگ کر کے باقی سارا مال فوجیوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو مال بغیر جنگ کئے مفتوح لوگوں سے حاصل ہوتا ہے وہ فئے ہوتا ہے۔ (کتاب الاموال:ص۲۵۴)

اسلامی ریاست کی آمدنی کے ان زرائع کے علاوہ اور بھی ذرائع ہیں جن سے حکومت کو اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے جیسے جاگیریں، دفینے، اوقاف، ضرائب، لقطہ، لاوارث ترکے وغیرہ۔

معادن پر ٹیکس

ابن سعدؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بنوسلیم کے علاقے میں واقع ایک معدن (کان) فتح ہوئی تو اس کی آمدنی بیت المال میں داخل کی گئی۔ اسی طرح بعض اور معدن (کانوں) سے مال آتا تھا۔ کانیں بھی حکومت کی آمدنی کا ایک ذریعہ تھیں۔

14.8 ۔ اسلامی حکومت کے مصارف

یہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں اسلامی حکومت کی آمدنی کی تفصیل کچھ اس طرح سے تھی۔ اسی آمدنی سے حکومت کے تمام شعبوں میں اخراجات کئے جاتے تھے۔ تمام کارکنان حکومت کی تنخواہیں، جنگی آلات کا حصول اور دیگر معاشرتی کاموں کی تکمیل بیت المال سے کی جاتی تھی۔

کفالت عامہ:

کفالت عامہ سے مراد اسلامی ریاست کی حدود کے اندر رہنے والے ہر مجبور و لاچار انسان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ یہ اہتمام اس درجہ تک ہونا چاہئے کہ کوئی فرد ان ضروریات سے محروم نہ رہے۔ ان بنیادی ضروریات میں غذا، لباس، مکان، اور علاج وغیرہ شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے!

جسے اللہ نے مسلمانوں کے بعض امور کا نگہبان بنایا ہے اور وہ ان کی ضروریات اور فقر سے بے پرواہ ہو کے بیٹھ جاتا ہے تو اللہ بھی اس کی ضرورتوں اور فقر سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (ابوداؤد باب مایلزم الامام من امر الرعیہ)

معاشی ترقی:

کفالت عامہ کی طرح ملک کی معاشی تعمیر و ترقی بھی اسلامی ریاست کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ کسی ملک کی معاشی ترقی اس ملک کی فوجی طاقت اور دفائی قوت کی بنیاد بھی ہے اور اس کے سیاسی استحکام کی لازمی شرط ہے۔ اس وجہ سے

قرآن وسنت میں اسلامی ریاست کی فوجی طاقت اور دفائی قوت کے استحکام پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ!

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ ﴾

(سورۃ الانفال ۔ 60)

اور اپنے دشمن کے لئے جتنی قوت تم سے ممکن ہو سکے فراہم کرو۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فوجی تیاریوں میں گھوڑ سواری، اسلحہ کی فراہمی اور گھوڑوں کی فراہمی پر صحابہ کرامؓ مستعد رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اپنے عہد خلافت میں کفالت عامہ کے ساتھ ساتھ ملک کی معاشی تعمیر وترقی اور ملک کے لئے فوجی قوت اور دفائی طاقت کے استحکام کے لئے وہی کچھ کیا جو رسول اللہ ﷺ اپنے زمانے میں کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

عمروا بلادی فعاش فیھا عبادی ☆

(المبسوط سرخسی: ۱۵/۲۳)

میرے شہروں کو آباد کرنا تاکہ میرے بندے ان میں اچھی زندگی بسر کر سکیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کی خوش حالی اور معاشی تعمیر وترقی اللہ تعالیٰ کو بھی مطلوب ہے۔

غیر مسلموں پر خرچ:

عہد صدیقی میں بیت المال کی آمدنی صرف مسلمانوں پر ہی خرچ نہیں ہوتی تھی بلکہ غیر مسلموں کے سماجی تحفظ پر بھی خرچ ہوتی تھی۔ کیونکہ اسلام میں ذمیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں بلکہ کئی لحاظ سے ذمیوں کے حقوق مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ جس طرح مسلمان اپاہجوں اور محتاجوں کا سماجی تحفظ اور ان کے نان نفقہ کا ذمہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ یہی حقوق اسلام نے غیر مسلموں کو بھی دئے ہیں۔ چنانچہ حیرہ کی فتح کے موقعہ پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو معاہدہ کیا تھا اس میں بھی اس بات کی صراحت موجود تھی۔

(کتاب الخراج لابی یوسف: ص ۱۴۴)

14.9 ۔ فوج کی اخلاقی تربیت

رسول اللہ ﷺ نے جہاد میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے لئے چند اخلاقی اصول وقوانین مقرر فرمائے تھے اور ان پر سختی سے عمل کرنے کا حکم دیا تھا۔ حکم یہ تھا کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے، مذہبی پیشواؤں، راہبوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ کلیساؤں، گرجوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ دشمن کی لاشوں کا مثلہ نہ کیا جائے۔ اور جنگی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں اس کا سختی سے اہتمام کیا تھا۔

14.10 ۔ امانت کی ادائیگی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فوج اور سپہ سالاروں کو جو تعلیمات جاری کی تھیں وہ اس سلسلہ میں بالکل واضح تھیں کہ وہ لوگ جو مال غنیمت حاصل کریں ان پر فرض ہے کہ وہ اس میں امانت داری کا ثبوت دیں۔ کوئی بھی ان میں ذرا بھی خیانت نہ کرے بلکہ پورے کا پورا جمع کریں پھر ان معرکوں میں شریک تمام مجاہدین کے درمیان انصاف سے تقسیم کر دیں جنہوں نے دشمن کا ایک ہو کر مقابلہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وہ وصیت بھی پیش کی جاتی ہے جو یزید بن ابوسفیان ؓ کو مال غنیمت میں خیانت سے منع کرتے ہوئے کی تھی۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱۲۱)

14.11 ۔ مجلس شوریٰ کا قیام

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مہاجر و انصار سے جید صحابہ کرام ؓ کی ایک مجلس شوریٰ قائم کی تھی۔ اس مجلس شوریٰ میں حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت علی المرتضیٰ ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، حضرت معاذ بن جبل ؓ، حضرت زید بن ثابت ؓ اور حضرت ابی بن کعب ؓ شامل تھے۔ اس مجلس شوریٰ کو حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے دور خلافت میں نہایت وسیع، باضابطہ اور مکمل طور پر مستقل شکل دے دی تھی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں جب بھی کوئی فریق مقدمہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ ؓ پہلے کتاب وسنت پر نظر ڈالتے اس کے بعد مسلمانوں سے اس کے بارے میں مشورہ لیتے۔ (مسند درامی)

14.12 ۔ معاہدوں کی پابندی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے کئے گئے تمام معاہدوں اور عہد کا دل و جان سے خیال رکھا اور ان کو نبھایا۔

رسول کریم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ کیا جس کے آخری الفاظ یہ تھے:

" اس شرط پر کہ ان کا چرچ منہدم نہ کیا جائے گا۔ ان کے پادری کو جلا وطن نہیں کیا جائے گا ان کو ان کے مذہب پر ہراساں نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ کوئی فتنہ انگیزی نہ کریں یا سود نہ کھائیں۔ (ابوداؤد)

کتاب الخراج میں اس معاہدے کے آخری الفاظ اس طرح تھے:

یہ معاہدہ ان کی جان، مال، زمین، مذہب، حاضر و غائب، قبیلہ، چرچ غرض یہ کہ ہر چھوٹی بڑی چیز کی حفاظت پر جو ان کے قبضہ میں ہے شامل ہے کسی پادری کو کسی راہب کو کسی کاہن کو اس کے عہدے سے نہیں ہٹایا جائے گا۔

اس معاہدے کی حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے دور خلافت میں اس طرح

تجدید کی کہ اس کے ایک ایک حرف کو قائم رکھا۔ آپ ؓ کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید ؓ نے اہل حیرہ سے جو معاہدہ کیا اس میں بھی ذمیوں کے حقوق اور عہد نبوت میں کئے گئے معاہدوں کی روح کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا۔

جب بحرین فتح ہوا تو وہاں سے آپ ؓ کی خدمت میں مال غنیمت پہنچا تو آپ ؓ نے اعلان فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی طرف کسی کا کچھ نکلتا ہے تو وہ میرے پاس آجائے۔ اس اعلان کے بعد حضرت جابرؓ تشریف لائے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین مرتبہ ہاتھ سے بھر بھر کے دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت جابر ؓ کو اسی طرح دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ عطا فرمایا۔

(بخاری شریف)

اس موقع پر حضرت ابو بشیر مازنی ؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے وعدے کے بارے میں بیان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کو بھی چودہ سو درہم عطا فرمائے۔ (طبقات ابن سعد)

14.13 ۔ دینی غیرت

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ ایک یہودی مدرسہ میں تشریف لے گئے وہاں یہودی عالم فنحاص لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور کے ساتھ ایک اور عالم اشیع نامی بھی موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فنحاص سے مخاطب ہو کر کہا اللہ سے ڈر اور اسلام قبول کر لے۔ اللہ کی قسم ! تو جانتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول

ﷺ ہیں اور اللہ کے پاس سے حق لے کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ توریت اور انجیل میں بھی آپ ﷺ کے متعلق لکھا ہوا تم پاتے ہو۔ فنحاص نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہا! واللہ اے ابوبکر! ہم اللہ کے محتاج نہیں بلکہ اللہ ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس سے اتنی تضرع اور عاجزی نہیں کرتے جتنا وہ ہم سے کرتا ہے۔ ہم اس سے بے نیاز ہیں وہ ہم سے بے نیاز نہیں۔ اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہم سے قرض طلب نہ کرتا جیسا کہ تمہارے ساتھی کا کہنا ہے۔ تمہیں سود سے روکتا ہے اور ہمیں سود دیتا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو غصہ آ گیا اور فنحاص کے چہرے پر ایک تھپڑ رسید کیا اور فرمایا! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اے اللہ کے دشمن! اگر ہمارے تمہارے درمیان عہد و پیمان نہ ہوتا تو تیرا سر قلم کر دیتا۔ فنحاص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر آیا اور تمام حال بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس نے نہایت سنگین بات کی ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور یہ غنی ہیں۔ اللہ کے لئے مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ فنحاس نے ان کی بات سے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت نازل ہوگئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَّقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاء سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ O

(سورۃ آل عمران ۔ 181)

اللہ نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں، یہ جو کہتے ہیں ہم اُس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اُس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) میں جلنے کے مزے چکھتے رہو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جو غصہ آیا اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

لَتُبْلَوُنَّ فِیْ أَمْوَالِکُمْ وَأَنفُسِکُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ أُوتُواْ الْکِتَابَ مِن قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ أَشْرَکُواْ أَذًی کَثِیْراً وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الأُمُورِ☆

(سورۃ آل عمران ۔ 186)

(اے اہلِ ایمان) تمہارے مال و جان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تم اہلِ کتاب سے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے، تو اگر صبر اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

(سیرۃ النبویۃ ابن ہشام)

14.14 ۔ فواحش کا سد باب

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ)

اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا! جب بھی کسی قوم میں بدکاری عام ہو جائے تو اس قوم میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں نہیں پائی جاتی تھیں۔

زنا و بدکاری معاشرے کی لا علاج بیماریاں ہیں، یہ آوارگی اور کمزوری کا رستہ دکھلاتی ہیں۔ جہاں کسی چیز کو تقدس حاصل نہیں۔ بدکاری معاشرے سے غیرت ختم کر دیتی ہے۔ رذالت کا دور دورہ ہوتا ہے اور اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ایسا معاشرہ کمزوری اور بے حیائی، اور امراض کا ناقص معاشرہ ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ امت کے اخلاق کی پاکیزگی کے لئے عملی طور پر محافظ بن گئے۔ اپنی سیاست میں امت کی طہارت و پاکی کا اور ظاہری و باطنی فواہش سے دور رکھنے کا اہتمام فرمایا۔

14.15 ۔ داخلی امور کا انتظام

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنی حکومت کا جو سیاسی خاکہ تیار کیا اس میں صحابہ کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے ان کو ذمہ داریاں دی گئیں۔ امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو وزیر مالیات مقرر کیا اور بیت المال کے معاملات ان کے حوالے کئے بعد میں آپ ؓ شام کی طرف بھیجی جانے والی فوج کے سپہ سالار بنے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کو محکمہ قضا (وزارت عدل و انصاف) سپرد کیا اس کے علاوہ آپ ؓ خلیفہ کے خصوصی مشیر بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خود بھی قضا کا

منصب اپنے پاس رکھا۔ حضرت زید بن ثابتؓ کو محکمہ کتابت (وزارت مواصلات وڈاک) دیا گیا۔ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ بھی اہم ذمہ داریاں سنبھالتے تھے خصوصاً حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کو خصوصی معاملات میں ذمہ داری دی جاتی تھی۔ دارالافتاء کی ذمہ داری حضرت علی المرتضٰی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، اور حضرت زید بن ثابتؓ کی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوری مملکت کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ خاص خاص صوبے اور ضلع یہ تھے۔

مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ، طائف، صنعاء، حضرموت، خولان، زبید، جند، بحرین، نجران، دومۃ الجندل، عراقِ عرب، جُرش، حمص، اردن، دمشق اور فلسطین۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے محکمہ مال کو فوج سے الگ کر دیا تھا۔ ہر ایک کے الگ الگ امیر مقرر کئے جاتے تھے۔ خراج کی ذمہ داری امیر خراج کی ہوتی تھی۔ صوبہ یا ضلع کے حاکم کو عامل کہا جاتا تھا۔ عمال کا کام اپنے علاقوں میں امن وامان قائم کرنا، لوگوں کی اخلاقی حالت کو درست کرنا، لوگوں کو نماز پڑھانا اور جمعہ کا خطبہ دینا، محصولات کو جمع کرنا، حدود کو نافذ کرنا، حج پر جانے والے قافلوں کی حفاظت کرنا، کسانوں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا، زراعت کو ترقی دینا، فوج کی نگرانی کرنا، مالِ غنیمت تقسیم کرنا اور مالِ غنیمت میں سے خُمس نکال کر مرکز کو بھیجنا۔

14.16 ۔ نماز کا اہتمام

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس سلسلہ میں امراء و حکام کی بنیادی ذمہ داری متعین کی تھی کہ لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائیں۔ امراء و حکام خود نماز میں جماعت کی امامت کرتے، خاص طور پر نماز جمعہ میں خواہ وہ شہر میں ہوں یا جہادی مہموں پر ہوں۔ اس کے علاوہ حکام کی یہ بھی ذمہ داری ہوتی کہ مسجدوں میں لوگوں کے لئے قرآن اور احکام شریعت کی تعلیم کا بھی بندوبست کریں۔ تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ایک گورنر زیادؓ اپنے گورنر بنائے جانے کے بعد بھی صبح لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے بیٹھتے جیسا کہ وہ پہلے کیا کرتے تھے۔

(الولایۃ علی البلدان: ۶۰/۱)

14.17 ۔ جہاد کی اہمیت

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ (البدایہ و النہایہ)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جہاد کی تربیت اپنے آقا رسول کریم ﷺ سے براہ راست حاصل کی تھی۔ توحید و شرک، ایمان و کفر، ہدایت و ضلالت، خیر و شر کے درمیان معرکہ آرائی کے میدان کی تربیت حاصل کی تھی۔ اور تمام غزوات میں شرکت کر کے عملی تجربہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ لشکر کا امیر بنانے کے لئے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتے تھے۔ ان کو ان کی ذمہ داریاں اور اہداف بتاتے۔ مال غنیمت کی تقسیم اور قیدیوں کی نگرانی کے بارے میں احکامات دیتے۔ اسی طرح جہاد سے متعلق جو ذمہ داریاں ہوتیں جیسے دشمنوں سے گفتگو، ان کے ساتھ عہد و پیمان اور مصالحت وغیرہ کو کس طرح انجام دینا ہے اس کے متعلق ہدایات دیتے۔

14.18 ۔ دور صدیقی ؓ میں معاشرے کے اوصاف

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دور میں اور خلافتِ راشدہ کے ابتدائی دور میں اجتماعی طور پر معاشرے کے اوصاف کچھ اس طرح تھے۔

یہ معاشرہ اسلام کی تمام شرائط پوری کرتے ہوئے ایک مکمل اسلامی معاشرہ تھا۔ اللہ اور آخرت پر کامل ایمان تھا۔ اسلامی تعلیمات کو واضح طریقہ سے نافذ کئے ہوئے تھے۔ اسلامی تاریخ میں اس وقت کے معاشروں میں واقع ہونے والے گناہوں کی تعداد بہت کم تھی۔ دین ہی اس کی زندگی اور اس کی روح تھا۔ دین صرف عبادات میں نہیں تھا بلکہ اخلاقیات، تصورات، خاندانی و معاشرتی تعلقات، خرید و فروخت، رزق حاصل کرنے کے مختلف ذرائع، امانت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ تمام امور میں مکمل طور پر نافذ تھا۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاشرے کا ہر فرد ہی اعلیٰ ترین صفات کا حامل تھا۔ ان میں منافقین بھی تھے، باطنی طور پر کمزور اخلاق کے لوگ بھی تھے۔ لیکن اچھائی نمایاں ہونے کی وجہ سے منفی کردار زیادہ کھل

کر سامنے نہیں آتے تھے۔ اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ بھرپور طریقہ سے گامزن تھا۔

ایسا معاشرہ جس میں اسلام کی حقیقی روح موجود تھی۔ امت صرف انسانوں کے اس مجموعہ کو نہیں کہتے جن کو زبان، زمین یا رنگ نے اکٹھا کر دیا ہو بلکہ ان کے اندر وہ خیر کی قدریں ہوتی ہیں اور عقیدہ ان کو جوڑتا ہے۔ یہ امت زمین، قومیت اور رنگ پر قائم نہیں ہوتی بلکہ عقیدہ پر اس کی بنیاد ہوتی ہے جو عربی، عجمی، حبشی، رومی اور فارسی کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ فاتح اور مفتوح کا فرق ختم کر دیتا ہے۔ اس کی کھلی مثال یہ معاشرہ تھا جو دوسرے کسی معاشرے میں یہ خصوصیات نہیں نظر آتی تھیں۔

یہ ایک اخلاقی معاشرہ تھا جو دین کے احکامات اور توجیہات سے اخلاق کے اصول حاصل کرتا تھا۔ مرد اور عورتوں کو برابر کے حقوق حاصل تھے۔ یہ معاشرہ عریانیت، اختلاط، حیا سوز قول و فعل اور زنا سے خالی تھا۔ شاز و نادر ایسے اخلاق سوز واقعات ہوتے تھے اور جو ہوتے تھے ان کو اس کی سزا بھی ملتی تھی۔ لیکن اخلاقی اصول مرد عورت کے تعلقات سے کہیں وسیع تر تھا۔ یہی اخلاقی اصول حکومت وسلطنت میں بھی پایا جاتا تھا۔ دھوکہ وفریب، چوری اور دوسرے کا مال غصب کرنے اور بہتان طرازی کا گزر نہیں تھا۔

یہ ایک سنجیدہ معاشرہ تھا ہر شخص اپنے معاملات میں مشغول تھا دوسرے کے معاملات میں بلاوجہ کوئی ٹانگ نہیں اڑاتا تھا۔ لوگ بے کار اور فضول کاموں میں اپنا وقت برباد نہیں کرتے تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ نے اس معاشرے کی زندگی میں اہم

حصہ لے رکھا تھا تمام شعبوں میں اس کی روح کارفرما تھی۔ کسی بھی مہم کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنے میں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ لوگوں کو فوجی تربیت دینے کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی۔ یہ ایک عبادت گزار معاشرہ تھا۔ لوگ فرائض اور نوافل کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے تھے۔ قرآن اور احادیث مبارکہ سے مستقل شغف رہتا تھا۔ کاروبار، خرید و فروخت ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی تھی۔ عورتیں اپنے گھریلو کام کاج کے دوران ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتی تھیں۔ اسی وجہ سے یہ اسلامی تاریخ کا مثالی دور قرار پایا۔ فتوحات کی تحریک پوری تاریخ میں تیز ترین تحریک ثابت ہوئی اور پچاس سال سے کم عرصہ میں مغرب میں بحر اوقیانوس سے لے کر مشرق میں ہندستان تک پھیل گئی۔ اسی طرح مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کا بغیر کسی زور زبردستی کے اسلام میں داخل ہونا اس کی اہم ترین خصوصیت تھی۔ ان کے اندر اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنی خوشی سے اسلام کو قبول کیا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ ۔ ڈاکٹر محمد احمد محمد اصلابی ۳۸۳۔۳۸۵)

14.19 ۔ عدل و انصاف

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عدل و انصاف کی فراہمی کے لئے حضرت عمر فاروق ؓ کو قاضی کے عہدے پر فائز کیا جبکہ ان کی معاونت کے لئے حضرت عثمان غنیؓ، اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرر فرمایا۔

اسلام نے حکام پر لازم کیا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کریں۔ زبان، وطن، معاشرتی حالات کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جائے۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی پروانہ کرے کہ محکوم دوست ہے یا دشمن، مالدار ہے یا فقیر، مزدور ہے یا کوئی بڑا تاجر۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاء بِالْقِسْطِ وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ O

(سورۃ المائدہ ۔ 8)

اے ایمان والو! اللہ کیلئے انصاف کی گواہی دینے کیلئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو (بلکہ) انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ عدل کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ عقلیں حیران ہو جاتی تھیں اور دلوں کو موہ لیتے تھے۔ آپؓ کی نگاہ میں عدل اسلام کی عملی دعوت تھی۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اسلام گھر کر جاتا تھا۔ لوگوں کے درمیان عطیات تک میں عدل کرتے تھے۔ اور لوگوں سے بھی تعاون کرنے کی درخواست کرتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے آپؓ کو قصاص کے لئے پیش کر دیا جوان کے عدل

اور خوفِ الٰہی کا مظہر ہے۔

(تاریخ الدعوۃ الی الاسلام فی عہد الخلفاء۔ص ۴۱۰)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی مقدمہ آپؓ کے پاس پیش ہوتا تو اس کا حل آپؓ اللہ کی کتاب (قرآن کریم) میں تلاش کرتے اگر اس میں مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم نظر نہ آتا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث وسنت میں تلاش کرتے اگر مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ اگر کتاب وسنت میں نہ ملتا تو لوگوں سے سوال کرتے کہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ کیا ہو۔ بعض اوقات لوگ اس کی خبر دیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا یا اس جیسا فیصلہ کیا ہے پھر آپؓ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ اور فرماتے کہ الحمدللہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو یاد رکھتے ہیں۔ اگر اس میں بھی کامیابی نہیں ہوتی تو علماء اور بزرگوں کو بلاتے اور ان سے مشورے کرتے جب وہ کسی رائے پر متفق ہوتے تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے۔

(موسوعہ فقہ ابی بکر الصدیقؓ: قلعجی ۱۵۵)

قولِ زریں!

فر من الشرف یتبعك الشرف

واحرص علی الموت

توھب لك الحیوٰۃ

جاہ و عزت سے بھاگو!

عزت تمہارے پیچھے آئے

گی، موت پر دلیر رہو! تم

کو زندگی بخشی جائے گی

سیّدنا ابوبکر صدیقؓ

15.0 ۔ ابوبکر صدیقؓ ۔ قرآن مجید کی گواہی

1 ۔ خیر فی سبیل اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى (1) وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى (2) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى (3) إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى (4) فَأَمَّا مَن أَعْطَى وَاتَّقَى (5) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى (6) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى (7).......... وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (17) الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى (18) وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَى (19) إِلَّا ابْتِغَاء وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى (20) وَلَسَوْفَ يَرْضَى (21)

(سورۃ اللیل)

رات کی قسم جب (دن پر) چھپا جائے۔۱۔ اور دن کی قسم جب چمک اٹھے۔۲۔ اور اس (ذات) کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے۔۳۔ کہ تم لوگوں کی کوشش طرح طرح کی ہے۔۴۔ تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیزگاری کی۔۵۔ اور نیک بات کو سچ جانا۔۶۔ اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے۔۷۔۔۔۔۔۔اور جو بڑا پرہیزگار ہے وہ (اس سے) بچا لیا جائے گا۔۱۷۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو۔۱۸۔ اور (اس لئے) نہیں (دیتا کہ) اس پر کسی کا احسان (ہے) جس کا وہ بدلا اتارتا ہے۔۱۹۔ بلکہ اپنے رب الاعلیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے۔۲۰۔ اور وہ عنقریب خوش ہو جائے گا۔۲۱۔

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے راہ خدا میں حضرت بلال ؓ اور دوسرے مجبور لوگوں کو (جو اسلام لانے کی وجہ سے کفار کے ظلم کا شکار تھے) خرید خرید کر آزاد کیا تو ایک روز ان کے والد حضرت ابوقحافہ ؓ نے جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے کہا!

پیارے بیٹے! میں دیکھتا ہوں تم کمزور اور حقیر غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو، کاش تم قوی اور کام کے آدمیوں کو آزاد کرواتے تو وہ تمہارے کام آتے اور تمہاری پشت پناہی کرتے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے یہ سن کر جواب دیا کہ

ابا جان! میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا طالب ہوں

اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ **وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى** حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی شان میں نازل ہوئیں۔

2 ۔ ثانی اثنین

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ذکر قرآن مجید میں: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْم O (سورۃالتوبہ ۔ 40)

اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تمہیں یاد ہوگا) جب اُن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسول اللہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔۴۰

3 ۔ تصدیق کرنے والے

﴿وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔

(سورۃالزمر ۔ 33)

مفسر امام فخر الدین رازیؒ اپنے مشہور تفسیر کبیر میں حضرت علی مرتضیٰؓ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سچ لانے والے سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں اور تصدیق کرنے والے سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

(تفسیر کبیر الزمر۳۳ ج۹ ص۴۵۲)

4 ۔ صدقہ کرنے والے

الَّذِیْنَ یُنفِقُونَ أَمْوَالَھُم بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرّاً وَعَلاَنِیَةً فَلَھُمْ أَجْرُھُمْ عِندَ رَبِّھِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُونَ O

(سورۃ البقرۃ ۔ 274)

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کا صلہ اللہ کے پاس ہے۔ اور اُن کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔۲۷۴

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چالیس ہزار دینار صدقہ کئے۔ دن میں دس ہزار دینار، رات کو دس ہزار دینار، چھپا کر دس ہزار دینار اور اعلانیہ دس ہزار دینار۔ تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر روح المعانی البقرۃ ۲۷۴ ج ۳ ص ۶۶)

5 ۔ رسول کریم ﷺ کے مشیر

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنتَ فَظّاً غَلِیْظَ الْقَلْبِ لاَنفَضُّواْ مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِی الأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ﴾

(سورۃ آل عمران ۔ 159)

(اے محمد ﷺ!) اللہ کی مہربانی سے تمہاری اُفتاد مزاج ان لوگوں کے لئے

نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو اُن کو معاف کردو اور اُن کیلئے (اللہ سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں اُن سے مشورہ لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزمِ مصمم کرلو تو اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔۱۵۹

امام جلال الدین سیوطیؒ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ وعمر فاروقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن غنمؒ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ارشاد فرمایا! اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔

(تفسیر الدر المنثور آل عمران ۱۵۰ ج ۲ ص ۳۵۰)

6 ۔ حق ادا کرنے والے

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا O (سورۃ النساء ۔ 33)

اور جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حقداروں میں تقسیم کردو کہ) ہم نے ہر ایک کے حقدار مقرر کردیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم عہد کر چکے ہو اُن کو بھی اُن کا حصہ دو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے سامنے ہے۔۳۳

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تو آپ ؓ نے قسم اٹھائی کہ میں اسے وراثت سے محروم کردوں گا۔ بعد میں جب وہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کرکے حکم دیا کہ انہیں ان کا حصہ دے دیں۔ (تفسیر درالمنثور النساء۳۳ ج۲ص۵۱۱)

7 ۔ اللہ کے محبوب

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ مَن یَرْتَدَّ مِنکُمْ عَن دِیْنِهِ فَسَوْفَ یَأْتِیْ اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِیْنَ یُجَاهِدُونَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلاَ یَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَن یَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌO

(سورۃ المائدہ ۔ 54)

اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔۵۴

حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور حضرت حسن ؓ و قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ اس

آیت میں جن لوگوں کے اوصاف بیان کیئے گئے ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے اصحاب کے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے بعد مرتدین اور زکوٰۃ کے منکرین کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ (تفسیر الدر المنثور المائدہ۵۴ ج ۳ ص۱۰۲)

امام علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنے کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ یہ آیات سیدّ نا ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

8 ۔ علم والے

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ☆

(سورۃ فاطر ۔ 28)

اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں بیشک اللہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔۲۸

علامہ محمود بن عبد اللہ الوسیؒ تفسیر روح المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اقوال کے مطابق یہ آیت کریمہ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی کہ آپؓ پر ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔

(تفسیر روح المعانی فاطر۲۸ الجزء۲۲ص۴۹۹)

9 ۔ راہ خدا میں تکالیف

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴾ (سورۃ فصلت / حم السجدہ ۔ 30)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ۔۳۰۔

مفسر امام فخر الدین رازیؒ اپنی مشہور تفسیر کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ آپؓ نے راہ خدا میں بہت تکالیف اٹھائیں لیکن دین اسلام پر صبر و استقامت کے ساتھ کاربند رہے۔

(التفسیر کبیر فصلت ۳۰ ج۹ ص۵۶۰)

10 ۔ اتباع کرنے والا

﴿ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ﴾ (سورۃ لقمان۔15)

اور اس شخص کی راہ پر چلو جو میری طرف متوجہ ہو کر چلے

مفسر قرآن علامہ محمود بن عبداللہ آلوسیؒ اس آیت مبارکہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں مَنْ أَنَابَ سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اس لئے کہ جب آپؓ ایمان لائے تو اس وقت آپ

نامی گرامی تاجر تھے آپ ؓ کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ اس وقت کے مشہور اور کم مشہور تاجروں میں آپ ؓ کی ایک امتیازی حیثیت تھی۔ اس لئے آپ ؓ کے ایمان لانے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ آپ ؓ کے قریبی تاجر دوست عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، سعید بن زید ؓ، عثمان بن عفان ؓ، طلحہ بن عبید اللہ ؓ، زبیر بن عوام ؓ، وغیرہ بہت حیران ہوئے اور اس حیرت انگیز خبر کی تصدیق کے لئے آپ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بے یقینی کی کیفیت میں آپ ؓ سے پوچھنے لگے۔ اے ابوبکر! یہ ہم نے کیا سنا ہے کہ آپ ؓ (حضرت) محمد بن عبداللہ (ﷺ) پر ایمان لے آئے ہیں۔ آپ ؓ نے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں اپنے اسلام لانے کا واقعہ سنایا۔ آپ ؓ نے اس طرح بیان فرمایا کہ انہوں نے سنتے ہی ایمان لانے کا فیصلہ کر لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت مبارکہ کا نزول ہوا۔ (روح المعانی لقمان ۱۵ الجزء ۲۱ ص ۱۱۸)

11 ۔ فضیلت والے

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

(سورۃ النور ۔ 22)

اور جو لوگ تم میں صاحبِ فضل (اور صاحبِ) وسعت ہیں وہ اس بات

کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ (خیرات) نہیں دیں گے ان کو چاہیئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔۲۲

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ جب ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ پر عبداللہ بن ابیؔ اور بدبخت منافقین نے تہمت لگائی تو رسول کریم ﷺ نہایت رنجیدہ ہوئے اور ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ بھی بہت مغموم ہوئیں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو رسول کریم ﷺ کے دکھی ہونے کا غم تھا۔ آپ ؓ کے بھانجے حضرت مسطح بن اثاثہ ؓ نے ام المومنین ؓ پر تہمت لگانے والوں کی تائید کی۔ چونکہ وہ بچپن ہی سے حضرت ابوبکرؓ کے زیر کفالت تھے۔ ان کے تمام اخراجات آپ ؓ ہی اٹھاتے تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر ؓ نے غصہ میں قسم کھائی کہ اب وہ مسطح ؓ کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت فرمائے۔ میں مسطح ؓ کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو نہیں روکوں گا۔ چنانچہ آپ ؓ نے ان کی مدد جاری رکھی۔

اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی فضیلت ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ؓ کو **أُولُوا الْفَضْل** فرمایا۔

(تفسیر الدرمنثور النور۲۲ ص۱۶۲،۱۶۳)

12 ۔ اچھے اوصاف والے

أَمَّـنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاء اللَّيْلِ سَاجِداً وَقَائِماً يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَـرْجُـو رَحْـمَةَ رَبِّـهِ قُـلْ هَـلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ O (سورۃ الزمر ۔ 9)

پھر تو تو دوزخیوں میں ہوگا (بھلا مشرک اچھا ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں زمین پر پیشانی رکھ کر اور کھڑے ہو کر عبادت کرتا اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہے کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اور نصیحت تو وہی پکڑتے ہیں جو عقلمند ہیں۔۹۔

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر خازن الزمر۹ ج۴ ص۵۰، تفسیر معالم التنزیل الزمر۹ ج۴ ص۶۳)

13 ۔ امن وامان سے آنے والا

إِنَّ الَّـذِيْـنَ يُلْـحِدُونَ فِيْ آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَن يُـلْـقَى فِيْ النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِيْ آمِناً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ O (سورۃ حم السجدہ ۔ 40)

جو لوگ ہماری آیتوں کو توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں

ہیں بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے (تو خیر) جو چاہو سو کر لو جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔۴۰۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ اس آیت میں " قیامت کے دن امن وامان سے آنے والا " سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔

(تفسیر درالمنثور فصلت ۴۰ ج ۷ ص ۳۳۰)

14 ۔ نیکیوں کی قبولیت

أُولَـئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَـن سَيِّـئَـاتِهِـمْ فِـيْ أَصْـحَـابِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِىْ كَانُوا يُوعَدُونَ O (سورۃ الاحقاف ۔ 16)

یہی لوگ ہیں جن کے اعمالِ نیک ہم قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے درگزر فرمائیں گے اور (یہی) اہلِ جنت میں (ہوں گے یہ) سچا وعدہ (ہے) جو ان سے کیا جاتا ہے۔۱۶

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر الدر منثور الاحقاف ۱۶ ج ۷ ص ۴۱۱)

15 ۔ اللہ سے ڈرنے والے

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ O

(سورۃ الرحمٰن ۔ 46)

اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں۔۴۶۔

ابن حاتمؒ نے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص۵۸)

16 ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا

لَا يَسْتَوِىْ مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُوْلَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنَى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرٌ O

(سورۃ الحدید ۔ 10)

جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کیئے وہ) برابر نہیں ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد و قتال کیا اور اللہ نے سب سے (ثواب) نیک (کا) وعدہ تو کیا ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان سے واقف ہے۔۱۰

اس آیت میں " فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے " سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے درمیان رسول کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔ اس محفل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے اور انہوں نے جو کرتہ پہنا ہوا تھا اس میں ببول کے کانٹے بطور بٹن لگے ہوئے تھے۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے جو کرتہ پہن رکھا ہے اس میں ببول کے کانٹے لگے ہوئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے جبرئیلؑ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ یہ سن کر جبرئیلؑ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! رب العزت انہیں سلام کہلوا رہا ہے اور یہ بھی ارشاد فرما رہا ہے کہ ابوبکر اپنی موجودہ حالت پر مجھ سے خوش ہیں یا ناراض؟ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے ابوبکرؓ! اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کہلوایا ہے اور یہ پوچھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے موجودہ حال میں اپنے رب سے راضی ہیں یا ناراض؟ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوگئی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں ہرگز نہیں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر الحدید۱۰ ج ۸ ص ۴۸)

17 ۔ ایمانی غیرت

لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَ هُمْ أَوْ أَبْنَاءَ هُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُوْلَئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ O (سورۃ المجادلہ ۔ 22)

جولوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان کے ہی لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔۲۲۔

یہ آیت بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد حضرت ابوقحافہؓ نے زمانہ جاہلیت میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہہ دئے

تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جا گرے۔ بعد میں آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو سارا ماجرہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا واقعی تم نے ایسا کیا؟ عرض کیا۔ جی ہاں! فرمایا! آئیدہ ایسا نہ کرنا۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں ان کا سر قلم کر دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح المعانی المجادلہ۲۲ الجزء۲۸ ص۳۲۳)

18 ۔ دلوں کی کدورتیں نکلنا

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَاناً عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ O

(سورۃ الحجر ۔ 47)

اوران کے دلوں میں جو کدورت ہوگی اس کو ہم نکال (کرصاف کر) دیں گے

(گویا) بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔۴۷

امام سیوطیؒ نے ابن عساکرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی المرتضٰیؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

19 ۔ اللہ کی رحمت

هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً O

(سورۃ الاحزاب ۔ 43)

وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے۔۴۳

امام سیوطیؒ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن حمید نے بحوالہ مجاہدؒ لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں ہے۔

16.0 ۔ ابوبکر صدیقؓ احادیثِ مبارکہ میں

16.1 ۔ احادیث مبارکہ میں ذکر

۱۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سریہ ذات السلاسل میں بھیجا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا لوگوں میں کون شخص آپ ﷺ کے نزدیک سب سے پیارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! عائشہ صدیقہؓ میرے نزدیک سب سے پسندیدہ ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سوال کیا اور مردوں میں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ان کے والد ابوبکر صدیقؓ۔ اس کے بعد کون؟ جواب دیا عمر بن خطابؓ اور اسی طرح کئی لوگوں کو شمار کیا۔

۲۔ حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنے کپڑے کو نخوت کے ساتھ لٹکاتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی فرمانے لگے کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ بھی نیچے لٹکا رہتا ہے۔ لیکن اس کے ذریعہ میں لوگوں سے معاہدے کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپؓ تو اس کو تکبر کے لئے نہیں کرتے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا! آج تم میں سے کسی نے روزہ کی حالت میں مزاح کیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ آج تم میں سے کوئی جنازہ کے پیچھے چلا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں۔ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے آج مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ میں نے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کسی نے بیمار کی مزاج پرسی کی؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری یہ سب باتیں جس کے پاس جمع ہوں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

۴۔ حضرت حنیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ پہاڑ پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ تھے۔ اس وقت زلزلہ آیا اور پتھر ہلنے لگے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اے پتھر ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر نبی (ﷺ)، صدیقؓ اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔ (پہاڑ حرکت کرنے سے رک گیا)

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مال سے جتنا فائدہ مجھے پہنچا ہے اور کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ یہ سن کے حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اور میرا جتنا مال ہے سب آپ ﷺ پر قربان ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب فی فضائل الاصحاب رسول اللہ ﷺ حدیث ۹۴ ج ا ص ۷۲)

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لے کر آئے تو میرے والد آرام کر رہے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے اور آپ میرے ساتھ ہوں گے۔ میں نے دیکھا کہ میرے والد خوشی کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ پھر آپؓ ان کے ساتھ چلے۔ دونوں نے تین دن غار میں قیام کیا اسی پر قرآن کی آیت ثانی اثنین نازل ہوئی۔

۸۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر اہلِ زمین میں سے ہوتے ہیں۔ میرے وزیر آسمان میں جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور زمین پر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔

(ترمذی شریف)

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر میں کسی کو خاص ولی اور دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ مگر ابوبکرؓ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی کو خاص دوست بنایا ہے۔

(مشکوۃ شریف)

۱۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے میرا ہاتھ پکڑ کر انہوں نے جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا تو میں بھی دیکھ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ! تم تو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔ (سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی خلفاء حدیث ۴۶۵۲ ج ۴ ص ۱۶۴)

۱۱۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس امت میں نبی کریم

ﷺ کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوبکر صدیقؓ احادیث کی روایات میں نہایت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ آپؓ سے مروی روایات کی تعداد ایک سو چوالیس (144) ہے۔ آپؓ سے بے شمار صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

صحبت اور مال کے لحاظ سے ابوبکرؓ کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور محبت کافی ہے۔ دیکھو! مسجد (نبوی) کی طرف تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دو سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے۔

(صحیح بخاری: ۶۳۵۴، صحیح مسلم: ۲۳۸۲)

حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں موجود تھے۔ ایک شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا!

﴿افتح له و بشره بالجنة﴾ اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے جو باغ میں داخل ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۳، صحیح مسلم: ۲۴۰۳)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، احد پہاڑ پر چڑھے تو زلزلہ کی وجہ سے پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا!

﴿اثبت احد فانما علیک نبی و صدیق و شھیدن﴾

اے احد! رک جا تیرے اوپر اس وقت ایک نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(صحیح بخاری:٣٦٨٦)

سیدنا عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں!

﴿لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اھل الارض لرجع به﴾

اگر ابوبکر کا ایمان اور زمین والوں کے ایمان کو تولا جائے تو ابوبکرؓ کا ایمان بھاری نکلے گا۔

(کتاب السنہ لعبداللہ بن احمد: ٨٢١ و سندہ حسن،
شعب الایمان للبیہقی: ٣٦ عقیدہ السلف اصحاب الحدیث للصابونی
ص٧٠، ١٧ ح١١٠/فضائل ابی بکر لخیثمہ الاطرابلسی ص١٣٣)

16.2 ۔ مقام صدیقؓ

1 ۔ عاشقِ رسول کریم ﷺ

امام ترمذیؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ جب مہاجر و انصار کی مجالس میں تشریف لے جاتے تو مجلس کا کوئی فرد

آپ ﷺ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ البتہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ ﷺ کی جانب نظریں بھر کر دیکھتے تھے اور مسرت کے عالم میں مسکراتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی آپؓ دونوں کو دیکھ کے مسکراتے رہتے تھے۔

ترمذی، حاکم، اور طبرانی نے لکھا ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ مسجد میں اس شان سے تشریف فرما ہوئے کہ آپ ﷺ کے دائیں بائیں ابوبکرؓ وعمرؓ تھے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا! روز محشر اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

2 ۔ نیکیوں کا شمار

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے: ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور رات روشن تھی اور ستارے آسمان پر چمک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہوں گی؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! ہاں وہ عمرؓ ہیں۔ پھر میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! میرے والد کی نیکیاں کس درجہ پر ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے صرف ایک نیکی کے برابر ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب الفصل الثالث حدیث ۶۰۶۸ ج ۳ ص ۳۴۰)

3 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ جنت میں

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! فرشتے ابوبکر ؓ کو روز قیامت لائیں گے اور انبیاء وصدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔

(کنزالعمال فصل ابی بکر الصدیق حدیث ۳۲۶۲۴ ج ۶ الجزء ۱۱ ص ۲۵۵)

4 ۔ محسن انسانیت ﷺ کا محسن

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھ پر جس کسی کا احسان تھا میں نے اس کا بدلہ چکا دیا۔ مگر ابوبکر ؓ کے مجھ پر وہ احسانات ہیں جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ روز قیامت انہیں عطا فرمائے گا۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکرؓ وعمرؓ حدیث ۳۶۸۱ ج ۵ ص ۳۷۴)

5 ۔ ابوبکر صدیق ؓ حدیث کے بہت بڑے عالم

حضرت امام جلال الدین سیوطی ؒ فرماتے ہیں!

حضرت ابوبکر صدیق ؓ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب کبھی کسی موقع پر صحابہ کرام ؓ کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو سب سے پہلے آپ ؓ کی طرف رجوع کرتے تو آپ ؓ انہیں رسول کریم ﷺ کی وہ احادیث طیبہ سناتے جو آپ ؓ کے قلب وباطن پر نقش ہوتی تھیں۔ آپ ؓ موقعہ کی مناسبت سے اور ضرورت کے وقت

وہ احادیث پیش کرتے جن کے متعلق دوسرے صحابہ کرامؓ کو علم نہیں ہوتا تھا۔

حضرت علامہ شمس الدین ذہبیؒ فرماتے ہیں! حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے شخص ہیں جو رسول کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ لینے میں سب سے زیادہ احتیاط فرماتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ا ص ۹)

آپؓ نے بہت کم احادیث روایت کی ہیں اس کی وجہ یہی احتیاط ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپؓ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے۔ آپؓ سے حدیث نقل کرنے والوں نے ہر حدیث نقل کر لی لیکن آپؓ کی مدت خلافت میں صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی اس بات کا محتاج نہ تھا کہ وہ آپؓ سے وہی روایت آگے نقل کرے جس میں وہ بذات خود آپؓ کے ساتھ شریک ہے۔ اس لئے صحابہ کرامؓ آپؓ سے صرف وہی حدیث نقل کرتے تھے جو ان کے پاس نہیں ہوتی تھی۔

(تاریخ الخلفاء: ص ۳۲)

6 ۔ روز قیامت سب سے پہلے قبر سے نکلنے والے

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کل روز قیامت سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور پھر ابوبکر و عمر نکلیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب

حدیث ۳۷۱۲ ج ۵ ص ۳۸۸)

7۔ رسول اللہ ﷺ کے جانشین

حضرت جبیر بن معطمؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے کسی معاملہ پر گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ فرمایئے کہ اگر میں آؤں اور آپ ﷺ کو نہ پاؤں (یعنی آپ ﷺ کی وفات ہو جائے) تو کس کے پاس جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ابوبکرؓ کے پاس جانا۔ (بخاری و مسلم)

مستدرک حاکم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ان کو بنی مصطلق کے لوگوں نے رسول کریم ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ کو پھر ان کے بعد عمرؓ کو اور پھر ان کے بعد عثمانؓ کا نام لیا۔

ریاض النضرۃ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی سے آپ ﷺ نے کچھ قرض لیا۔ اس نے پوچھا کے اگر میں آؤں اور آپ ﷺ نہ ملیں (یعنی آپ ﷺ کا وصال ہو چکا ہو) تو کس کے پاس جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پاس جانا اور ان کے بعد عمرؓ کا نام بتایا۔

8۔ مقام صدیقیت

ایک تو آپؓ کا لقب صدیق تھا دوسرے آپؓ کو مقام بھی " صدیقیت "

عطا ہوا۔ صدیقیت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے نبی اور رسول دنیا میں تشریف لائے ہر نبی کے بعد آنے والے نبی نے پہلے نبی کی تصدیق کی۔ رسول کریم ﷺ کے بعد چونکہ کسی اور نبی نے نہیں آنا تھا اس لئے اب " مصدق " کے بجائے " صدیق " کا منصب تجویز ہوا۔ گویا اب ختم المرسلین ﷺ کی تصدیق مصدق نہیں بلکہ صدیق کرے گا۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں ! صدیق اپنے قلب کو پوشیدہ، ظاہراً اور باطناً ہر پہلو سے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔ علم، عقیدہ، حال، آداب، اخلاق و محبت، تعلقات، اپنی پسند و ناپسند غرض ہر بات میں وہ رسول کا تابع ہوتا ہے۔ اس کو نہ تعریف کی تمنا ہوتی ہے اور نہ ظاہری فوائد کی۔ نہ کشف و الہام کا انتظار ہوتا ہے۔ (مدارض السالکین: ۱/۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے صدیق کے کچھ خصائص اور علامات بھی بیان فرمائی ہیں۔ جیسے وہ حق کے لئے جو نبی پر نازل ہوتا ہے اپنی جان و مال تک قربان کر دیتا ہے۔ حق سے محبت کی وجہ سے وہ کسی بات میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ وحی کے انوارات و تجلیات نبی کی روح سے چھن چھن کر صدیق کی روح پر عکس ڈالتے ہیں۔ یہ سب علامات حضرت ابوبکر صدیقؓ میں بکمال و تمام پائی جاتی تھیں۔ اس وجہ سے پیغمبر کے بعد نہ کوئی افضلیت کا مستحق ہے اور نہ ہی خلافت نبوت کا۔ (حجۃ اللہ البالغہ: ۲/۶۸۔۷۰)

نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی چیز یا مقام نہیں ہے۔اس کی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ اور احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ نبوت کے بعد صدیقیت کا مقام ہے۔

اس بات کو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا! آئینے اور بھی ہزاروں ہوتے ہیں اور آئینہ ہونے کی وجہ سے اصلاً انعکاس لئے مستعد ہیں لیکن کثافت اور زنگ کی وجہ سے فوراً عکس قبول نہیں کرتے اور کچھ عرصہ کی اور تزکیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ پھر زنگ اور کثافت کی بھی مختلف حالتیں اور مختلف مراتب ہیں۔ کوئی آئینہ جلد صاف ہو جاتا ہےاور کوئی دیر میں اور کسی کا زنگ اس حد تک پہنچ چکا ہوتا ہے کہ صاف ہونے کی امید باقی نہیں ہوتی۔ سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کے آئینہ مجلیٰ و مصفیٰ نے کس طرح پہلی نظر میں عکس قبول کرلیا تھا۔ یہ صدیقیت تھی جو جمال نبوت دیکھتے ہی پکار اٹھی۔ (واللہ ما ھذا بوجه کذاب) (تذکرہ :ص۱۱۱)

مولانا مزید فرماتے ہیں! نبوت کی قوت فاعلہ کے لئے صدیقیت کو ایک خاص قسم کا انفعال سمجھنا چاہئے۔ اس لئے ہر نبی کے ساتھ سب سے پہلی جماعت صدیقین ہی کی ہوتی ہے۔ اور اسی طرح ہر داعی حق اور ہر کشف وظہور حقیقت کے لئے ہمیشہ ایک گروہ ایسے باصلاحیت اصحاب کا ہوتا ہے جو پہلی نظر میں حق کو پہچان لینے والا اور سب سے پہلے حقائق کو پا لینے والا ہوتا ہے۔ اس کی فطرت میں حق کی طلب میں وہ مناسبت ہوتی ہے جو لوہے کو مقناطیس سے ہے۔ حالانکہ دوسری کمزور آنکھ اس وقت دیکھتی ہے جب وہ چیز بالکل سامنے آجاتی ہے۔ یا اجالا بہت زیادہ ہو چکا ہوتا ہے۔ (تذکرہ:ص۱۱۰) (صدیق اکبرؓ۔ حافظ اظہر محمود)

16.3 ۔ ابوبکر صدیقؓ کی شان میں ارشادات

۱) **ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی** (معجم طبرانی)
ابوبکرؓ سوائے نبیوں کے سب انسانوں میں افضل ہیں

۲) **ارحم امتی بامتی ابو بکر** (ترمذی شریف، موطا امام محمد)
میری امت میں میری امت پر مہربان سب سے زیادہ ابوبکرؓ ہیں

۳) **قال رسول اللہ ﷺ انا اول من تشق الارض عنه ثم ابو بکر ثم عمر** (ترمذی شریف، مستدرک حاکم)
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میرے اوپر زمین کشادہ ہوگی، پھر ابوبکرؓ کے پھر عمرؓ کے اوپر سے۔

۴) **قال رسول اللہ ﷺ انت صاحبی علی الحوض و انت صاحبی فی الغار** (ترمذی شریف)
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے ابوبکرؓ تم حوضِ کوثر میں میرے رفیق ہوگے اور تم غار میں بھی میرے رفیق تھے۔

۵) **مروا ابا بکر فلیصل بالناس** (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)
ابوبکرؓ کو میری طرف سے حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

۶) **ما اوحی الی شئی الا صبیة فی صدر ابی بکر** (الریاض النصرة)
جو وحی مجھ پر نازل کی گئی میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں نچوڑ دی

۷) **ما فضلکم ابو بکر بفضیلتة صوم و لا صلاة و لکن بشئی**

وقر بصدرة (الریاض النصرة)

ابوبکرؓ کو تم میں نماز وروزہ کی وجہ سے فضیلت نہیں ہے بلکہ فضیلت اس باوقار چیز کی وجہ سے ہے جوان کے سینہ میں ڈالی گئی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا ارشاد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ وفات پا گئے تو ہم نے اپنے معاملہ خلافت میں غور کیا۔ تو ہم نے پایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھایا تو جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا اس کو ہم نے دنیا کے لئے بھی پسند کرلیا اور منصبِ خلافت کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آگے بڑھا دیا۔

(طبقات ابن سعد: ۱۸۳/۳)

ثقہ فقیہ عابد تابعی امام مسروق بن الاجدعؒ فرماتے ہیں!

حب ابی بکر و عمر و معرفة فضلها من السنة

ابوبکرؓ اور عمرؓ سے محبت اوران کی فضیلت ماننا سنت ہے۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۱/۱۷۷ ح ۹۴۵ وسندہ حسن،
شرح اصول اعتقاد اہل السنہ والجماعۃ للالکائی ۲۳۲۲)

حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین الباقرؒ فرماتے ہیں!

من جهل ابی بکر و عمر رضی الله عنهما فقد جهل السنة

جس شخص کو ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل معلوم نہیں ہیں وہ شخص سنت سے جاہل ہے۔

(کتاب الشریعہ للآجری ص ۸۵۱ ح ۱۸۰۳ وسندہ حسن)

حضرت جعفر بن محمد الصادقؒ فرماتے ہیں!

بری اللّٰہ ممن تبراً من ابی بکر و عمر

اللہ تعالیٰ اس شخص سے بری ہے جو شخص ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بری ہے۔

(فضائل الصحابۃ للامام احمد ۱/۱۶۰ ح ۱۴۳ و اسنادہ صحیح)

حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقرؒ بیماری کی حالت میں فرماتے تھے!

اللّٰھم انی أ تولی أبا بکر و عمر و أ حبھما ، اللّٰھم اِن کان فی نفسی غیر ھٰذا فلا نا لتنی شفاعۃ محمد ﷺ یوم القیامۃ

اے اللہ! میں ابوبکرؓ و عمرؓ کو اپنا ولی مانتا ہوں اور ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر میرے دل میں ان کے خلاف کوئی بات ہو تو قیامت کے دن مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۷/۲۲۳ وسندہ حسن)

1۔ محبت علیؓ اور بغضِ شیخینؓ جمع نہیں ہو سکتے

حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں حضرت جحیفہؓ حاضر ہوئے اور آپؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! اے علی آپ اللہ کے حبیب ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں افضل ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ٹھہرو اے جحیفہ! حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخصیات ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری

محبت اور ابوبکرؓ وعمرؓ کا بغض جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی میری دشمنی اور ابوبکرؓ وعمرؓ کی محبت جمع ہو سکتی ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۵، کنز العمال کتاب الفضائل فضل الشیخین

حدیث ۳۶۱۳۶ ج ۷ الجزء ۱۳ ص ۱۱، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۶)

2 ۔ خلافت دنیا سے ختم ہو گئی

حضرت اسید بن صفوانؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوا تو اہل مدینہ رو رو کے نڈھال ہو گئے اور اس طرح بے چین ہو گئے جیسے رسول کریم ﷺ کے وصال کے وقت نڈھال اور بے چین ہو گئے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ تشریف لائے اور روتے ہوئے فرمایا! آج خلافتِ نبوت دنیا سے ختم ہو گئی۔

(اسد الغابۃ اسید بن صفوان ج ا ص ۱۴۱)

3 ۔ گستاخ صدیقؓ کو ملک بدر کر دیا

حضرت عبداللہ بن اسود حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کو قتل کرنے کے لئے تلوار منگوائی۔ لیکن لوگوں نے اس کی اصلاح کی امید دلائی تو آپؓ نے اپنا ارادہ بدل کر اسے ملک بدر کر دیا۔ اور ارشاد فرمایا! میں اس شہر میں ہوں یہ اس شہر میں نہیں ٹھہر سکتا اس لئے اسے جلا وطن کر کے ملک شام بھجوا دیا۔

(کنز العمال کتاب الفضائل فصل الشیخین حدیث ۳۶۱۵۱ ج ۷ الجزء ۱۳ ص ۱۳)

4 ۔ افضلیت

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اس کے دو وزیر تھے اہل آسمان سے اور دو وزیر تھے اہل زمین سے۔ سو میرے دو وزیر آسمان والوں سے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور اہل زمین سے ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔

حضرت خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں! مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اجماع کیا اور وہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ (**یا خلیفة رسول اللّٰہ**) کہہ کر پکارتے تھے اور آپؓ کے بعد یہ نام کسی کو نہیں دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ منورہ میں تیس ہزار مسلمان تھے۔ سب کے سب نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۃ رسول اللہ ﷺ قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کو خلیفہ مان کر خوش رہے۔

(تاریخ بغداد: ۱۰/۱۳۰،۱۳۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضلیت چار باتوں کی وجہ سے ملی ہے:

۱) امت میں مرتبہ عالیہ پانا۔ صدیقیت اسی سے مراد ہے۔

۲) ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی اعانت۔

۳) نبوت کے کاموں کو انجام تک پہنچانا۔

۴) آخرت میں اعلیٰ ترین مقام۔

بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ سب سے زیادہ افضل سمجھے جاتے تھے۔

5 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ آل فرعون کے مومن سے بہتر

سیّدنا علی المرتضیٰ ؓ ارشاد فرماتے ہیں! ایک دن میں نے دیکھا کہ کفار قریش نے نبی کریم ﷺ کو گھیر رکھا ہے اور مختلف قسم کی تکلیفیں دے رہے ہیں۔ ایک شخص آپ ﷺ پر دست درازی کر رہا ہے تو دوسرا نہایت بے دردی سے زدوکوب کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ بکواس بھی کرتا جا رہا ہے۔ تو ہی ہے جس نے تمام خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا بنا لیا ہے۔ سیّدنا علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا! خدا کی قسم! اس وقت پیارے آقا ﷺ کے کوئی بھی قریب نہیں گیا سوائے ابوبکر ؓ کے۔ آپ ؓ ایک قریشی کو پیٹتے اور دوسرے کو دھکا دیتے تیسرے کو دباؤ ڈالتے کہ پیچھے ہٹے اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے کہ افسوس ہے تم ایک ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

یہ فرمانے کے بعد حضرت علی ؓ نے اپنے اوپر سے چادر اٹھائی اور زار و قطار رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ ؓ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمایا! میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ کیا آل فرعون کا

مومن برتر تھا یا حضرت ابوبکر صدیقؓ؟ تمام لوگوں خاموش رہے آپؓ نے فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی کا ایک لمحہ آل فرعون کے اس مسلمان کے ہزاروں لمحوں سے بہتر ہے۔ ارے وہ شخص تو اپنا ایمان لوگوں سے چھپاتا تھا اور یہ پاکیزہ ہستی اپنے ایمان کا اعلانیہ اظہار کرتی ہے۔

(مسند البزار و مماروی محمد بن عقیل عن علی

حدیث ۱٦١٧ ض ۳ ص ۱۴، تاریخ الخلفاء ص ۲۸)

6 ۔ آل فرعون کا مومن کون تھا؟

یہ قبطی قوم کا ایک فرد تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا لیکن اس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا۔ اس کی قوم کو اس کے مسلمان ہونے کا علم نہیں تھا اس نے جب سنا کہ فرعون اور اس کے ساتھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو اس نے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی اور ان سے کہا کہ تم موسیٰ (علیہ السلام) کے درپے کیوں ہو اس نے تمہارا کیا جرم کیا ہے۔ اس نے کوئی قانون شکنی نہیں کی۔ محض تم اس کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل اور معجزات سے ثابت کر دی ہے۔ تمہارا معاشرہ تو بڑا ترقی یافتہ ہے تم اس کے ذاتی عقیدہ میں کیوں دخل اندازی کرتے ہو۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر بالفرض وہ غلط ہے تو خود ہی اپنے انجام کو پہنچ جائے گا ہمیں اپنے ہاتھ خون سے رنگنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس مومن کا ذکر پارہ ۲۴، سورۃ المومنون کی آیت ۲۸ میں یوں کیا ہے!

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيْمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلاً أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ وَإِن يَكُ كَاذِباً فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِن يَكُ صَادِقاً يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ O

اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا کہنے لگا کہ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار (کی طرف) سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کے جھوٹ کا ضرر اسی کو ہوگا اور اگر سچا ہوگا تو کوئی سا عذاب جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر واقع ہو کر رہے گا بیشک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو بے لحاظ جھوٹا ہو۔ ۲۸

7 ۔ آئمہ کرامؒ کی نظر میں مقام صدیق اکبرؓ

ابن عساکرؒ نے محمد بن زبیر سے روایت کی عمر بن عبدالعزیزؒ نے مجھے حسن بصریؒ کے پاس یہ دریافت کرنے بھیجا کہ لوگوں میں خلافتِ ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں مختلف رائے ہو گئیں ہیں آپؒ تسلی بخش اور مکمل جواب دیجئے۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں خلیفہ بنایا تھا؟ یہ سن کے حضرت حسن بصریؒ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا کیا عمر بن عبدالعزیز کو بھی اس معاملہ میں شک وشبہ ہے۔ بخدا

اللہ نے ان کو خلیفہ مقرر کیا کیونکہ وہ سب سے زیادہ عالم، متقی اور خدا ترس تھے۔ لوگ اگر ان کی خلافت نہ مانتے تب بھی وہ اسی طرح زندگی بسر کرتے۔

ابن عدیؒ نے ابوبکر عیاشؒ سے روایت کی ہے کہ ہارون رشید نے مجھ سے کہا! لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ کیوں تسلیم کیا! میں نے جواب دیا اے امیر المومنین! خلافتِ صدیق اکبرؓ پر اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ، اور تمام مسلمان خاموش رہے۔ اس پر ہارون رشید نے کہا! ذرا تفصیل سے بیان کرو تاکہ دل میں خلجان نہ رہے۔ میں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی علالت میں بلالؓ کو حکم دیا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ متواتر آٹھ دن تک نمازیں پڑھاتے رہے۔ اس دوران وحی آتی رہی لیکن رسول اللہ ﷺ پر اس سلسلہ میں کوئی مزید حکم نہیں آیا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ بھی خاموش رہے اور رسول اللہ ﷺ کی خاموشی کی وجہ سے تمام امت خاموشی سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھتی رہی۔ چنانچہ ہارون رشید کو یہ بات پسند آئی اور اس نے مجھے مبارک باد دی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۷۰)

8 ۔ علامہ آلوسیؒ کی نظر میں مقام صدیق اکبرؓ

صاحب تفسیر روح المعانی حضرت شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسیؒ فرماتے ہیں!

☆ مدارِنبوت کے قطب سرور دو جہاں ﷺ ہیں۔

☆ مدار صدیقیت کے قطب حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

☆ مدارِشہادت کے قطب حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔

☆ مدار ولایت کے قطب حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔

بعض لوگوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں پوچھا کہ ان کے درجات کس درجہ پر فائز ہیں۔ تو علامہؒ نے ارشاد فرمایا! چونکہ آپؓ نے رتبہ شہادت اور رتبہ ولایت دونوں میں حصہ پایا اس لئے عارفین کے نزدیک آپؓ ذوالنورین ہیں۔

(روح المعانی النساء۶۹ ج۵ ص۱۰۰)

17.0 ۔ خصوصیاتِ صدیقؓ

1۔ اولیاتِ صدیقؓ

وہ سعادتیں جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہل کی:

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

۲۔ سب سے پہلے قرآن کریم کا نام مصحف رکھا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے قرآن کریم جمع کیا۔

۴۔ سب سے پہلے شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار سے لڑے

۵۔ سب سے پہلے خلیفہ راشد ہیں۔

۶۔ سب سے پہلے خلیفہ جن کو ان کے والد کی حیات میں خلافت ملی۔

۷۔ سب سے پہلے خلیفہ جنھوں نے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

۸۔ سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔

۹۔ صحابہ کرامؓ میں سب سے پہلے اجتہاد کیا۔

۱۰۔ سب سے پہلے ان کا لقب خلیفہ ہوا۔

۱۱۔ سب سے پہلے لسان رسالت ﷺ سے دوزخ سے نجات کی خوشخبری ملی، اسلام میں سب سے پہلے ان کا لقب عتیق ہوا۔

۱۲۔ انبیاء کرام علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

۱۳۔ سب سے پہلے اسلام میں مسجد آپؓ نے بنائی۔ (مسجد نبوی کی قیمت کی ادائیگی کی)

۱۴۔ اسلام میں پہلا امیر حج آپؓ کو بنایا گیا۔

۱۵۔ رسول کریم ﷺ کے سب سے پہلے دوست تھے۔

۱۶۔ رسول کریم ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے تھے۔

۱۷۔ اپنے اسلام کا اظہار کرنے میں سب سے پہلے شخص تھے۔

۱۸۔ آپؓ پہلے خلیفہ ہیں جن کو خلافت کے کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔

۱۹۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام کے سب سے پہلے خطیب ہیں۔

۲۰۔ رسول اللہ ﷺ کے سب سے پہلے محافظ تھے۔

۲۱۔ سب سے پہلے اسلام کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والے ہیں۔

۲۲۔ سب سے پہلے اجتہاد اور استنباط احکام کے اصول مقرر کئے اور صحابہ کرامؓ میں سب سے پہلے اجتہاد کیا۔

۲۳۔ سب سے پہلے انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ سے لقب حاصل کیا۔

۲۴۔ سب سے پہلے صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا داماد بنایا۔

2 ۔ مسلسل رفاقتِ رسول اللہ ﷺ

اس بات سے تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اسلام لانے کے بعد سے رحلتِ سرور کائنات ﷺ تک سفر ہو یا قیام ہمیشہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ البتہ 9ھ کا حج اور اور بعض جہادی سرایا کے لئے آپ ﷺ کی

اجازت سے آپ ﷺ کے ساتھ نہ رہے۔ ہر حال میں ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ ؓ نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کے لئے سول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ غار حرا میں ساتھ رہے۔ جیسا کہ قران مجید میں ہے کہ غار میں دو ہی تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دوست سے کہا! خوف نہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ کئی مقام پر رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ آپ ؓ کی سیرت میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ جنگ حنین میں جبکہ دوسرے لوگوں نے راہ فرار اختیار کی آپ ؓ سائے کی طرح رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

ابن عساکرؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے باہم کہا کہ وہ دیکھو ابوبکر ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سائبان میں کھڑے ہیں۔ ابویعلی، حاکم، احمد بن حنبلؒ نے حضرت علی ؓ کی زبانی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اور ابوبکر ؓ سے فرمایا! تم میں سے ایک کی مدد جبرئیل ؑ اور دوسرے کی مدد میکائیل ؑ کر رہے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۴۷)

3 ۔ علم و فضل

حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام صحابہ کرام ؓ میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے۔ جب کسی مسئلہ میں صحابہ کرام ؓ میں اختلاف ہوتا تو مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سامنے پیش کیا جاتا اور آپ ؓ اس کا حل فرماتے۔ قرآن کریم کا علم آپ ؓ کو

سب سے زیادہ تھا۔ امام نووی ؒ نے " تہذیب " میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سب سے اچھے حافظِ قرآن تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ ؓ کو اپنی حیات میں نماز کا امام بنایا تھا۔ آپ ؓ سنت کا بھی کامل علم رکھتے تھے۔ سنتوں کے بارے میں صحابہ کرام ؓ آپ ؓ سے رجوع کرتے تھے۔ آپ ؓ کا حافظہ قوی تھا۔ آپ ؓ کو اٹھارا سال کی عمر سے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ پورے عرب بالعموم اور قریش کے بالخصوص ماہر نساب تھے۔ علم تعبیر میں آپ ؓ کو فوقیت حاصل تھی۔ حضرت امام محمد بن سیرین ؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ سب سے بڑے معبر (خواب کی تعبیر بتانے والے) ہیں۔ آپ ؓ کی گفتگو میں فصاحت ہوتی تھی اور صاحب الرائے مانے جاتے تھے۔ آپ ؓ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں فیصلے کرتے اور فتویٰ دیتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں ٹوکا۔

ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام صحابہ کرام ؓ میں زیادہ قرآن دان تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابیوں کا امام بنایا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ قوم کا امام اس شخص کو ہونا چاہیئے جو قرآن کریم کا سب سے زیادہ عالم ہو۔ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ ؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس قوم میں ابوبکر ؓ موجود ہوں وہاں آپ ؓ کے سوائے کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی امر ثابت ہے کہ آپ ؓ سب سے زیادہ احکام رسالت سے واقف تھے۔ جیسا کہ اکثر مرتبہ

صحابہ کرامؓ آپؓ سے رجوع کرتے تھے اور آپؓ انہیں احادیث نبوی ﷺ سناتے تھے۔ آپؓ مضبوط قوت حافظہ کے مالک تھے اور موقعہ کی مناسبت سے نہایت سمجھداری سے احادیث نبوی ﷺ بیان کرتے تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص۵۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے۔ ہم نے کسی کے پاس اس کا علم نہیں پایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جس نے کسی جگہ وفات پائی ہو اور اپنے وفات کے مقام پر دفن نہ کیا گیا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ مزید فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میراث کے بارے میں اختلاف ہوا تو کسی کے پاس اس کا علم نہیں پایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت میں ہمارا کوئی وارث نہیں بنایا جاتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

(ابن عساکرؒ ۔ کذا فی المنتخب الکنز)

4 ۔ خطابت و تقریر

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خطابت و تقریر کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ تمام اہم اور حساس موقعوں پر آپؓ نے برجستہ تقاریر کیں ہیں۔ مثلاً رسول اللہ

ﷺ کے وصال کے وقت اور سقیفہ بنوساعدہ میں۔ انہوں نے لوگوں کے جذبات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ان کو خونریزی اور اشتعال سے بچایا۔ آپ ؓ کی تقاریر لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی تھیں۔ آپ ؓ الفاظ کے چناؤ کا فن جانتے تھے۔

وفات نبوی ﷺ کی خبر کا صحابہ کرام ؓ کے کانوں کو یقین نہیں آ رہا تھا اور حضرت عمر فاروق ؓ تو اس بات کا یقین کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس صورت حال کو اتنی حکمت اور سمجھداری سے سنبھالا اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

ہاں جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اس کو جان لینا چاہئے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ سن لے کہ اللہ زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔

یہ سن کے سامعین (صحابہ کرام ؓ) کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ چیخ چیخ کر رونے لگے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین ہوگیا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب۔مناقب ابی بکر ؓ)

سقیفہ بنوساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے برجستہ اور فصیح و بلیغ تقریر کی جس کو سن کر حضرت عمر فاروق ؓ جیسے اخطب العرب کو اعتراف کرنا پڑا۔

ابوبکر ؓ مجھ سے زیادہ متین اور باوقار تھے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی تقریر کے لئے جو جملے سوچے تھے انہوں نے فی البدیہہ اسی قسم کے یا ان سے بہتر جملے کہے۔ (صحیح بخاری)

آپ ؓ کی تقریر میں سے چند فقرے مثال کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

" آج وہ حسین وروشن اور وفور شباب سے حیرت میں ڈالنے والے چہرے کہاں ہیں؟ آج بڑے بڑے شہروں کے بسانے والے اور ان کو قلعہ بند کرنے والے سلاطین کدھر گئے؟ آج بڑے بڑے غالب آنے والے مردِ میدان بہادر کیا ہوئے؟ زمانے کی گردش نے ان کی قوتیں پست کر دیں اور ان کے بازو توڑ دئے اور وہ قبر کی تاریکی میں سو گئے۔"

تقریر کرتے کرتے آپ ؓ پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ آپ ؓ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا! آج جس جگہ پر میں کھڑا ہوں پچھلے سال خود رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگے۔ اسی طرح ایک روز تین مرتبہ تقریر کا ارادہ کیا اور ہر مرتبہ ایک دو جملے کہہ کر آنسوؤں میں ڈوب گئے۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۲،۳)(تاریخ الخلفاء ص ۱۰۱)

5 ۔ فن کتابت

اسلام سے پہلے عرب میں بہت کم لوگ تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ گویا بحیثیت مجموعی ایک ان پڑھ قوم تھی۔ جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے ان کو بہت عزت واحترام سے دیکھا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کتابت وحی کی خدمت

بھی لیتے تھے۔ اہل سیر نے ان کو بالاتفاق کاتبان وحی کے زمرے میں شمار کیا ہے۔

6 ۔ شکرگزاری

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بے شمار کارنامے سرانجام دئے جو تاریخ اسلام میں سنہرے الفاظ سے درج ہیں۔ اللہ عزوجل نے بھی آپؓ پر بے شمار احسانات فرمائے اور آپؓ کو یارِ غار جیسا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکر ادا کرتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپؓ کی وہ دعا جو شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الاحقاف میں اس طرح کیا۔

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ إِنِّيْ تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ O

(سورۃ الاحقاف ۔ 15)

تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکرگزار ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح (وتقویٰ) دے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔۱۵

7 ۔ مالی قربانیاں

آپؓ تمام صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ وہ پرہیزگار ہے جو اپنا مال اسلام کے لئے اس غرض سے خرچ کرتا ہے تاکہ پاکیزہ ہو جائے۔ سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح اپنا مال خرچ کرتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مال بھی خرچ کرتے تھے۔ ابن عساکرؒ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عروہ بن زبیرؓ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بوقت اسلام لانے کے چالیس ہزار دینار تھے جو آپؓ نے تمام کے تمام رسول اللہ ﷺ کی خاطر خرچ کر دئے۔

9ھ میں جب غزوہ تبوک کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے اپیل کی کہ وہ حسب توفیق جنگ میں شمولیت کے لئے مال و متاع پیش کریں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے تین سو اونٹ، سو گھوڑے اور دو سو اوقیہ چاندی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چالیس ہزار درہم پیش کئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باری آئی تو آپؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے پوچھا! ابوبکرؓ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا!

" گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی کافی ہیں "

8 ۔ زہد و تقویٰ

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پانی طلب کیا۔ آپؓ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی اور شہد تھا۔ آپؓ نے اس برتن کو ہاتھ میں لے کر رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد جب آپؓ نے چہرہ پونچھا تو صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ آپؓ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع کر رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو فرمایا! دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس سے کہا کہ ہٹ مجھ سے دور ہو جا۔ میں بھی اس ڈر سے کہ کہیں پانی اور شہد کی وجہ سے دنیا مجھے نہ مل جائے اور میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کر بیٹھوں۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپؓ نے اپنا تمام مال اسباب بیت المال میں جمع کروا دیا اور فرمایا! میں اس مال کے ذریعہ تجارت کرتا تھا اور اس کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کا رزق تلاش کرتا تھا۔ اب میرا وظیفہ مقرر ہو گیا ہے تو مجھے مال و اسباب کی کچھ ضرورت نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپؓ کے اخراجات بیت المال سے ملنے والا وظیفہ سے چلنے لگے۔ آپؓ کا وظیفہ بہت کم تھا جو ضروریات کے لئے ناکافی تھا۔ ایک مرتبہ آپؓ کی اہلیہ نے حلوہ کھانے کی فرمائش کی تو آپؓ

نے فرمایا کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ میں تمہیں حلوہ کھلا سکوں۔ آپؓ کی اہلیہ نے آپؓ کی تنخواہ میں سے کچھ رقم بچانا شروع کر دی اور جب اس قابل ہوگئیں کہ حلوہ پکا سکیں تو انہوں نے یہ رقم حلوہ کا سامان خریدنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دی کہ وہ حلوے کا سامان خرید لائیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میری تنخواہ میں حلوہ نہیں پک سکتا تھا تو یہ رقم کہاں سے آئی۔ آپؓ کی اہلیہ نے تمام ماجرہ بیان کیا کہ کس طرح انہوں نے ہر ماہ تنخواہ سے بچا کر حلوے کے لئے جمع کر لئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب اپنی بیوی کی بات سنی تو فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کے اموال کا نگہبان بنایا ہے اور میں بیت المال سے اتنی رقم زیادہ لے رہا تھا کہ حلوہ پکا سکوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی تنخواہ میں کمی کر دی۔

حضرت ابوعمران جونیؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا! کاش! میں ایک مومن صالح کے پہلو کا کوئی بال ہوتا۔

(الزھد للامام احمد زھد ابی بکر الصدیق الرقم ۵۶۰ ص ۱۳۸)

حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! اے کاش! میں سبزہ ہوتا جسے جانور کھا جاتے۔

(جمع الجوامع مسند ابی بکر الصدیق حدیث ۱۷۴ ج ۱۱ ص ۴۱،
طبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر وصیۃ ابی بکر ج ۳ ص ۱۴۸)

حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں! نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ واحد شخص تھے جو ایسی بات کہنے سے سب سے زیادہ ڈرتے تھے جو ان

کے علم میں نہ ہوتی۔

(طبقات الکبریٰ لابن سعد طبقات البدرین ابوبکر الصدیق
ذکر الغار والھجرۃ الی المدینہ ض ۳ص ۱۳۲)

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے ذریعہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَن يَعْمَلْ سُوءاً يُجْزَ بِهِ وَلاَ يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللّهِ وَلِيّاً وَلاَ نَصِيراً﴾

(سورۃ النساء۔۱۲۳)

(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر۔
جو شخص بُرے عمل کرے گا اُسے اُسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ
اللہ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔۱۲۳

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے ابوبکرؓ! کیا میں تمہیں وہ آیت نہ سناؤں جو مجھ پر ابھی نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا! جی ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے یہی آیت مبارک تلاوت فرمائی۔ جیسے ہی میں نے یہ آیت سنی تو (اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب) مجھے ایسا لگا کہ میری کمر کی ہڈی ٹوٹ جائے گی میں نے درد کی وجہ سے انگڑائی لی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے ابوبکرؓ! گھبراؤ نہیں! تم اور تمہارے مومنین دوستوں کو اس کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرو گے کہ

تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ لیکن دوسرے لوگوں کے گناہ جمع ہوتے رہیں گے کہ ان کو قیامت کے دن ان کا بدلہ دیا جائے گا۔

(سنن ترمذی کتاب التفسیر عن رسول اللہ ﷺ ومن سورۃ النساء حدیث ۳۰۵۰ ج ۵ ص ۳۱)

حضرت قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے پوچھا! **متی توتر** یعنی اے ابوبکر ؓ! تم وتر کس وقت ادا کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا! **اوتر من اول اللیل** یعنی میں رات کے اول حصہ میں بڑھ لیتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ کے حضرت عمر ؓ سے پوچھا؟ **متی توتر** یعنی اے عمرؓ! تم وتر کو وقت ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا **آخر اللیل** یعنی میں رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے لئے ارشاد فرمایا! **اخذ ھٰذا بالحزم** ابوبکر ؓ نے یہ طریقہ احتیاط کی وجہ سے اختیار کیا اور حضرت عمر ؓ کے لئے ارشاد فرمایا کہ **اخذ ھٰذا بالقوّہ** یعنی عمر ؓ نے یہ طریقہ قوت کی وجہ سے اختیار کیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الوتر قبل النوم حدیث ۱۴۳۴ ج ۱ ص ۹۴)

9 ۔ صائب الرائے

حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام صحابہ کرام ؓ میں نہایت اعلیٰ گفتار و کردار کے مالک تھے۔ عقلِ کامل کے حامل اور صائب الرائے تسلیم کئے جاتے تھے۔ امام الرازی ؒ نے اپنی الفوائد میں اور ابن عساکر ؒ نے عمرو بن عاص ؓ کی زبانی لکھا ہے

کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جبرئیلؑ نے آ کر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ﷺ ابوبکرؓ سے مشورے کرتے رہیئے۔ طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے معاذ بن جبلؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجنا چاہا تو صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور اس مجلس شوریٰ میں طلحہؓ، زبیرؓ، اسید بن خضیرؓ بھی موجود تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے سے اتفاق کیا۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے مجھ سے رائے دریافت کی تو میں نے عرض کیا کہ میری بھی رائے ابوبکرؓ کے موافق ہے۔ اس پر سرور کائنات ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کو بر سرآسمان یہ ناپسند ہے کہ ابوبکرؓ کوئی غلطی کریں۔ طبرانی نے اوسط میں سہل بن ساعد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ نہیں کہ ابوبکرؓ کوئی بھی غلطی کر سکیں۔ (تاریخ الخلفاء ص۵۴)

10 ۔ کردار کی پاکیزگی

دور جاہلیت میں بھی آپؓ پاک دامنی میں اپنی مثال تھے۔ آپؓ نے کبھی شراب نہیں پی۔ اسلام سے پہلے بھی آپؓ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر عالی مقام عطا کیا تھا کہ اسلام سے قبل قریش کے معاشرے میں بلند انسانی قدروں، اخلاق حمیدہ اور عاداتِ کریمہ کا اتنا بڑا سرمایہ رکھتے تھے۔ اہل مکہ بھی اس بات کی گواہی دیتے تھے۔

قریش میں ایسا کوئی نہیں نظر آتا تھا جو ان پر کسی قسم کے عیب کا الزام لگا سکے۔ ان کے نزدیک آپؓ کے اندر صرف یہ خرابی تھی کہ آپ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے تھے۔

ابن عساکرؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اچھے خصائل تین سو ساٹھ ہیں۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھ میں بھی کوئی ہے۔ ارشاد ہوا کہ مبارک ہو تمام خصائل حسنہ تم میں موجود ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص۶۴)

11 ۔ خدمت خلق

حضرت انیسہؓ سے روایت ہے کہ قبیلے کی باندیاں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اپنی بکریاں لاتیں اور آپؓ ان کی بکریوں کا دودھ دوھ دیتے تھے۔ آپؓ خلیفہ بننے کے بعد بھی بکریاں چرانے لے جایا کرتے تھے اور ان کا دودھ دوہتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ایک بوڑھی نابینا عورت مدینہ منورہ کے نواح میں رہتی تھی۔ وہ بوڑھی عورت اس قدر کمزور تھی کہ گھر کا معمولی کام کاج بھی نہیں کر سکتی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو جب اس بوڑھی نابینا عورت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے سوچا کہ میں جا کر اس بوڑھی نابینا عورت کا کام کاج کر آؤں۔ جب آپؓ اس بڑھیا کے گھر پہنچے تو آپؓ نے دیکھا کہ اس نابینا

بڑھیا کے گھر کی صفائی ہوئی ہے، گھر میں پانی بھرا ہوا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نابینا بڑھیا سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کوئی شخص صبح سویرے آتا ہے اور میرے گھر کی صفائی کرتا ہے، پانی بھرتا ہے مجھے کھانا کھلاتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نابینا عورت کی بات سننے کے بعد ارادہ کیا کہ اگلے روز علی الصبح آئیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کون شخص ہے جو تمام کام کر کے جاتا ہے۔ جب آپؓ اگلے روز فجر کے بعد آئے تو دیکھا کہ وہ شخص گھر کے تمام کام کاج کر کے جا چکا ہے۔ پھر آپؓ نے ارادہ کیا کہ اب میں فجر سے پہلے آؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کون شخص ہے۔ اگلے دن آپؓ فجر سے پہلے اس نابینا بڑھیا کے گھر آئے تو آپؓ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس گھر کی صفائی کر رہے ہیں۔ صفائی کرنے کے بعد انہوں نے پانی بھرا اور اس بوڑھی عورت کو کھانا کھلایا اور چلے گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ یہ منظر دیکھ کر فرمانے لگے۔ اللہ کی قسم! ابوبکرؓ سے سبقت لے جانا ممکن نہیں۔

ترمذی و احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! میری امت میں میرے امتیوں کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے اور رحمدل ابوبکرؓ ہیں۔

12 ۔ سادگی وانکساری

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنا کام خود کرتے تھے بلکہ دوسروں کی خدمت کرنے

کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ دوران سفر اگر گھوڑے کی لگام ہاتھ سے گر جاتی تو خود ہی گھوڑے سے اتر کر لگام اٹھاتے۔ خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ ؓ کی عجز و انکساری میں کوئی کمی نہیں آئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں یمن کا بادشاہ شاہانہ لباس میں حاضر ہوا تو وہ آپؓ کے سادہ لباس کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اسراف وفضول خرچی کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے۔ بیت المال سے جب نیا لباس لیتے تو پرانا لباس بیت المال میں جمع کروا دیتے۔

حضرت ابوحاتم اصمعی ؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تعریف کی جاتی تو اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہوئے فرماتے! اے الہ العٰلمین! تو میری ذات کو مجھ سے بہتر جانتا ہے اور میں اپنی ذات کو ان لوگوں سے بہتر جانتا ہوں۔ اے رب العالمین! مجھے ان لوگوں سے اچھا بنا دے اور میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے جن کا انہیں علم نہیں اور میرے متعلق جو کچھ یہ کہتے ہیں ان پر میرا مواخذہ نہ فرما۔

(کنز العمال کتاب الفضائل باب فضائل الصحابۃ فصل الصدیق شمائلہ واخلاقہ حدیث ۳۵۶۹۹ ج ا الجزء ۱۲ ص ۲۳۸، تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۲)

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! اللہ کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹا اور کھایا جاتا۔

(الزھد للامام احمد زھد ابی بکر الصدیق الرقم ۵۸۱ ص ۱۴۱)

13 ۔ رزق حلال میں احتیاط

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ایک غلام جب اپنی آمدنی لے کر آتا تو آپ ؓ اس میں سے اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک اس کے بارے میں پوچھ نہ لیں کہ کیسے کمایا۔ اگر پسندیدہ ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسندیدہ ہوتی تو منع کر دیتے۔ ایک روز بھول گئے اور بغیر پوچھے کھا لیا۔ پھر خیال آیا تو اس سے پوچھا اس نے جب بتایا تو وہ آپؓ کی ناپسندیدہ چیزوں میں سے تھی۔ آپ ؓ نے اپنا ہاتھ حلق میں ڈال کر قے کر دی۔

(الزہد لامام احمد بحوالہ تاریخ اسلام للحمیدی)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی یہ واضح مثال ہے۔ آپ ؓ کھانے پینے میں حلال کو تلاش کرتے اور متشابہات سے حد درجہ بچتے تھے۔ آپ ؓ کی یہ عادت انتہائی درجہ کے تقویٰ کی دلالت کرتی ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کا دارومدار رزق حلال پر منحصر ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ

”وہ (بندہ) اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یا رب یا رب کہتا ہے، لیکن اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، اس کی پرورش حرام مال سے ہوئی تو اس کی دعا کہاں قبول ہو۔“

14 ۔ امت کو تیمّم کا تحفہ

روایت ہے کہ اس موقع پر حضرت اسید بن حضیرؓ نے فرمایا! اے آل ابوبکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی اس سے پہلے بہت سی برکتیں تمہاری وجہ سے امتِ مسلمہ کو ملی ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) روایت کرتی ہیں ہم کسی سفر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمراہ تھے۔ ہم جب بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو ڈھونڈنے نکلے کچھ اور بھی ساتھ تھے۔ ڈھونڈتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پانی نہ تھا لہٰذا لوگ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس گئے اور کہا آپ دیکھتے نہیں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کیا کیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)اور ہم سب کو ٹھہرالیا اور اب پانی بھی نہیں ہے تو حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے زانو پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ انہوں نے کہا تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہم سب کو ٹھہرالیا اور ان کے پاس پانی بھی نہیں ہے اور غصہ ہوئے اور جو کچھ اللہ نے چاہا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ میرے کولہے میں کونچا دینے لگے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے زانو پر سر مبارک رکھے سو رہے تھے اس لئے میں حرکت نہ کر سکی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیدار ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیمّم کے بارے میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ سب نے تیمّم کیا۔ حضرت اسید بن حضیر (رضی اللہ

تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ اے آل ابوبکرؓ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہیں جس سے مومن فیض یاب ہوئے بلکہ اس سے قبل بھی فیض پہنچ چکا ہے۔ اس کے بعد جس اونٹ پر میں بیٹھی ہوئی تھی وہ اٹھا تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ط وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ط مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ☆ (سورۃ المائدہ ۔ ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اپنے سر کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمت دھولو اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو۔ ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو آیا ہو۔ یا تم عورتوں سے ملے ہو اور

تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔ اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے۔ تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کا کس درجہ خیال رکھتے تھے اور جس چیز سے آپ ﷺ کو تکلیف و مشقت پہنچے اسے برداشت نہیں کرتے تھے۔

15 ۔ ابوبکرؓ ! اللہ تمہیں بخش دے

ربیعہ اسلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ پھر کہا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک زمین عطا کی اور ابوبکر ؓ کو بھی میرے ساتھ ایک زمین عطا کی۔ ان میں پھل دار کھجوروں کے درخت لگے ہوئے تھے۔ ایک پھلدار کھجور کے درخت کے بارے میں ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا کہ یہ میری زمین میں ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کچھ سخت بات کہہ دی پھر بعد میں نادم ہوئے اور مجھ سے کہا کہ ربیعہ تم بھی مجھے ایسی ہی بات کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا کہ یا تو تم مجھے ایسی بات کہہ دو ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ نہیں کروں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول ﷺ کے پاس چلے گئے اور میں بھی

ان کے پیچھے پیچھے آ گیا۔ بنو اسلم کے کچھ لوگ بھی میری حمایت میں میرے ساتھ ہو لئے اور کہا کہ تم نے جو کہنا تھا کہا اور اب کس لئے رسول اللہ ﷺ کی مدد لینے کے لئے آئے ہو۔

ربیعہ اسلمیؓ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے یہ کون ہیں۔ یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں، یہ یار غار ہیں، یہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں، خبردار اگر انہوں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کے پاس دیکھ لیا کہ تم میری مدد کے لئے آئے ہو تو یہ غصہ میں رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیں گے اور پھر آپ ﷺ بھی مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ اور ان دونوں کے غصہ ہونے کی وجہ سے اللہ بھی ناراض ہو جائے گا اور ربیعہ ہلاک ہو جائے گا۔ ان لوگوں سے کہا کہ واپس لوٹ جاؤ۔ میں اکیلا ان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پورا واقعہ جوں کا توں بیان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا، ان کو جواب مت دو بلکہ تم یہ کہو! (**غفر اللہ لک یا ابا بکر**) ابوبکر تمہیں اللہ بخش دے۔ میں نے ایسا ہی کہا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ روتے ہوئے واپس چلے گئے۔

(مسند احمد ۵۸/۴)

16 ۔ غصہ پی جانا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ یہ

کیفیت دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ جب وہ شخص حد سے بڑھ گیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی باتوں کا جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہو کر اٹھ کر چل دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! وہ شخص آپ ﷺ کی موجودگی میں مجھے بُرا بھلا کہہ رہا تھا جب وہ حد سے بڑھ گیا تو میں نے اس کی باتوں کا جواب دیا تو آپ ﷺ ناراض ہو کر چل دیئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے اس کو جواب دے رہا تھا۔ لیکن جب تم نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو شیطان پہنچ گیا اور میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں حق ہیں۔ جب کسی بندے پر ظلم ہو وہ اسے اللہ کے واسطہ نظر انداز کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا کرتا ہے اور اس کی مدد فرماتا ہے۔ جو شخص عطیہ دینے کے لئے دروازہ کھولتا ہے اور اس کا مقصود صلح رحمی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مزید عطا کرتا ہے۔ جو شخص کثرت مال کے لئے مانگنا شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دیتا ہے۔ (الدر المنثور للسیوطی: ۲/۴/۷، مجمع الزوائد: ۱۹۰/۸)

17 ۔ خوف الٰہی

محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں! نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ قیس کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا

کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی زبان کو پکڑ کر فرما رہے ہیں کہ یہی ہے جو مجھے ہلاکت کی جگہ پہنچاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ روؤ اور اگر رو نہیں سکتے تو رونے کی صورت بناؤ۔ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! واللہ میری خواہش یہی ہے کہ میں یہ درخت ہوتا جو کاٹ لیا جاتا یا کھا لیا جاتا۔ نیز فرمایا! میری خواہش یہ ہے کہ میں بندہ مومن کا بال ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خوف ورجا کے پیکر تھے جس کی وجہ سے آپؓ ہر مسلمان کے لئے جو آخرت میں کامیابی کا طالب ہو عملی نمونہ تھے چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم، قائد ہو یا سپاہی۔

(تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ، الزہد للامام احمد)

18 ۔ ایمان کی پختگی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ رب العالمین پر پکا اور گہرا ایمان تھا۔ آپؓ ایمان کی حقیقت کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ کلمہ توحید آپؓ کے دل میں گھر کر چکا تھا اس کا اثر آپؓ کے عمل اور کردار سے جھلکتا تھا اور پوری زندگی یہ اثر قائم رہا۔ اعلیٰ اخلاق کے حامل رہے اور اخلاق رذیلہ سے ہمیشہ اجتناب کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واقتداء اور شریعت کے احکام کی سختی سے پابندی کی۔ آپؓ کے ایمان اور یقین کی برابری کوئی صحابی نہیں کرسکتا تھا۔

حضرت ابوبکر بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ

پر صوم وصلوٰۃ کی کثرت کی وجہ سے سبقت نہیں لے گئے بلکہ وہ ایمان جوان کے دل میں پیوست ہو چکا تھا کی وجہ سے سب سے بلند مقام پر تھے۔

(فضائل الصحابہ للامام احمد)

ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا؟ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک میزان آسمان سے اتری تو آپ ﷺ اور ابوبکر ؓ کو وزن کیا گیا تو آپ ﷺ بھاری نکلے پھر ابوبکر ؓ اور عمر ؓ کو وزن کیا گیا تو ابوبکر ؓ وزنی ٹھہرے، پھر عمر ؓ اور عثمان ؓ کو وزن کیا گیا تو عمر ؓ وزنی ٹھہرے پھر میزان اٹھا لیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

(خلافة نبوة ثم يؤتی اللّٰه الملک من يشاء)

یہ خلافت کی طرف اشارہ ہے پھر اللہ تعالیٰ ملک وسلطنت جس کو چاہے دے گا۔

(سنن ابوداؤد: ۴۶۳۴، الترمذی: ۲۲۸۸)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا! ایک شخص گائے لے جا رہا تھا، اس پر سوار ہو گیا اور اس کو مارا تو گائے نے کہا! ہم اس لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم کھیتی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ بات سن کے لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ گائے بات کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں اس پر ایمان رکھتا

ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا! ایک شخص بکریاں لئے ہوئے تھا اتنے میں ایک بھڑیا حملہ آور ہوا اور ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا۔ وہ شخص اس کے پیچھے بھاگا اور اس سے بکری چھین لی تو بھیڑئے نے اس سے کہا! اس کو آج تو تو نے بچا لیا ہے لیکن درندوں کے دن کون اس کے لئے ہوگا، جس دن میرے سوا کوئی اس کا چرواہا نہ ہو گا۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا! سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۸)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک تجارتی قافلہ جمعہ کے دن آیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگ اٹھ کے اس تجارتی قافلہ کی طرف چل دئے صرف بارہ افراد رہ گئے جن میں ابوبکرؓ وعمرؓ بھی تھے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَإِذَا رَأَوۡا تِجَارَةً أَوۡ لَهۡواً انفَضُّوا إِلَيۡهَا وَتَرَكُوكَ قَائِماً
قُلۡ مَا عِندَ اللّٰهِ خَيۡرٌ مِّنَ اللَّهۡوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ
وَاللّٰهُ خَيۡرُ الرَّازِقِيۡنَ O

(سورۃ الجمعہ ۔ 11)

اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور

تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔۱۱۔

(صحیح المسلم کتاب الجمعۃ باب فی قولہ تعالیٰ: [واذا راوا تجارۃ۔۔۔الخ]

۳۸، ۸۶۳/۳۶۔ابن حیان: ۶۸۷۶، ۶۸۷۷)

19 ۔ نفاق کا خوف

حضرت حنظلہ اسیدیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میری حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے حنظلہؓ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! سبحان اللہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا! جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت اور جہنم کی یاد دلاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آتے ہیں اور بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سے باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کیفیت تو میری بھی ہوتی ہے۔ پھر میں اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! حنظلہؓ منافق ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا کیا مطلب ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت اور جہنم کی یاد دلاتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی

آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ہر وقت تمہاری وہی حالت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے اور ہر وقت اللہ کی یاد میں رہو تو فرشتے تمہارے بستروں اور تمہارے راستوں پر تم سے مصافحہ کریں۔ لیکن اے حنظلہ! کبھی یہ (ذکر الٰہی کی کیفیت) ہوتی ہے اور کبھی وہ (دنیاوی مشغولیت کی کیفیت)۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔

(یعنی اتنا ہی کافی ہے کہ کبھی تمہاری یہ کیفیت ہو اور کبھی وہ)۔

(صحیح المسلم کتاب التوبۃ باب فضل دوام الذکر والفکر۔الخ: ۲۷۵۰)

20 ۔ صداقت

حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرمایا کرتے تھے! سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے امت کی قیادت کے لئے اپنے بنیادی اصول کا اعلان فرمایا کہ سچائی حاکم اور رعایا کے درمیان تعلق کی بنیاد ہے۔ اس حکیمانہ سیاسی اصول کا امت کی قوت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور حاکم اور عوام کے درمیان اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔ یہ سیاسی خصلت اسلام کی دعوت صدق سے پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّٰهَ وَكُونُواْ مَعَ الصَّادِقِيْنَO

(سورۃ التوبہ ۔ 119)

اے اہلِ ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کیساتھ رہو۔119

21 ۔ تصوف اور صدیق اکبرؓ

طریقت یا تصوف کی اصطلاح عہد رسالت اور عہد صدیقی میں موجود نہیں تھی۔ لیکن بعد میں جن اوصاف پر طریقت یا تصوف کی بنیاد رکھی گئی وہ سب صحابہ کرامؓ میں موجود تھے۔ کسی میں زیادہ کسی میں کم۔ تصوف کے ان اجزاء میں کچھ درج ذیل ہیں:

خشیت الٰہی، زہد وتقویٰ، پابندی شریعت، توکل علی اللہ، تواضع، عبرت پذیری، عجز وانکسار، رقت قلب، فقر واستغنا، صبر وتحمل، شفقت علی الخلق، زبان کی حفاظت، رضا، محبتِ رسول اللہ ﷺ ۔

تصوف میں صوفیاء کرام کی سب سے بڑی سند صدیق اکبرؓ ہیں، صوفی ہونے کی شان صفا آپؓ ہی کا خاصہ تھی۔ اس لئے صفا حقیقی کے لئے ایک اصل اور ایک فرع ہے۔ اصل تو دل کا ماسوا اللہ تعالیٰ سے منقطع ہونا ہے اور فرع دل کا دنیا کی محبت سے خالی کر دینا ہے۔ یہ دونوں صفات حضرت ابوبکر صدیقؓ میں انتہائی گہرائی کے ساتھ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ وہ ہستی ہیں جنہیں امام اہل طریقت اور مقتداء اہل تصوف کہا جا سکتا ہے۔ یہی وہ پاک باطن تھے جن کا قلب اغیار سے اس قدر صاف تھا کہ صحابہ کرامؓ میں بھی کوئی اس کا ہمسر نہیں تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! جب مجھ پر دنیا وسیع ہو جائے تو مجھے آفات سے محفوظ رکھ یعنی مال عطا فرما تا کہ اس کا شکر ادا کروں اور پھر ایسی توفیق عطا فرما کہ تیرے لئے اس سے ہاتھ کھینچ لوں اور پھر اس سے مستغنی ہو کر منہ پھیر لوں تا کہ مجھے شکر گزاری اور انفاق فی سبیل اللہ کا درجہ حاصل ہو جائے اور درجہ صبر کا اس قدر عطا فرما کہ فقر کی حالت میں مضطرب نہ ہو جاؤں تا کہ میرا فقر اختیاری ہو۔

ایک دفعہ آپؓ نے فرمایا!

اللہ کی قسم! میں اس خلافت اور امارت کا حریص نہیں ہوں اور نہ تھا اور کسی دن رات میں اس کی خواہش میرے دل میں نہیں ہوئی اور میری رغبت اس کی طرف نہیں اور نہ میں نے کبھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خفیہ یا اعلانیہ اس کے لئے دعا کی اور مجھے اس میں کوئی راحت اور خوشی نہیں۔

بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ صادق کو کمال صدق پر پہنچا دیتا ہے تو وہ کسی معاملہ کو اپنے اختیار میں نہیں رکھتا بلکہ منتظر ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی کی طرف سے کیا حکم صادر ہوتا ہے پھر اگر حکم وارد و صادر ہوتا ہے کہ فقیر بن کر رہ تو فقیری کو پسند کر لیتا ہے اور حکم آتا ہے کہ امارت پر متمکن ہو تو امیر بن جاتا ہے کسی معاملہ میں اسے اپنے اختیار کا تصرف و اختیار نہیں ہوتا نہ وہ خود کسی معاملہ میں تصرف کرنا چاہتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کہ آپؓ نے ابتداء میں بھی تسلیم و رضا ہی اختیار فرمائی اور انتہا میں بھی تسلیم و رضا کے محور پر رہے چنانچہ تسلیم و رضا کے مسئلہ پر جتنے بعد

میں ہوئے سب کے سب آپ ؓ کو اپنا امام و پیشوا مانتے چلے آرہے ہیں اور آپ ؓ تمام ارباب تسلیم ورضا کے امام اور اہل طریقت کے خاص پیشوا ہیں۔
(کشف المحجوب)

سب سے پہلے تزکیہ نفس کے لئے کلمہ طیبہ کا طریقہ ذکر کی تلقین حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کی۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ توحید میں بزرگ تر کلام حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا یہ مقولہ ہے:

﴿ سُبُحَانَ مَنُ لَّمُ یَجُعَلُ لِخَلُقِہٖ سَبِیُلاً اِلَّا بِا لُعِجُزِ ﴾

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے سوائے عجز کے کوئی راستہ نہیں بنایا۔
کشف المحجوب میں ہے:

طریقہ تصوف کے امام ابوبکر ؓ ہیں۔ **انقطاع عن الاغیار** جو تصوف کی جان ہے۔ ان کے اس خطبہ میں عیاں ہے؛ **الامن کان یعبد محمدا** ۔۔۔الخ محبت ِ دنیا سے پاک وصاف ہونے کی شہادت غزوۃ تبوک کا واقعہ ہے: **ما خلقت لعیا لک قال اللّٰہ و رسولہ** پوچھا کہ اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے: فرمایا! اللہ اور اس کا رسول ﷺ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ نے تصوف صدیقی کے ذیل میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ان تمام اوصاف کی تفصیل لکھی ہے جو تصوف کی بنیاد ہیں۔

مثلاً توکل، احتیاط، تواضع، مخلوقِ خدا سے شفقت، عجز و انکساری، رقت قلب، تحمل، فقرودرویشی، رضا اورخوف الٰہی

اس کی تفصیل انہوں نے اپنی کتاب " ازالۃ الخفاء " میں لکھی ہے۔

خوف الٰہی کی ایک مثال پیش کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک روز درخت پر چڑیا بیٹھی دیکھی تو حسرت سے کہا!

طوبیٰ لک یا طیر تاکل من شجرۃ و تستطل من شجرۃ و تصیر الی غیر حساب یا لیت ابا بکر مثلک

اے پرندے! خوش حال ہےتو، پھل کھاتا ہے، درخت کے سائے میں بسیرا کرتا ہے، حساب کتاب کا کوئی کھٹکا نہیں۔ کاش ابوبکر تجھ جیسا ہوتا۔

نماز میں خشیت الٰہی کا یہ عالم ہوتا کہ ایک خشک لکڑی کی طرح کھڑے ہوتے تھے۔ طریقہ نقشبندیہ جو آج تک عالم میں فیض رساں ہے۔ اس کا سلسلہ بہ واسطہ حضرت امام جعفر صادقؒ حضرت ابوبکر صدیق ؓ تک پہنچتا ہے۔

حضرت ابوبکر واسطیؒ کا قول ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے تصوف کا راز حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اشارتاً فاش کیا جس سے اہل دل نے لطائف اخذ کئے اور وہ راز یہ تھا کہ جب وہ اپنے تمام مال و اسباب سے دست بردار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا۔ تو انہوں نے

پہلے خدا کا نام لیا پھر رسول اللہ ﷺ کا اور امت مسلمہ کو ایک بہت اہم پیغام دے دیا۔ اس کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے اور بھی بہت سے اشارات ہیں جن سے دوسرے لطائف نکلتے ہیں جو اہل حقیقت کو معلوم ہیں۔

(اسوۂ صحابہ حصہ دوم از مولانا عبدالسلام ندوی بحوالہ کتاب اللمع)

علامہ ابونصر اللہ ابن علی السراج الطّوسی کتاب للمع میں تحریر فرماتے ہیں۔

'' حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی ذات اقدس میں اور بھی بہت سے معنی جمع ہو گئے تھے جن کے ساتھ اہل حقیقت اور ارباب قلب نے استفادہ کیا۔''

مثلاً حضرت صدیق اکبر ؓ کے توکل کا یہ حال تھا کہ تمام مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور فرمایا کہ اہل وعیال کے لئے میں نے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑا ہے۔ ورع وتقویٰ کی یہ حالت تھی کہ جب ایک مرتبہ اپنے غلام کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی اور یہ معلوم کر کے کہ وہ مشتبہ تھی تو حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ احتیاط کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ؓ اول شب میں وتر ادا کرتے تھے کہ کہیں سو نہ جائیں اور حضرت عمر فاروق ؓ آخری شب میں وتر ادا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے معلوم ہونے پر فرمایا کہ ابو بکر ؓ نے احتیاط کو پیش نظر رکھا اور عمر ؓ نے قوت کو۔ آپ ؓ زبان کے شر سے اتنا ڈرتے تھے کہ ایک مرتبہ اپنی زبان کو پکڑ کے کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق ؓ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے روکا تو فرمایا! یہی وہ چیز ہے جس نے مجھے مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے۔

(ازالۃ الخفاء۔ کتاب اللمع)

سکینۃ الاولیاء کے مصنف داراشکوہ اپنی تصنیف میں بزرگان دین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کوئی بھی صوفی اس وقت تک مقام فنا کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ صوفی خلوص نیت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پیروی نہ کرے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں سرور کونین ﷺ کا فرمان ہے:

میں نے کہا کہ میں پیغمبر ہوں تو وہ بغیر کسی معجزہ کو دیکھے مجھ پر ایمان لے آیا۔

جب میں نے کہا کہ مجھے معراج کی سعادت حاصل ہوئی ہے تو اس نے میرے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔

صوفیہ کے نزدیک تصوف کے اکثر سلسلے حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف منسوب ہیں البتہ ایک سلسلہ (نقشبندیہ) حضرت سلمان فارسیؓ کے واسطے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف منسوب ہے۔

18.0۔ متفرقات ۔ فضائل صدیق اکبر

حضرت ابو بکر صدیقؓ شان اور مرتبہ میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ آپؓ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے قرآن کریم کو جمع کیا اور اس کا نام مصحف رکھا۔ آپؓ کو پہلا خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپؓ اپنے باپ کی زندگی میں خلیفہ بنے اور جب وصال ہوا تو آپؓ کے والدین حیات تھے۔ آپؓ پہلے خلیفہ تھے جن کی تنخواہ مقرر کی گئی اور جنہوں نے بیت المال کی بنیاد رکھی۔ آپؓ پہلے شخص تھے جن کا لقب رکھا گیا اور آپؓ عتیق اور شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے کسی قسم کے شبہ سے بچنے کے لئے قے کی۔ آپؓ پہلے شخص تھے جن کو ان کی اہلیہ نے غسل دیا۔

18.1 ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ جنتی ہیں

رات کا وقت تھا صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع تھے اور آپ ﷺ ان سے کلام فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہو گا کہ جنت میں ہر گھر والا اور بالا خانے والا اس کو خوش آمدید کہے گا اور کہے گا کہ ہمارے ہاں آؤ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شوق سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! آج کل اس آدمی کا ثواب (نیکی) کیا ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف محبت سے دیکھا اور ان کو یہ خوشخبری سنائی کہ وہ شخص تم ہی ہو۔ جب رسول اللہ معراج پر آسمانوں پر گئے تو

آپ ﷺ جنت عدن میں داخل ہوئے تو وہاں آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کی مانند ایک بے مثال حور دیکھی جس کی پلکیں بہت لمبی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا؛ تو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ ﷺ کے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے ہوں۔ (مجمع الزوائد: ۴۹/۹)

18.2 ۔ جنت کے دروازے

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام ؓ کی جماعت میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ کی راہ میں دو ہم جنس چیزیں خرچ کرے گا اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ بھلائی ہے، پس جو نمازی ہوگا اسے باب الصلوٰۃ (نماز کے دروازے) سے بلایا جائے گا اور جہاد والے کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ دار ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ خیرات کرنے والا ہے اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ بظاہر (جنت کے تمام) دروازوں سے بلائے جانے کی ضرورت نہیں لیکن کیا کسی کو جنت کے تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہاں۔ مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔

(رواہ البخاری)

18.3 ۔ نورانی دروازہ

ابن عساکرؒ نے حضرت مقداد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عقیلؓ کے درمیان کچھ ناراضگی پیدا ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سمجھ سے کام لیا کیونکہ حضرت عقیلؓ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار تھے اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کچھ نہیں کہا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر تمام واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ حاضرین میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا! لوگو! تم میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو۔ تمہاری حیثیت کیا ہے اور اس کی حیثیت کیا ہے (تمہیں اس کا اندازہ نہیں) واللہ! تم سب لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابوبکرؓ کا دروازہ نورانی ہے۔ واللہ !تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی۔ اسلام کے لئے مال خرچ کرنے میں تم نے بخل سے کام لیا اور ابوبکرؓ نے مال خرچ کیا۔ تم نے مجھ بدنام کیا مگر ابوبکرؓ نے میری دلداری کی اور مجھے آرام پہنچایا۔

18.4 ۔ رضوان اکبر کا عطا ہونا

عام الوفود میں ایک وفد عبد القیس کا مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ مختلف باتیں ہوئیں اسی دوران ان میں سے ایک شخص نے بڑی لغو بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف دیکھا تا کہ وہ اس کی بات کا جواب دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی بات کا رد کیا اور اس کو

مناسب جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرا خوشی سے چمکنے لگا اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو دعا دی۔ اللہ تمہیں رضوان اکبر عطا فرمائے۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! رضوان اکبر سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائیں گے لیکن ابوبکر ؓ کے لئے خاص تجلی ہوگی۔ (المستدرک: ۳/۷۸)

18.5 ۔ دوستی کا شرف

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا! تمہیں کیا ہوگیا کہ آپس میں اختلاف کرتے ہو اور میرے صحابہ کرام ؓ کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہو تم نہیں جانتے کہ میری دوستی میرے اہل بیت کی دوستی میرے صحابہ کرام ؓ کی دوستی قیامت تک میری امت پر فرض ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صدیق ؓ کہاں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اٹھے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں یہاں ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! میرے قریب آؤ۔ آپ ؓ نزدیک آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے گلے سے لگالیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے انسو ٹپک رہے تھے اور پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا اور فرمایا! مسلمانو! یہ ابوبکر ؓ ہیں یہ انصار ومہاجرین کے امام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اپنا باپ (سسر) بناؤں اور آخرت میں

اپنا رفیق بناؤں۔ یہ میرے دوست ہیں انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب مجھے سارا مکہ جھٹلا رہا تھا۔ مجھے اس شخص نے اس وقت جگہ دی جب سب نے نکال دیا۔ اس وقت میری مدد کی جب سب مجھے تنگ کرتے تھے۔ اس نے مجھے مال دیا میری مدد کی مجھے اپنی بیٹی دی۔ اپنے مال سے میری تمام ضروریات کی اشیاء خریدیں۔ اس کے دشمن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ میں صدیقؓ کے دشمنوں سے بے زار ہوں۔ میرا اللہ ان سے بے زار ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے بے زار ہو تو وہ ابوبکرؓ سے بے زار ہو جائے۔ جو لوگ اس محفل میں حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔ پھر فرمایا! ابوبکرؓ تم یہاں بیٹھ جاؤ یہ جتنی باتیں میں نے کہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہیں ہیں۔ (سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ مفتی محمد راشد نظامی)

18.6 ۔ افضل البشر بعد الانبیاء

ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت ابو درداءؓ کسی کام سے جا رہے تھے۔ سفر کے دوران حضرت ابو درداءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آگے آگے چلنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کی ان پر نظر پڑی تو آپ ﷺ نے حضرت ابو درداءؓ سے فرمایا! تم ایک ایسے آدمی کے آگے چل رہے ہو کہ نبیوں کے بعد اس سے افضل آدمی پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔ یہ ارشاد نبوی ﷺ سنتے ہی حضرت ابو درداءؓ کو اپنے عمل پر شرم آئی اور ان کی آنکھوں سے افسوس کی وجہ سے آنسو چمکنے لگے۔ پھر اس

کے بعد ان کو ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے ہی چلتے دیکھا۔

(مجمع الزوائد: ۴۶، ۴۷)

18.7 ۔ بلند مرتبہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بلند مرتبہ کے متعلق حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا کہ آپؓ کن باتوں کی وجہ سے اس قدر بلند مرتبہ پر پہنچ گئے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ پانچ باتوں کی وجہ سے:

۱) میں نے لوگوں کو دو طرح کا پایا، ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پھرتے ہیں اور دوسرے وہ جو آخرت کی طلب میں کوشاں ہیں۔ میں نے مولیٰ کی طلب میں کوشش کی ہے۔

۲) جب سے میں نے اسلام قبول کیا کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا کیونکہ عرفانِ حق کی لذت نے مجھے دنیا کے کھانوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔

۳) جب سے میں نے اسلام قبول کیا کبھی سیر ہو کر پانی نہیں پیا کیونکہ محبت باری تعالیٰ کے پانی سے سیراب ہو چکا ہوں۔

۴) مجھے جب سے دنیا و آخرت کے دو کام پیش آئے ہیں تو میں نے اخروی کام کو مقدم کیا اور دنیاوی کام کی کچھ پروا کئے بغیر اخروی کام کو اختیار کیا۔

۵) حضور سرور دو عالم ﷺ کی صحبت میں رہا اور میری یہ صحبت حضور ﷺ کے ساتھ بڑی ہی اچھی رہی۔ (نزہۃ المجالس)

18.8 ۔ محبت اہل بیت

شیخ ابوجعفر الطّوسی نے اپنی کتاب " الأمالی " میں یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ کی شادی کے موقعہ پر ان کے لئے جہیز کا سامان انتخاب کرنے اور خریدنے میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ نہ صرف شریک تھے بلکہ بڑی سرگرمی اور دلچسپی سے کوشاں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جو سامان خریدا اس میں ایک قمیص، ایک اوڑھنی، ایک خیبری سیاہ چادر، ایک بُنی ہوئی چارپائی، بستر کے دو گدّے، ایک گدّا کھجور کی چھال سے بھرا ہوا دوسرے گدّے کی بھرائی بھیڑ کے اون سے کی گئی تھی، ایک تکیہ تھا جس کی بھرائی ازخر (گھاس) سے کی ہوئی تھی، ایک صوف کا کپڑا تھا، ایک چمڑے کا مشکیزہ تھا، دودھ کے لئے ایک لکڑی کا پیالہ تھا، سبز قسم کا ایک گھڑا تھا، مٹی کے کوزے تھے، جب یہ سامان خرید لیا تو کچھ سامان حضرت ابوبکر ؓ نے خود اٹھایا اور باقی دوسرے احباب سے اٹھوایا اور رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کا معائنہ کیا اور دعا کے یہ کلمات ارشاد فرمائے!

"اللہ تعالیٰ اس میں اہل بیت کے لئے برکت فرمائے۔"

حضرت عائشہ ؓ اور حضرت ام سلمہ ؓ نے بھی حضرت فاطمہ ؓ اور حضرت علی ؓ کے گھر کا اثاثہ تیار کرنے میں حصہ لیا۔

(کتاب رحماء بینہم از شیخ محمد نافع بحوالہ ابن ماجہ کتاب النکاح باب ولیمہ)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جا رہے تھے۔ آپؓ کی ایک جانب حضرت علیؓ تھے اسی دوران ان کا گزر حضرت حسن بن علیؓ کے پاس سے ہوا وہ بچوں میں کھیل رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور یہ جملہ بار بار ادا کرنے لگے۔

بابی شبیه بالنبی   لیس شبیها بعلی

میرے باپ فدا ہوں، یہ حسنؓ نبی ﷺ کے مشابہ ہیں، علیؓ کے مشابہ نہیں ہیں۔ حضرت علیؓ ہنس رہے تھے۔

(مسند الامام احمد : ۸/۱، مستدرک حاکم: ۱۶۸/۳)

18.9 ۔ صدیق اکبرؓ کی سبقت

ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا وجہ ہے کہ مہاجرین و انصار حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہی فوقیت دیتے ہیں حالانکہ آپؓ کے مناقب ان سے زیادہ ہیں۔ آپؓ اسلام لانے میں بھی مقدم ہیں۔ اور آپؓ کو دوسری سبقتیں بھی حاصل ہیں۔ حضرت علیؓ نے بڑی ہوشیاری اور ذہانت سے پوچھا: شاید تم قریش کے قبیلہ عائذ ہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر مومن اللہ تعالیٰ سے پناہ لینے والا نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو میری طرف سے تجھے خوف پہنچے گا۔ پھر سختی سے فرمایا! تیرا ستیاناس ہو!

حضرت ابوبکر صدیقؓ تو چار چیزوں میں مجھ سے سبقت لے گئے۔

نماز کی امامت اور خلافت میں مجھ پر سبقت لے گئے۔ مجھ سے پہلے غار ثور میں چلے گئے اور اسلام کو پہلے رواج دیا۔ تیرا ستیاناس ہو! اللہ تعالیٰ نے سب کی مذمت فرمائی لیکن ابوبکرؓ کی مدح فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ﴾ (سورۃ التوبہ ۔ 40)

اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے

(الکنز: ۳۵۵/۴)

18.10 ۔ حوض کوثر پر رفاقتِ نبوی ﷺ

ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ! تم حوض کوثر پر میرے رفیق ہوں گے اور غار میں میرے صاحب ہو۔ (سنن ترمذی: ۳۶۰۳)

18.11 ۔ ابوبکر صدیقؓ کی تین پسندیدہ اشیاء

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں! مجھے تین چیزیں بہت پسند ہیں:

النظر الیک و انفاق مالی علیک و الجلوس بین یدیک

یعنی آپ ﷺ کے چہرے پُر انوار کا دیدار کرتے رہنا، آپ ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا، آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہنا۔

(تفسیر روح البیان پ۱۹ النمل ۶۲ ج۶ ص۳۶۲)

18.12 ۔ رسول اللہ ﷺ کا خواب

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے دودھ سے بھرا ایک پیالہ پیش کیا گیا میں نے اس سے اتنا پیا کہ پیٹ بھر گیا اور میرے جسم کی تمام رگوں میں دودھ گردش کرنے لگا۔ جو بچ گیا وہ میں نے ابوبکر ؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرام ؓ فوراً خواب کی تعبیر سمجھ گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دودھ سے مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کیا اور آپ ﷺ نے بچا ہوا وہی علم حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو عطا فرما دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! تم نے درست کہا۔

(صحیح ابن حبان اخبار ﷺ عن مناقب الصحابۃ ذکر ابی بکرؓ بن ابی قحافہ
حدیث ۶۸۱۵ ض ۱۶ الجزء ۹ ص ۳)

18.13 ۔ حضرت عمر فاروق ؓ کی ناراضگی

حضرت ابوالدرداء ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نہایت پشیمانی کی حالت میں آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا کہ میرے اور عمر فاروق ؓ کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے ان کو بُرا بھلا کہہ دیا۔ بعد میں

میں نے ان سے معافی مانگی تو انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! باری تعالیٰ ابوبکر کی مغفرت فرمائے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ کلمہ تین دفعہ ادا کیا۔ کچھ دیر بعد حضرت عمر فاروق ؓ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا! اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے پاس بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جھوٹا بتایا۔ یہ ابوبکر ہی تھے جنہوں نے میری تصدیق کی۔ اپنی جان سے میری غمخواری کی کیا اب تم میرے لئے اپنے ساتھی کو معاف نہ کرو گے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ سنا تو رودئے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو معاف کر دیا۔

18.14 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے محبت

حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا؛ آپ ﷺ سب سے زیادہ محبت کس سے کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا! عائشہ ؓ کے والد سے۔ میں نے پوچھا کہ ان کے بعد کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! عمر ؓ سے

(صحیح بخاری:۳۶۶۲، صحیح مسلم: ۲۳۸۴)

محمد بن علی بن ابی طالب عرف محمد بن حنفیہ ؒ کہتے ہیں:

میں نے اپنے والد (حضرت علی ؓ) سے پوچھا: نبی کریم ﷺ کے بعد

کون سا شخص سب سے افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا! ابوبکرؓ۔ میں نے کہا پھر ان کے بعد کون ہے۔ انہوں نے فرمایا! عمرؓ (صحیح بخاری: ۳۶۷۱)

18.1 ۔ کشف وکرامات

حضرت ابوبکر صدیقؓ جامع الکمالات اور مجمع الفضائل تھے۔ انبیاء کرام علیہ السلام کے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔ آپؓ صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ آپؓ سے بے شمار کرامات کا ظہور رہوا، کچھ کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

18.1.1 ۔ کلمہ طیبہ کی فضیلت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں جب قیصر روم سے جنگ کے لئے مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر جہاد کا علم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو عطا کیا اور ان کو نصیحت کی کہ جب بھی کوئی مصیبت درپیش ہو تم کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرہ بلند کرنا تو اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل حل فرما دے گا۔ جب اسلامی لشکر نے قیصر روم کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور کئی روز تک قلعہ فتح نہ ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نصیحت کے مطابق کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرہ بلند کیا تو قلعہ کے اندر زلزلہ آ گیا اور پورا قلعہ مسمار ہو گیا۔

18.1.2 ۔ کھانے میں برکت

بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بارگاہ نبوی ﷺ سے تین مہمان لے کر گھر آئے اور خود دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ رات گئے جب آپ ؓ واپس آئے تو زوجہ نے دریافت کیا کہ آپ ؓ مہمان کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا کیا تم نے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ انہوں نے کہا کہ مہمانوں نے صاحب خانہ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بیٹے پر بہت ناراض ہوئے۔ جب کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تو مہمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا بعد میں وہ کھانا دیگر گھر والوں نے کھایا۔ پھر وہ کھانا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے گیا جہاں بارہ قبیلوں کے سردار موجود تھے ان سرداروں کے ساتھ اونٹ سوار بھی تھے سب نے وہ کھانا پیٹ بھر کھایا۔

18.1.3 ۔ دعائے صدیقؓ

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ابوبکر ؓ تم یہ دعا پڑھا کرو۔

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْراً وَ لَا یَغْفِرُ الذُّ نُوْبَ
اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ
اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم﴾

اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بڑی زیادتی کی اور تیرے علاوہ کوئی قصور معاف نہیں کرسکتا پس مجھے اپنے فضل سے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کو اپنی نماز کے بعد کا وظیفہ بنالیا۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ مجھے کوئی دعا سکھلائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا صبح وشام مانگا کرو:

اے آسمان اور زمین کے خالق اور غائب اور ظاہر کے جاننے والے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تو ہر چیز کا پروردگار اور مالک ہے میں اپنے نفس اور شیطان کے شر اور ابلیس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ اپنے نفس کے لئے اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے کوئی شر کا کام کروں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی ایک اور دعا:

اے اللہ! دنیا کو میرے لئے کشادہ فرما لیکن مجھے اس میں مبتلا ہونے سے محفوظ فرما۔

18.2 ۔ علم الانساب کے ماہر

آپ ؓ عرب کی تاریخ اور انساب کے ماہر مشہور تھے ۔ آپؓ کا بلا کا حافظہ تھا۔ آپؓ بہت سے علم الانساب کے جاننے والوں کے استاد تھے۔ آپ ؓ کے علاوہ حضرت عقیل بن ابی طالب ؓ بھی اس فن کے جاننے والوں میں سے تھے۔

ابن اسحاق ؒ حضرت یعقوب بن عتبہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبیر بن معطم ؓ پورے عرب خصوصاً قبیلہ قریش کے نسب بیان کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ ؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے علم نسب حاصل کیا ہے۔ اس علم میں میرے وہی استاد ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ پورے عرب کے ماہر انساب تھے۔

(استیعاب فی معرفۃ الاصحاب باب جبیر ج ا ص ۲۰۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کفار قریش کی ہجو (اشعار میں تزلیل کرنا) کرو، کیونکہ ان پر اپنی ہجو کا تیروں کی بارش سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابن رواحہ ؓ کو پیغام بھیجا کہ کفار کی ہجو کریں۔ انہوں نے کفار قریش کی ہجو کی لیکن رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں آئی۔ پھر آپ ﷺ نے کعب بن مالک ؓ کی طرف پیغام بھیجا اور پھر حسان بن ثابت ؓ کی طرف بھی پیغام بھیجا۔ جب حضرت حسان بن ثابت ؓ نے آتے ہی عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ اب وقت آ گیا ہے آپ ﷺ نے شیر کی

طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم مارتا ہے۔ پھر اپنی زبان نکال کر اس کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی عرض کرنے لگے؛ اس ذات کی قسم جس نے آپ (ﷺ) کو حق دے کر بھیجا! میں ان کو اپنی زبان سے اس طرح چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو پھاڑتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے حسان ؓ! جلدی نہ کرو کیونکہ تم قریش کی کس طرح ہجو کرو گے میرے چچا کا بیٹا ابوسفیان بھی قریش سے ہے۔ لہٰذا تم ابوبکرؓ سے مشورہ کرلو کیونکہ وہ قریش کے ماہر انساب ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس گئے اور ان سے اس معاملہ میں مشاورت کی۔ انہوں نے فرمایا! ہجو سے فلاں فلاں کو نکال دو اور فلاں فلاں کو شامل کرلو۔ حضرت حسان بن ثابت ؓ واپس لوٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا نسب الگ کر دیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا میں آپ ﷺ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ پھر آپ ؓ نے قریش کی ہجو کی تو قریش نے سن کر کہا! حسان کے ان اشعار کو سن کر لگتا ہے کہ ابوبکر ؓ نے ان کی مدد کی ہے۔ جب رسول کریم ﷺ نے وہ اشعار سنے تو ارشاد فرمایا! حسان نے کفار قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو راحت دی یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا اور کفار کے دلوں کو بیمار کر دیا یعنی انہیں سخت تکلیف دی۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل حسان بن ثابتؓ حدیث ۲۴۹۰ ص ۱۳۵۲، اسد الغابۃ باب الحاء والسین حسان بن ثابت ؓ ض ۲ ص ۸، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب حسان بن ثابت الانصاری ج ۱ ص ۴۰۱)

رسول اللہ ﷺ جب عرب کے مختلف قبائل کے پاس اسلام کی ترویج کے سلسلہ میں جاتے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ساتھ لے جاتے۔ اس وقت ان کا علم الانساب بہت کام آتا اور وہ حضور اکرم ﷺ کا ان قبائل سے تعارف کرواتے تھے۔

18.3 ۔ علم التعبیر کے ماہر

تعبیر رؤیا کو علوم نبوت میں شمار کیا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد یہ علم بعض دوسرے اللہ کے خاص بندوں کو ان کی روحانی لطافت کے مطابق عطا ہوتا ہے۔ یہ علم الٰہی ہے جس کا ادراک جدید علم کی روشنی میں مشکل ہے۔

علامہ محمد ابن سیریں ؒ فرماتے ہیں! رسول کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے بڑے معبر یعنی خواب کی تعبیر بیان کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ، باب التعبیر حدیث ۴۲۰۰۴ ج ۱۸ الجزء ۱۵ ص ۲۱۹)

آپ ؓ نے خواب کی تعبیر بتانے کا علم رسول اللہ ﷺ سے سیکھا تھا۔

حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! مجھے خوابوں کی تعبیر بتانے کا حکم دیا گیا ہے نیز یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ یہ علم میں ابوبکر ؓ کو سکھاؤں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۴)

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ خوابوں کی تعبیر بتانے کے لئے ابوبکرؓ کو مقرر کروں۔

(الروج الانیق فی فضل الصدیق حدیث التاسع والعشر ون ص۸۷)

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ لوگوں کے خوابوں کی تعبیر اس حد تک بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی اپنے خواب آپؓ کو بتاتے تھے اور تعبیر پوچھتے تھے۔ (ازالۃ الخفاء :۲/۲۰)

1 ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا خواب

حضرت سعید بن مسیّبؒ روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے خواب دیکھا کہ آپ کے آنگن میں تین چاند آ کر گرے ہیں۔ آپؓ نے اپنے والد ماجد کے سامنے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا! اگر یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے گھر میں روئے زمین کی تین بہترین شخصیات کی تدفین ہوگی۔ جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور وہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارکہ میں مدفون ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! اے عائشہؓ یہ تمہارے خواب والے تین چاندوں میں سے سب سے افضل ترین چاند ہے۔

(الریاض النضرۃ ج۱ص۱۶۱، جمع لاجوامع مسند ابی بکر الصدیقؓ
حدیث ۹۴۵ ج۱ص۱۹۰)(تاریخ الخلفاء)

2 ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تعبیر اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بادل کے ایک ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اپنے ہاتھوں کو چلو بنا کر شہد اور گھی لینے کی تگ ودو کر رہے ہیں۔ کوئی زیادہ لے رہا ہے اور کوئی بہت کم۔ پھر میں نے آسمان سے ایک رسی لٹکی دیکھی جسے آپ ﷺ پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ آپ ﷺ کے بعد ایک شخص آیا اور رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص آیا وہ بھی رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اس کے بعد تیسرا شخص آیا تو اس نے بھی اوپر چڑھنا چاہا تو رسی ٹوٹ گئی، پھر وہ رسی جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا۔ اس کا خواب سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس کی تعبیر بتاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہاں بیان کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! بادل سے مراد اسلام ہے، گھی اور شہد سے مراد قرآن اور اس کی نرمی اور مٹھاس ہے اور جو لوگ اسے لے رہے ہیں وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ کوئی قرآن پاک کی زیادہ تلاوت کرے گا اور کوئی کم۔ آسمان سے لٹکی ہوئی رسی سے مراد وہ راہ حق ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہیں۔ آپ کے رب نے آپ ﷺ کو رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد ایک شخص آئے گا اور اسی رستہ پر چلے گا اور کامیاب ہوجائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور شخص بغیر کسی پریشانی کے کامیابی حاصل کرلے

گا۔ لیکن اس کے بعد جو تیسرا شخص آئے گا اسے اس راہ میں تکالیف اور پریشانیاں لاحق ہوں گی لیکن بالآخر وہ بھی کامیابی کا زینہ چڑھ جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الرویا باب فی تاویل الرویا حدیث ۲۲۶۹ ص ۱۲۴۶)

(صحیح البخاری مالم برالرؤیا لاول عابر ۔۔الخ حدیث ۷۰۴۶ ج ۴ ص ۴۲۴)

3 ۔ سیاہ وسفید بکریاں

حضرت عمرو بن شرجیل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنا خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا! میں نے دیکھا کہ میں ایک کنویں سے پانی نکال رہا ہوں تو کچھ سیاہ بکریاں میرے پیچھے پیچھے آ گئیں پھر کچھ سفید بکریاں ان کالی بکریوں کے پیچھے آ گئیں اور سفید بکریاں بڑھتے بڑھتے اتنی تعداد میں ہو گئیں کہ سیاہ بکریاں ان کے درمیان نظر نہیں آ رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا کہ میں اس خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی تو فرمایا کہ سیاہ بکریاں عرب لوگ ہیں جو آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے جبکہ سفید بکریوں سے مراد آپ ﷺ پر ایمان لانے والے عجمی لوگ ہیں جن کی اتنی کثیر تعداد آپ ﷺ پر ایمان لائے گی کہ ان کی کثرت کی وجہ سے عرب دکھائی نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی تعبیر سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اس طرح کی تعبیر سحری کے وقت فرشتے نے بھی بتلائی تھی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۳، الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۶۰)

4 ۔ امیّہ بن خلف کا خواب

ایک دفعہ ربیعہ بن امیہ بن خلف حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس میں میں ایک سرسبز جگہ پر تھا پھر بنجر زمیں میں پہنچ گیا جہاں کوئی پیداوار نہیں ہے اور یہ بھی دیکھا کہ دونوں ہاتھ مل گئے ہیں اور طوق کی طرح گردن میں لٹک گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! اگر تو نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تو اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے گا (یعنی مرتد ہوجائے گا) البتہ میرے معاملات درست ہیں اور میرے دونوں ہاتھ دنیا کہ آلائشوں سے پاک ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں ربیعہ مدینہ منورہ سے روم پہنچا اور قیصر روم کے یہاں جا کر عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ (تعبیر الرؤیا ص۵۴)

5 ۔ دنیا سے رخصتی

حضرت ابن شہاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے یوں ارشاد فرمایا! اے صدیق ؓ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم دونوں ایک ساتھ دوڑے ہیں پھر میں تم سے ڈھائی زینے آگے نکل گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے جوار رحمت میں مجھ سے پہلے طلب کرلے گا اور میں آپ ﷺ کے بعد ڈھائی سال تک زندہ رہوں گا۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳۰ ص ۲۱۸، طبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر الغار والھجرۃ الی المدینہ ج ۳ ص ۱۳۲، تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص ۱۰۵)

6 ۔ غلطی پر تنبیہ

حضرت ابو قلابہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں خونی پیشاب کر رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! تو اپنی بیوی کے پاس حیض میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔

7 ۔ حضرت خالد بن سعید ؓ کا خواب

حضرت خالد بن سعید ؓ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ وہ ایک غار کے دہانے پر کھڑے ہیں اور ان کا مشرک باپ سعید بن عاص پوری قوت سے ان کو غار میں دھکیل رہا ہے۔ اتنے میں رسول کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور ان کا گریبان پکڑ کر انہیں اس غار میں گرنے سے بچا لیتے ہیں۔

صبح ہوئی تو وہ سیدھے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے۔ آپ ؓ ہی اس بارے میں کچھ بتائیں کیونکہ مکہ میں کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو خواب کی تعبیر جاننے میں آپ ؓ سے زیادہ مہارت رکھتا ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا! اے میرے بھائی کے بیٹے!
محمد رسول اللہ ﷺ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں تم فوراً اس کو قبول کرلو۔
تمہارے خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے تم اس آتشی غار میں گرنے سے
بچ سکتے ہو البتہ تمہارے والد کی قسمت میں یہ سعادت نہیں۔ وہ ضرور اس غار میں
گرے گا۔

حضرت سعید بن عاص ؓ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور اسلام قبول کرلیا۔ ان کے والد اس سعادت سے محروم رہے اور حالت شرک ہی
میں فوت ہوئے۔ (مستدرک حاکم)

8 ۔ غزوۂ طائف کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کا خواب

غزوۂ طائف کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک
بھرا ہوا پیالہ آپ ﷺ کو ہدیہ میں دیا گیا لیکن ایک مرغے نے اس میں ٹھونگ ماردی
اور پیالے میں جو چیز تھی وہ گرگئی۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے یہ خواب سنا تو بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا"
یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! میرے نزدیک اس
خواب کی تعبیر یہ ہے کہ طائف کے محاصرے میں کامیابی نہیں ہوگی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا! میرا بھی یہی خیال ہے۔

چنانچہ کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ اٹھالیا۔

19.0۔ اقوال صدیقؓ اور کاتب وحی

19.1 ۔ اقوالِ صدیق اکبرؓ

۱) عقلمند کی پہچان کم گوئی ہے۔

۲) جس پر نصیحت اثر نہ کرے اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

۳) مصیبت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔

۴) شریف جب علم پڑھتا ہے متواضع ہو جاتا ہے۔

۵) گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر اس سے بچنا واجب تر ہے۔

۶) فقیر (مسکین) کے سامنے عاجزی اور ادب سے صدقہ پیش کرو کیونکہ خوشدلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

۷) بوڑھا توبہ کرے تو خوب ہے اور اگر جوان توبہ کرے تو خوب تر ہے۔

۸) جوان کا گناہ بھی اگرچہ بُرا ہے لیکن بوڑھے کا گناہ بدتر ہے۔

۹) تو دنیا کا سامان جمع کرنے میں مشغول ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے جدا کرنے میں سرگرم ہے۔

۱۰) ہر چیز کے ثواب کے لئے ایک اندازہ ہے لیکن صبر کا ثواب بے اندازہ ہے۔

۱۱) جو شخص دعوت توحید کی ابتداء میں فوت ہو گیا وہ بہت خوش نصیب ہے۔

۱۲) امیروں کا تکبر کرنا بُرا ہے لیکن غریبوں اور محتاجوں کا تکبر کرنا بدتر ہے۔

۱۳) عام لوگ عبادت میں سستی کریں تو بُری بات ہے لیکن علماء اور طلباء عبادت

میں سستی کریں تو یہ اور بھی بُرا ہے۔

۱۴) دولت آرزو کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔

۱۵) بالوں کو خضاب لگا لینے سے جوانی حاصل نہیں ہوتی۔

۱۶) دوائیں کھا کھا کر صحت مند نہیں بنایا جا سکتا۔

۱۷) مردوں کا شرم کرنا اچھا ہے لیکن عورتوں کو شرم کرنا بہت اچھا ہے۔

۱۸) غریب اگر تواضع کریں تو اچھا ہے لیکن امیروں کا تواضع کرنا بہت اچھا ہے۔

۱۹) زبان کو شکوہ و شکایت سے روکو، خوشی کی زندگانی عطا ہوگی۔

۲۰) اللہ کے خوف سے روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

۲۱) امید اور خوف دونوں کو ساتھ ساتھ رکھو اور آہ و زاری کے ساتھ دعا کرو۔

۲۲) اللہ سے ڈرو اور اس کی ایسی تعریف کرو جس کا وہ حقدار ہے۔

۲۳) دنیا میں حاکم کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ قیامت کے دن اس سے سختی سے حساب لیا جائے گا اور اس کا اعمال نامہ بہت لمبا ہو جائے گا۔

۲۴) اگر میرا ایک پاؤں جنت میں ہو اور دوسرا اس سے باہر تو بھی میں اپنے آپ کو اللہ کے غضب سے محفوظ تصور نہیں کرتا۔

۲۵) اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کے عجائبات کبھی ختم ہونے والے نہیں اور نہ اس کی روشنی کبھی ماند پڑے گی۔

۲۶) (نیک عمل کرنے سے) اپنی رفتار تیز سے تیز تر کرو کیونکہ تمہارے پیچھے ایک ایسا تعاقب کرنے والا لگا ہوا ہے جو بڑا ہی تیز رفتار ہے۔

۲۷) ہر عمل کا اس کے وقت کے ساتھ بجالانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نفل قبول نہیں کرتا جب تک تم فرض ادا نہیں کرو۔

۲۸) اس دن پر روؤ جو تیری عمر سے نکل گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔

۲۹) ہر کام کرتے وقت اللہ کو حاضرو ناظر جانو۔ اس سے ڈرو اور شرم کرو۔

۳۰) کفار سے جہاد کرنا جہاد اصغر ہے اور نفس سے جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔

۳۱) نماز کو سجدۂ سہو، روزے کو صدقہ فطر، حج کو فدیہ اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔

۳۲) اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا بدلہ نہ چاہے۔ دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ کے لئے چھوڑ دے۔

۳۳) جو امر پیش آتا ہے وہ قریب ہے لیکن موت اس سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔

۳۴) مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے۔

۳۵) میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو۔

۳۶) میں بُرا ہوں تو میری اصلاح کرو۔

۳۷) سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔

۳۸) عمل بغیر علم کے سقیم و بیمار ہے اور علم بغیر عمل کے عقیم یعنی بیگار ہے۔

۳۹) بُروں کی ہم نشینی سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے۔

۴۰) کسی مسلمان کو حقیر نہ جانو۔

۴۱) موت پر دلیر رہو تم کو زندگی بخشی جائے گی۔

۴۲) ہم نے بزرگی تقویٰ میں، بے نیازی یقین میں اور عزت تواضع میں دیکھی۔

۴۳) جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔

۴۴) مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ قبولیت اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔

۴۵) جس قوم میں فحاشی عام ہو جاتی ہے تو اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۴۶) باہم قطع تعلق مت کرو، بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو۔

۴۷) آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ جیسا کہ تم کو حکم ہے۔

19.2 ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کتابت وحی

علامہ ابن جوزیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو حضرات وحی کی کتابت کرتے تھے ان کے نام یہ ہیں:

۱) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ

۲) حضرت عمر فاروقؓ

۳) حضرت عثمان غنیؓ

۴) حضرت علی المرتضیٰؓ

۵) حضرت ابی بن کعبؓ

۶) حضرت زید بن ثابتؓ

۷) حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ

۸) حضرت حنظلہ بن ربیعؓ

۹) حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ

۱۰) حضرت ابان بن سعیدؓ

۱۱) حضرت علاء بن حضرمیؓ

(کتاب المشکل من حدیث الصحیحین ج۱ص۳۷۲)

19.3 ۔ حیات صدیق اکبرؓ تاریخ کے آئینہ میں

۵۷۳ء ۴۸ سال قبل ہجرت سیدنا صدیق اکبرؓ
عام الفیل کے ڈھائی سال بعد پیدا ہوئے

ابعثت نبوی بمطابق ۶۰۹ء سیّدنا صدیق اکبرؓ نے اسلام قبول کیا۔

ابعثت نبوی بمطابق ۶۰۹ء خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دینا شروع کی

ابعثت نبوی بمطابق ۶۰۹ء اعلانیہ طور پر اسلام کی دعوت دینا شروع کی

۵ بعثت نبوی بمطابق ۶۱۳ء ہجرت حبشہ کیلئے مدینہ منورہ سے روانہ

۷ بعثت نبوی بمطابق ۶۱۶ء شعب ابی طالب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

۱۲ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۱ء واقعہ معراج کی تصدیق اور صدیق کا خطاب

۱۴ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۲ء ہجرت مدینہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مدینہ منورہ روانگی

۱۴ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۲ء سفر ہجرت میں غار ثور میں قیام

۱۴ بعثت نبوی بمطابق ۶۲۲ء رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مدینہ منورہ میں داخلہ

ا ہجری بمطابق ۶۲۲ء مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر میں حصہ

۲ ہجری بمطابق ۶۲۳ء بیٹی سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی

۲ ہجری بمطابق ۶۲۴ء رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۃ بدر میں شرکت

۳ ہجری بمطابق ۶۲۴ء رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۃ احد میں شرکت

۵ ہجری بمطابق ۶۲۷ء غزوۃ بنی مصطلق میں شرکت

۶ہجری بمطابق ۶۲۷ء	رسول اللہ ﷺ کی معیت میں صلح حدیبیہ و بیعت رضوان میں شرکت
۷ہجری بمطابق ۶۲۸ء	رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بنی فزارہ کے خلاف جہاد
۷ہجری بمطابق ۶۲۸ء	غزوۂ خیبر میں شرکت
۷ہجری بمطابق ۶۲۹ء	عمرۃ القضاء میں شرکت
۸ہجری بمطابق ۶۳۰ء	سریہ ذات السلاسل میں شرکت
۸ہجری بمطابق ۶۳۰ء	رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ فتح مکہ میں شرکت
۸ہجری بمطابق ۶۳۰ء	غزوۂ حنین میں شرکت
۸ہجری بمطابق ۶۳۰ء	غزوۂ طائف میں شرکت
۹ہجری بمطابق ۶۳۱ء	رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت
۹ہجری بمطابق ۶۳۱ء	رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو امیر حج مقرر کیا
۱۰ہجری بمطابق ۶۳۲ء	رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج الوداع میں شرکت
۱۱ہجری بمطابق ۶۳۲ء	رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو نماز کی امامت کا حکم دیا
۱۱ہجری بمطابق ۶۳۲ء	رسول اللہ ﷺ کا وصال، صدیق اکبرؓ کے لئے

	سب سے عظیم حادثہ
۱۱ہجری بمطابق ۶۳۲ء	خلافت کے لئے صدیق اکبرؓ کیلئے بیعت خاصّہ و بیعت عامہ کی گئی
۱۱ہجری بمطابق ۶۳۲ء	لشکر اسامہ بن زیدؓ کی روانگی
۱۱ہجری بمطابق ۶۳۲ء	مانعین زکوٰۃ اور مرتدین قبائل کے خلاف جہاد
۱۱ہجری بمطابق ۶۳۲ء	مختلف مصاحف قرآن کو ایک جگہ جمع کر کے "مصحف" نام رکھنا
۱۲ہجری بمطابق ۶۳۳ء	مانعین زکوٰۃ و مرتدین قبائل کے خلاف جہاد کی تکمیل
۱۳ہجری بمطابق ۶۳۴ء	عراق اور شام کے مختلف علاقوں میں اسلام کی ترویج اور ان کی فتوحات
۱۳ہجری بمطابق ۶۳۴ء	۲۲ جمادی الاخریٰ بروز پیر بمطابق ۲۲ اگست دنیا سے رخصت ہوئے

(فیضان صدیق اکبرؓ)

ختم شد

اتوار ۔ 2/رجب المرجب 1437ھ بمطابق 10/اپریل 2016ء

☆☆☆☆☆☆☆

دُرود تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِخْوَانِہٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ✦

یا قاضی الحاجات　　یا مجیب الدعوات

یا شافی الامراض　　یا دافع البلیّات

یا حل المشکلات　　یا کافی المہمّات

یا رافع الدرجات　　یا ارحم الرّٰحمین

(آمین)

ترجمہ! اے اللہ! ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل اور اصحابؓ اور پیغمبروں پر درود بھیج اور اس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف و ہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرما دے اور ہمیں تمام گناہوں سے پاک و صاف کر دے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرما دے اور ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں سے نواز دے۔ بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دعا برائے حفاظت

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِ یْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْ بِنَا
وَ کَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ
وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّ شِدِیْنَ.
اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَالْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ
غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ

☆☆☆

وَاٰخِرُدَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)

2- ثانی اثنین۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ

3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ

4۔ سیرتِ امامِ اعظم۔ ابو حنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابت)ؒ

5۔ آئمہ حدیث کے مختصر حالات

6- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)

7- نفس کا بیان

8- بشر و شجر

9- تصوف (قرآن و سنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)

10- غفلت اور جہالت

11- اخلاقِ مومن

12۔ نفاق

13 ۔ اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات

14 ۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین

15 - Biography of The Greatest Prophet (ﷺ)

(According to the Calendar)

16 - Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)

17 - Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)

18 - HEARTS - In the light of Quran

19 - What is Soul (Nafs)

20 - Historical Trees of Islam

Web: www.eislamicbooks.com
Email: Sikander.naqshbandi@gmail.com